

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

دین سے غافل اور بے عمل لوگوں کے لئے **پیغمبرِ صادقین**

مُسْمٰی بِہ

دَعْوَتِ عَمَل

از:

عالمِ باعمل حضرت **ابو داؤد محمد صادقین** علامہ الحاج پیر مفتی قادری

اسلامی معلومات کا خزانہ، روزمرہ کے مسائل پر مشتمل
انسانی زندگی میں محمدی انقلاب برپا کرنے والی بہترین کتاب

2010

ناشر: ادارہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام کوئٹہ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ

۔ دین و دنیا میں تمہیں مقصود گر آرام ہے
اُن کا دامن تمام لو جن کا محمد ﷺ نام ہے
۔ جو سیکھا ہے سب کو سکھاتے چلو..... دیئے سے دیئے کو جلاتے چلو

دینی معلومات کا بے بہا ایمان افروز خزانہ

حیث عمل

چند قابل توجہ ضروری باتیں جن سے عموماً لوگ غافل ہیں

از: ════════════

خلیفہ مجاز مفتی اعظم عالم اسلام نائب محدث اعظم پاکستان
شیخ مفتی ابوداؤد محمد صادق رضی اللہ عنہما

2010-

ناشر: ادارہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

84249

نام کتاب ----- دعوتِ عمل

از افادات مبارکہ ----- پاسبان مسلک رضا حضرت علامہ الحاج

پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی

تعداد ----- 1100

صفحات ----- 232

سن اشاعت ----- ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ دسمبر 2010ء

بار اشاعت ----- 3

ہدیہ ----- 180 روپے

ملنے کے پتے:

ادارہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ 055 4217986

مکتبہ برکات المدینہ متصل جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی۔

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور۔

شبیر برادرز 40 اردو بازار لاہور۔ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور۔

مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی۔ احمد کارپوریشن راولپنڈی۔ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

فیضان مدینہ پبلی کیشنز کاموٹی۔ مکتبہ مہر یہ کالج روڈ ڈسکہ۔

فہرست

صفحہ نمبر	موضوع	نمبر شمار
۸	انتساب	۱
۹	سخبائے گفتنی	۲
۱۳	تقریظ	۳
۱۴	دعوتِ عمل (منظوم)	۴
۱۵	مولانا محمد صادق کا پیغام ہر مسلمان مرد و زن کے نام (منظوم)	۵
۱۷	پیش لفظ۔ (ابوداؤد محمد صادق کا پیغام فرزند ان اسلام کے نام)	۶
۲۴	دعوتِ عمل	۷
۲۸	ناجی جماعت	۸
۳۱	اہمیت نماز	۹
۳۵	کھل اسلام	۱۰
۳۶	نماز باجماعت	۱۱
۳۸	دو (۲) کی جماعت	۱۲
۳۸	ناہینا کی جماعت	۱۳
۳۹	فجر و عشاء کی جماعت	۱۴
۴۰	جماعت ثانی	۱۵
۴۱	امام کیسا ہو؟	۱۶

۲۳	عورتوں کی نماز کا بہتر مقام	۱۷
۲۴	اولاد کی ذمہ داری	۱۸
۲۷	داڑھی کی تاکید و اہمیت	۱۹
۵۸	فرنگی صورت سے سرکار کی کراہت	۲۰
۶۰	ایک عبرتناک واقعہ	۲۱
۶۳	داڑھی کا وجوب و مقدار	۲۲
۶۷	مرد کو داڑھی کترانا حرام ہے	۲۳
۷۱	مخلصانہ گزارش	۲۴
۸۰	ٹیزھی مانگ	۲۵
۸۱	سیاہ خضاب	۲۶
۸۲	زیور و برتن	۲۷
۸۳	چمین و زنجیر	۲۸
۸۵	انگوٹھی پہننے کا طریقہ	۲۹
۸۷	عمامہ شریف	۳۰
۹۲	مسائل عمامہ	۳۱
۹۵	قیص یعنی گرتہ	۳۲
۹۶	حمد بر لباس	۳۳
۹۶	تہبند پاجامہ اور شلوار	۳۴
۹۷	احکام طعام	۳۵

۹۸	آداب خورد و نوش	۳۶
۱۰۲	ٹیک لگا کر کھانا	۳۷
۱۰۳	انگلیاں اور برتن چاٹنا	۳۸
۱۰۴	چمچوں سے کھانا	۳۹
۱۰۵	امام ابو یوسف کا فتویٰ	۴۰
۱۰۵	چھری اور کانٹے	۴۱
۱۰۶	برتنوں کا بیان	۴۲
۱۰۷	فتنہ تصویر	۴۳
۱۰۹	جان ڈالنے کا مطالبہ	۴۴
۱۱۰	تصویر کا بدلہ	۴۵
۱۱۰	سخت عذاب	۴۶
۱۱۰	رحمت سے محروم	۴۷
۱۱۱	دعوت سے واپسی	۴۸
۱۱۱	اپنے گھر کا معاملہ	۴۹
۱۱۲	بیت اللہ میں داخلہ	۵۰
۱۱۲	تصاویر مٹانا اور توڑنا	۵۱
۱۱۵	پردہ کی اہمیت و ضرورت	۵۲
۱۲۱	پردہ قرآن کی روشنی میں	۵۳
۱۲۲	حکم پر عمل کا بے مثال مظاہرہ	۵۴

۱۲۵	چادر کا مطلب	۵۵
۱۲۷	دعوتِ فکر	۵۶
۱۲۷	چہرہ چھپانے کا فلسفہ	۵۷
۱۲۸	نظر پر پابندی	۵۸
۱۳۲	آواز کی پابندی	۵۹
۱۳۵	پردہ احادیث کی روشنی میں	۶۰
۱۳۵	عورت اور شیطان	۶۱
۱۳۵	گھر کی بندش	۶۲
۱۳۶	شیر خدا کا ارشاد	۶۳
۱۳۶	خاتونِ جنت کا فرمان	۶۳
۱۳۷	جنازہ پر پردہ کا اہتمام	۶۵
۱۳۸	حشر میں پردہ کا اہتمام	۶۶
۱۳۸	جنت سے محروم	۶۷
۱۳۹	نابینا حافظ سے تعلیم	۶۸
۱۴۰	خلوت میں شیطان	۶۹
۱۴۱	پچھے رکھنے کا حکم	۷۰
۱۴۲	اہلِ قبر سے پردہ	۷۱
۱۴۳	مصیبت میں پردہ	۷۲
۱۴۳	حج اور جہاد	۷۳

۱۴۵	عورت کا مصافحہ	۷۴
۱۵۰	فرمانِ رسالت	۷۵
۱۵۱	طریقہ نماز میں فرق	۷۶
۱۵۳	صحابیات کی تمنا	۷۷
۱۵۵	عورت اور قلم اور بالا خانہ	۷۸
۱۶۶	عورت کا عورت سے پردہ	۷۹
۱۶۳	یادداشت	۸۰
۱۶۳	مقامِ غور	۸۱
۱۶۵	بیرونی لباس	۸۲
۱۷۱	کنارے پر چلنا	۸۳
۱۷۲	عوتوں کے مابین	۸۴
۱۷۳	مشابہت	۸۵
۱۷۹	نازک شیشیاں	۸۶
۱۸۵	باطنی عیوب و روحانی امراض کی اصلاح کا بیان	۸۷
۱۹۸	موجودہ جرائم کا ہولناک انجام	۸۸
۲۱۲	دعوت و پیام (منظوم)	۸۹
۲۱۵	”پیغام صادق“ پنجابی تبلیغی ترانہ	۹۰
۲۱۷	بکھرے موتی	۹۱
۲۲۲	مصنف ”دعوتِ عمل“ کے مختصر حالات زندگی	۹۲

انتساب

فقیر راقم الحروف نباض قوم مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کے گرانقدر مضامین جو آپ نے امت مسلمہ کی دینی راہنمائی کیلئے نہایت درودل سے رقم فرمائے اور جو ماشاء اللہ ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ کی ۲۵ مختلف اشاعتوں میں شائع ہوئے نہایت کشادہ دلی سے اس کتاب میں جمع کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے اور اس پیشکش کو حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق کے اتالیق اول اور راہنمائے تعلیم و تدریس، مصنف کتب کثیرہ، مدیر ماہنامہ ماہ طیبہ مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کے والد گرامی خلیفہ اعلیٰ حضرت محدث کوٹلوی، فقیہ اعظم علامہ مفتی ابو یوسف محمد شریف رضوی (رحمۃ اللہ علیہم) کی نذر کرتا ہے، جن پر دو عالم کے تاجدار شفیع معظم، رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خصوصی کرم نوازی فرمائی اور روایئے صادقہ میں تشریف لا کر انہیں فالج کے عارضہ سے شفا کے کاملہ عطا فرمائی اور ان کے جلیل القدر صاحبزادے سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلوی نے مسلک حق مسلک اہلسنت کو تقریری و تحریری انداز میں وہ چشمہ فیض عطا فرمایا جو رہتی دنیا تک جاری و ساری رہے گا۔

(انشاء اللہ العزیز)

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کی سعی جمیلہ کو شرف قبول سے نوازے اور بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

۶..... این دعا از من و از جمله جہاں آمین باد

الراقم: محمد حفیظ نیازی

سخنہائے گفتنی

حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے، ابتدائی عمر سے ہی آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ تقریری طور پر بھی اور تحریری طور پر بھی۔ زمانہ طالب علمی ہی میں آپ کے علمی مضامین اہلسنت کے مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہونے شروع ہو گئے۔ سلطان الواعظین ابوالنور مولانا محمد بشیر صاحب جیسے عظیم خطیب و ادیب و شاعر بھی مولانا ابوداؤد کی تحریر کو بہت پسند فرماتے اور مولانا موصوف کو خود اپنے مجلہ ماہنامہ ماہ طیبہ میں مضامین لکھنے کی فرمائش کرتے۔ چنانچہ ذوالحجہ ۱۳۷۲ھ مطابق ستمبر ۱۹۵۳ء کے ماہ طیبہ میں مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کا مضمون ”گنبد خضریٰ کے نظارے“ شائع کرنے کے ساتھ حضرت سلطان الواعظین رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

”مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ ایک نوجوان فاضل ہیں۔ آپ کے مضامین کو ناظرین نے ہمیشہ پسند فرمایا ہے۔ مولانا کچھ عرصہ کیلئے بزم ماہ طیبہ میں شریک نہیں ہو سکے۔ الحمد للہ کہ میری گزارش پر مولانا نے اپنے مفید مضامین سے مستفید فرمانے کا پھر وعدہ فرمایا ہے اور ایفاء عہد کی ابتداء اس پیارے نظارے سے فرمائی ہے۔“

ذوالحجہ ۱۳۸۱ھ / مئی ۱۹۶۲ء تا ذوالحجہ ۱۳۸۲ھ / اپریل ۱۹۶۵ء ماہنامہ ماہ طیبہ میں ”دعوتِ عمل“ کے نام سے مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کا مضمون ۲۵ قسطوں میں شائع ہوا جو حضرت سلطان الواعظین رحمۃ اللہ علیہ کو اتنا اچھا لگا کہ آپ نے اس کی کئی قسطوں کے حاشیہ میں اس مضمون کی تائید میں ”بکھرے موتی“ کے عنوان سے اپنی طرف سے بعض حکمت آموز باتیں بھی تحریر فرمائیں، جو کہ اس کتاب کے آخر میں بھی ”بکھرے موتی“ کے عنوان سے شائع کی جا رہی ہیں۔ اسی دوران حضرت سلطان الواعظین نے مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی کو ”نباض قوم“ کے لقب سے بھی نوازا۔ یاد رہے کہ

حضرت سلطان الواعظین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ کمال شفقت و محبت فرماتے ہوئے مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کے نام اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا کہ ”آپ کا میرے دل میں بے حد احترام ہے اور باوجود عمر میں بڑا ہونے کے آپ کو علم و عمل میں بڑا سمجھتا ہوں۔“

ماہنامہ ماہ طیبہ کے قارئین و ناظرین نے بھی ”دعوتِ عمل“ کو بڑا پسند فرمایا بلکہ بعض معزز قارئین نے سلطان الواعظین رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تعریفی خطوط بھی ارسال فرمائے جو حضرت سلطان الواعظین نے ”دعوتِ عمل“ کی بعض قسطوں کے ساتھ شائع فرمائے۔ چنانچہ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ / اکتوبر ۱۹۶۳ء ماہ طیبہ میں ”دعوتِ عمل“ کی چودھویں قسط شائع فرماتے ہوئے حضرت سلطان الواعظین رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ

”مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ کا یہ مسلسل مضمون بے حد پسند کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ علماء کرام نے بھی اس کا مطالعہ فرما کر اس کی تحسین و تعریف فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا سید عبدالجلیل صاحب ہاپوڑی (جن کا ایک بہترین علمی مقالہ ”گردش زمین“ کے عنوان سے ماہ طیبہ میں مسلسل شائع ہو رہا ہے) نے مولانا محمد صادق صاحب کے نام حسب ذیل مکتوب گرامی بھیجا ہے۔“

”مکرم و محترم حضرت مولانا محمد صادق صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم! طالب خیر بخیر

جناب کا مسلسل مضمون ”دعوتِ عمل“ ماہ طیبہ میں نظر سے گزر رہا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے جناب کو حکیمانہ طبیعت عطا فرمائی ہے۔ آپ نے ہمارے امراض کے اسباب کو اچھی طرح تشخیص فرمایا اور آپ؟ کو صحیح دو

ادے رہے ہیں۔ جزاک المولیٰ تعالیٰ جزاء حسنا

(فقیر محمد جلیل قادری برکاتی محلہ مدرسہ سادات ہاپوڑ ضلع میرٹھ)

جمادی الاول ۱۳۸۴ھ / ستمبر ۱۹۶۴ء کے ماہ طیبہ میں ”دعوتِ عمل“ کی بیسویں قسط کے ساتھ درج ذیل تائیدی مکتوب شائع ہوا۔

”مولانا! میں نے ”ماہ طیبہ“ میں آپ کا مضمون ”دعوتِ عمل“ دیکھا۔ میں نے ہزاروں واعظوں کے وعظ سنے ہیں لیکن وہ سب بے پردگی کے متعلق دبی دبی اور خارجی آہنگ سے لب کشائی فرماتے رہے۔ آپ نے تو کمال کر دیا تو قیاس نہیں تھی کہ فی زمانہ کوئی مسلمان ایسی جرأت کر سکتا ہے۔ آپ نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ اللہ تعالیٰ سے بوسیله سرورِ دو عالم ﷺ دعا ہے کہ مجھے جناب کی زیارت نصیب ہو۔ آپ قابل زیارت ہیں۔“ (فدائے ادب تو نسوی مقیم سرگودھا)

شوال المکرم ۱۳۸۴ھ / فروری ۱۹۶۵ء میں ”دعوتِ عمل“ کی ۲۳ ویں قسط کے ساتھ کراچی سے سید اختیار احمد صاحب کا درج ذیل مکتوب گرامی شائع ہوا۔

”میں رسالہ ”ماہ طیبہ“ سیالکوٹ میں آپ کا قسطوار مضمون ”دعوتِ عمل“ (پردہ کے متعلق) ضرور پڑھتا ہوں جو بہت مفید ہے چونکہ آپ نے اپنا مضمون جدید معاشرے کی روشنی میں ترتیب دیا ہے۔ اس لئے زیادہ شیریں و دلچسپ ہے۔ آپ اس مضمون کو مزید قرآن و حدیث کے حوالہ جات سے کتابی صورت میں شائع فرمادیں تاکہ سب لوگ مستفید ہو سکیں۔“

اہلسنت کے عظیم خطیب و ادیب و شاعر مولانا محمد صابر صاحب نسیم بستوی (رحمۃ اللہ علیہ) براؤن شریف بھارت نے اس سلسلہ میں تحریر فرمایا کہ ”آپ کا مضمون ”دعوتِ عمل“ اگر کتابی شکل میں منظر عام پر آجائے تو بہت بہتر ہے۔ یہ مضمون ہمارے حلقہ میں بہت دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔“ (ماہنامہ ماہ طیبہ جمادی الآخرہ ۱۳۸۴ھ / اکتوبر ۱۹۶۴ء)

کافی عرصہ سے تمنا تھی کہ علامہ بستوی رحمۃ اللہ علیہ و بعض دیگر علماء و مشائخ کی فرمائش پر ”دعوتِ عمل“ کتابی شکل میں منظر عام پر آجائے مگر اس مضمون کی بعض قسطیں دستیاب نہ

ہونے کی وجہ سے یہ معاملہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ چند ماہ قبل لاہور سے عزیزم شیخ محمد اظہر حسین رضوی کے ذریعے جانشین خلیفہ اعلیٰ حضرت، مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی مصطفوی سے ماہ طیبہ کی چند فائلیں منگوائیں۔ اسی دوران معلوم ہوا کہ تلوٹڈی موسیٰ خاں ضلع گوجرانوالہ میں مولانا حکیم محمد اشرف چشتی مرحوم کے کتب خانہ میں ماہ طیبہ کی فائلیں موجود ہیں چنانچہ عزیزم الحاج محمد حبیب الرحمن نیازی نے مولانا مرحوم کے صاحبزادے قاری محمد امجد چشتی صاحب سے یہ علمی مواد حاصل کیا تو یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ فالحمد للہ علی ذالک کتاب ”دعوتِ عمل“ کی اشاعت کے سلسلہ میں الحاج صاحبزادہ ابوالرضا محمد داؤد رضوی اور الحاج صاحبزادہ محمد رؤف رضوی نے بھی بڑی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں الحاج صاحبزادہ محمد داؤد رضوی نے شرف ملت مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ / یکم ستمبر ۱۹۰۷ء) کے وصال سے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل آپ سے ملاقات کے دوران بات کی تو آپ بہت خوش ہوئے اور ”دعوتِ عمل“ پر تقریظ لکھنے کا وعدہ فرمایا اور پھر چند روز بعد بذریعہ ڈاک آپ کی طرف سے تقریظ مبارکہ موصول ہو گئی، جو کہ اس کتاب میں شامل اشاعت ہے۔

الحمد للہ اہلسنت کے بین الاقوامی محبوب و مقبول ترجمان باہنامہ رضائے مصطفیٰ کی اشاعت کے پچاس سال مکمل ہونے پر گولڈن جوبلی کے سلسلہ میں جب اہل محبت مختلف شہروں میں پچاس سالہ ”جشن رضائے مصطفیٰ“ کی تقاریب منعقد کر رہے ہیں۔ ماہ نور شہر سرور ربیع الاول شریف کی مقدس ساعتوں میں ۲۶ فروری ۲۰۰۹ء بروز جمعرات سرکار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ مرکزی جشن رضائے مصطفیٰ کی تقریب کے موقع پر ”مہمان رضائے مصطفیٰ“ کو ادارہ رضائے مصطفیٰ کی طرف سے عظیم کتاب ”براہین صادق“ کے بعد ”دعوتِ عمل“ کا پیارا تحفہ پیش کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ قارئین اس کتاب کی ہمہ گیر افادیت سے ضرور متاثر ہوں گے اور یقین کریں گے کہ واقعی پاسبان مسلک رضا، نباض قوم اور عالم باعمل کے القابات اُن کا حق ہے۔ (محمد حفیظ نیازی)

تقریظ

شرفِ ملت شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین
پیکرِ صدق و صفا، جبلِ استقامت حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری
رضوی دامت برکاتہم العالیہ سرپرست اعلیٰ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، محدث اعظم پاکستان
حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ اور خلیفہ خاص ہیں۔ ان کی صلابت، حق
گوئی اور استقامت کی ایک دنیا معترف ہے۔ انہوں نے نصف صدی پہلے مجلہ ”رضائے مصطفیٰ“ جاری
کیا تھا جو کبھی ہفت روزہ اور بڑے سائز پر چھپتا رہا پھر ماہنامہ ہو گیا۔ اس کا جونج پہلے دن مقرر ہوا تھا اس
میں اس طویل عرصہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ استقامت کی اس سے بڑی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

حضرت مولانا محمد صادق مدظلہ تحریر کے میدان میں موافق اور مخالف علماء کے اعتقادی
اور عملی انحراف پر گرفت کرتے ہیں؛ جبکہ تقریری میدان میں وہ خالص اصلاحی اور عملی گفتگو کرتے
ہیں؛ ان کی ہر مجلس میں کم از کم پانچ دس افراد سنت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق داڑھی مبارک رکھنے کا
عہد کرتے ہیں؛ کچھ لوگ نماز باقاعدگی سے پڑھنے کا وعدہ کرتے ہیں؛ غرض یہ کہ وہ چونکہ صاحبِ عمل
واخلاص ہیں اس لئے ان کی زبان میں اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے اور ایسے
علماء کثرت سے پیدا فرمائے۔ آمین

انہوں نے ایک عرصہ قبل ماہنامہ ”ماہِ طیبہ“ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کیلئے ”دعوتِ عمل“ کے
نام سے ایک طویل مقالہ لکھا تھا، جو اس میں قسط وار چھپتا رہا، حضرت کے صاحبزادے مولانا محمد داؤد
رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان قسطوں کو جمع کیا تو تقریباً اڑھائی سو صفحات کی کتاب بن گئی۔ چنانچہ وہ اسے شائع کر
کے قارئین کے استفادے کیلئے پیش کر رہے ہیں؛ ایسی کتابوں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہئے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

بانی مکتبہ قادریہ لاہور

۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ

بمطابق ۱۳ جولائی ۲۰۰۷ء

دعوتِ عمل

تجھے تو ہے ہوسِ سروری عمل کے بغیر
 نہ لے گا کوئی غلامی میں بھی عمل کے بغیر
 تری یہ خام خیالی ہے مسلم غافل
 ”خود آگئی و خدا آگئی!“ عمل کے بغیر
 عمل سے جوہرِ انسانیت نکھرتا ہے
 کچھ آبرو نہیں انسان کی عمل کے بغیر
 نہ ہو دلیل تو دعویٰ ہے دعویٰ باطل
 کہے گا کون تجھے متقی؟ عمل کے بغیر
 عمل کے نور سے ظلمت مٹا زمانہ کی
 کہ دور ہوگی نہ یہ تیرگی عمل کے بغیر
 چمن میں سعی عمل سے بہار ظاہر کر
 شگفتہ ہو نہیں سکتی کلی عمل کے بغیر
 حقائق اور معارف سمجھ سکیں گے نہ ہم
 شرابِ علم اگر ہم نے پی عمل کے بغیر
 جو مردِ بزم ہیں میدانِ رزم میں نکلیں!
 کہ بزدلی ہے یہ مردانگی عمل کے بغیر
 محبت اور عمل جب ہیں لازم و ملزوم
 غلط ہے دعویٰ حبِ نبی عمل کے بغیر
 خدا ضرور غفور الرحیم ہے لیکن!
 بشر کو پھر بھی ہے شرمندگی عمل کے بغیر
 عزیز خود بھی تو ہو اپنے قول پر عامل
 کہ بیچ ہے یہ تری شاعری عمل کے بغیر

از: حضرت عزیز حاصل پوری (ملتان)

مولانا ابوداؤد محمد صادق کا پیغام ہر مسلمان مرد و زن کے نام (منظوم)

مجھے خیر خواہی ہے مطلوب تیری
 مجھے تجھ سے نفرت نہیں ہے نہیں ہے
 عقیدہ ہو پختہ عمل تیرا اچھا
 کوئی اس میں خفت نہیں ہے نہیں ہے
 دین تیرا بہتر ہو دنیا بھی بہتر
 کچھ اس میں خجالت نہیں ہے نہیں ہے
 عزیز و نبی جی کا دامن نہ چھوڑو
 اگر امتی ہو تو رشتہ نہ توڑو
 فحاشی بھی چھوڑو عیاشی بھی چھوڑو
 کریمی سے اُن کی کبھی منہ نہ موڑو
 غلامی کا ناطہ فقط اُن سے جوڑو
 ارادت ہے اچھی بغاوت نہیں ہے
 مبارک نبی جی کی سنت ہے داڑھی
 رسولوں کی نبیوں کی سنت ہے داڑھی
 مسلمان مردوں کی زینت ہے داڑھی
 حکم خدا و شریعت ہے داڑھی
 حقیقت میں انعام قدرت ہے داڑھی
 مسلمان عورت کی زینت ہے پردہ
 بڑا اہم حکم شریعت ہے پردہ
 یہ سامانِ عفت ہے عزت ہے پردہ
 حفاظت ہے عصمت کی عظمت ہے پردہ
 حیادار عورت کی رفعت ہے پردہ
 کوئی اس میں ذلت کی صورت نہیں ہے

کسی طور جائز نہ تصویر سازی
 جہنم کا ایندھن ہے تصویر سازی
 یہ تصویر سازی نہیں اللہ راضی
 مسلمان ہندی ہوں یا ہوں حجازی
 نہ عالم نہ فاضل نہ ملا نہ قاضی
 کسی کیلئے اس کی رخصت نہیں ہے
 رواں دور کی ایک لعنت ہے ٹی وی
 شرمناک کتنی غلاظت ہے ٹی وی
 دین نبی سے عداوت ہے ٹی وی
 رذالت کثافت ضلالت ہے ٹی وی
 شرارت کا منبع کدورت ہے ٹی وی
 کوئی اس میں حلت کی صورت ہے
 پسند جس کو اپنی شریعت نہیں ہے
 جسے میرے آقا سے الفت نہیں ہے
 بزرگوں سے جس کو عقیدت نہیں ہے
 جسے اعلیٰ حضرت سے نسبت نہیں ہے
 جسے بدعقیدہ سے نفرت نہیں ہے
 وہ جو کچھ بھی ہے اہلسنت نہیں ہے
 جو ہو مصطفیٰ کی رضا کا امیر
 مددگار اُس کا ہے رب قدر
 اگر کوئی بھٹکے صغیر و کبیر
 نہ راہ سیدی پائے ہو گرچہ امیر
 دُعا استقامت کی مانگو اخیر
 پھسلنا تو کوئی فراست نہیں ہے
 مسلمان سارے ہوں غازی نمازی حال ان کا اچھا ہو اچھا ہو ماضی
 نہ گھبرا نہ گھبرا نہ گھبرا نیازی رسول اُن سے راضی ہوں اللہ بھی راضی
 عشق نبی میں لگا جاں کی بازی تیری راہ میں حائل نقاہت نہیں ہے
 (نتیجہ فکر: محمد حفیظ نیازی مدیر "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ)

ابوداؤد محمد صادق کا پیغام = فرزندِ انِ اسلام کے نام

۔ خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے

کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

موجودہ دور میں فرنگی تہذیب، اسلامی اخلاق و اقدار پر جس ”جارحانہ“

انداز میں حملہ آور ہے وہ کسی باخبر و حساس مسلمان سے پوشیدہ نہیں ہے اور بے شمار

قربانیاں پیش کر کے اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے پاکستان میں فرنگی تہذیب

کے علمبردار مغرب زدہ افراد موسیقی و ثقافت اور کلچر و آرٹ وغیرہ کے نام پر وطن عزیز

میں لادینی و بے حیائی کا جو سیلاب لا رہے ہیں وہ محتاجِ بیاں نہیں ہے۔ فرنگی

تہذیب کی زور آوری و تیز رفتاری کا یہ عالم ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے حالات بڑی

تیزی کے ساتھ بدل رہے ہیں۔ اسلامی ماحول و معاشرہ لمحہ بہ لمحہ بگڑتا چلا جا رہا ہے

اور نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ مغرب زدگی اور فسانی آزادی و بے باکی کی

آندھی بکثرت اہل علم، قدامت پسند اور معزز و شریف گھرانوں کو اپنی لپیٹ میں

لے چکی ہے اور ان گھرانوں کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں اسلامی اخلاق و

شرافت کا علم بلند کرنے کی بجائے مغربیت کا پرچم لہراتی نظر آتی ہیں۔ جب ایسے

گھرانوں کے سربراہوں کی موجودگی میں حالات کی رفتار یہ ہے تو اندازہ لگایا جا

سکتا ہے کہ کل کو ان کے اٹھ جانے کے بعد حالات کی رفتار کیا ہوگی۔

۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

خصوصاً مغربیت کی وباء سے

آج کل کے مسلمان کا عموماً یہ حال ہے کہ یہ اسلامی احکام و دینی تعلیمات سے غفلت و دوری کے باعث اسلامی احکام و فرائض اور دینی شعائر کا تارک ہونے کے بعد اب ان کی شرعی اہمیت سے بھی جاہل و منکر ہو رہا ہے اور برائی کے برائی و گناہ کے گناہ ہونے کا احساس بھی ختم ہوتا جا رہا ہے اور ان حالات سے فائدہ اٹھا کر اسلام کا باغی ایک ایسا طبقہ بھی وجود میں آچکا ہے کہ جو خالص بے دینی و بے حیائی کو اسلام کے مقدس نام پر پیش کر کے نظریہ پاکستان کا منہ چڑھا رہا ہے۔

فالی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

ان حالات میں اسلام کا فرزند کہلانے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی و غلام ہونے کا دعویٰ کرنے والوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ مسلمانی کا جائزہ لیں، اپنے اعمال کا محاسبہ کریں، اپنی حمیت و غیرت اور اسلامی وفاداری کا ثبوت دیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کے پیارے دین کو وقت کی بہت بڑی سازش سے بچانے اور اسلامی روایات و خدو خال برقرار رکھنے کا عہد کریں۔

اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ ہر مخلص و سچا مسلمان پہلے اپنے گھر اور اپنی شکل و صورت، اخلاق و سیرت، لباس و کردار، قلب و نظر، قول و فعل، شادی و غمی اور تمام معاملات و کاروبار کو شریعت مطہرہ کی ہدایات کے مطابق صحیح و درست کرے اور اس کے بعد اپنی بساط کے مطابق جہاں تک ہو سکے اصلاح ماحول و معاشرہ کیلئے کوشش اور اپنے حلقہ اثر میں غیر اسلامی امور و فرنگی تہذیب کے بد اثرات کو مٹانے اور شریعت و سنت کا رنگ نمایاں کرنے کی مخلصانہ و پر جوش جدوجہد فرمائے اور حضرات علماء پر بالخصوص لازم ہے کہ وہ صرف چند معروف مسائل کے تکرار ہی میں

مشغول نہ رہیں بلکہ حالات کی رفتار کو دیکھیں اور خلاف شریعت و سنت امور کا تعین و نشاندہی فرما کر ہر پہلو، قوم کی اصلاح و حفاظت کا فریضہ سرانجام دیں۔

جو شخص واقعی خلوص و نیک نیتی اور دیانتداری کے ساتھ اصلاح احوال و خدمت و تبلیغ دین کا جذبہ و تڑپ رکھتا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ محض لفاظی کی بجائے واقعاتی پوزیشن اختیار کرے دوسروں کی اصلاح پر اپنی اصلاح کو مقدم سمجھے اور جس بات کی دوسروں کو تبلیغ کرے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہو۔ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہی خوبی تھی جس نے انہیں دنیا و آخرت میں سر بلند کیا اور آج ہمارے لئے بھی یہی ایک راستہ ہے جسے اختیار کر کے دنیوی بہتری و اخروی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔

جس قول کی پشت پر خلوص و عمل کی طاقت نہ ہو اس میں برکت ہوتی ہے اور نہ دوسروں کیلئے کوئی کشش پائی جاتی ہے۔ کوئی نظریہ خواہ کتنا ہی جاندار و چمکدار کیوں نہ ہو۔ اگر اس کے پیش کرنے والوں کی زندگی اور عمل و کردار اس کے منافی ہو تو سننے والوں پر اس کا کوئی خوشگوار اثر نہیں پڑتا بلکہ قول و عمل کے اس تضاد و دورنگی کو دیکھ کر لوگ اس نظریہ کی صداقت و حقانیت پر مطمئن نہیں ہوتے اور اس پر ایمان لانے سے گریز کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لفظی و زبانی طور پر اسلام کی دہائی دینے والے مقررین، مبلغین، بد اعمال لیکچراروں اور لیڈروں کی بدولت لوگ اسلام کے قریب ہونے کی بجائے دور ہوتے جا رہے ہیں اور دن بدن ان کی آزادی اور بیباکی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک شخص کی زبان سے لوگ جب اسلام و بانی اسلام ﷺ کے متعلق دھواں دھار تقریریں سنتے ہیں اور پھر اس کی زندگی میں انہیں بانی

اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی اسلام کی کوئی چمک و ایک ہلکی سی جھلک بھی نظر نہیں آتی تو ان کی طبیعتوں میں انشراح و سرور کی بجائے ظلمت و تکدر پیدا ہوتا ہے جو انہیں اسلام سے دور لے جاتا ہے۔

دنیا کا یہ عام دستور ہے کہ جو شخص جس ملک میں رہتا ہے اس ملک کے قانون و لاء کی پیروی اس پر لازم ہوتی ہے جو کسی سکول، کالج، کارخانہ و ادارہ میں داخل ہوتا ہے وہاں کے آئین و ضابطہ کی اسے پابندی کرنا پڑتی ہے اور جو شخص فوج، پولیس، ریلوے اور ڈاک خانہ وغیرہ کسی محکمہ میں ملازم ہوتا ہے اس پر اس محکمہ کی مقرر کردہ وردی پہننا، اس کا امتیاز و نشان قائم رکھنا اور دستوراً العمل اپنانا ضروری ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے ملک، ادارہ و محکمہ کی روایات کا احترام نہ کرے تو وہ مجرم گردانا جاتا ہے، مستحق غضب و سزا ہوتا ہے اور اسے اس ملک و ادارہ و محکمہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر شخص اپنے ملک و ادارہ و محکمہ کی طرف سے عائد شدہ پابندی و ذمہ داری کو پوری طرح نبھاتا ہے اور سردی گرمی، دوری نزدیکی، صبح و شام، تکلیف و الزام کی پرواہ کئے بغیر اپنی ڈیوٹی کو پورا کرتا ہے اور کسی حکم و ضابطہ کی خلاف ورزی کا مرتکب نہیں ہوتا۔ مگر افسوس و تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس ظاہر حقیقت کے برعکس اپنے آپ کو اسلام میں داخل و ظاہر کرنے کے باوجود اسلامی آئین و ضابطہ کی پابندی کرنے کی بجائے اپنی مرضی و من مانی کرتے ہیں اور اسلام کے بارے میں وہ دنیا کے اس عام دستور کے بھی روادار نہیں اور ان سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اسلام کے دستور العمل کی اتنی تو پابندی کریں جتنی کہ ملکی قانون و کسی ادارہ و محکمہ کے دستور العمل کی پابندی کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کے ساتھ ان

کی وفاداری اس سے کہیں زیادہ ہونی چاہیے۔ اسلام کے دعویداروں کو چاہیے کہ وہ ان حقائق پر ٹھنڈے عمل سے غور فرمائیں اور اسلام کا آئینہ سامنے رکھ کر اپنی روش و معمولات پر نظر ثانی کریں اور سب سے پہلے صحیح مسلمان اور اس کے بعد کچھ اور بنیں ایمان اور عمل کے درمیان نہایت گہرا رشتہ ہے۔ اگر ایمان نہیں تو چاہے بظاہر کتنے ہی اعمال کیوں نہ ہوں، اُن کی کچھ وقعت نہیں۔ اور اگر ایمان ہے تو اس کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔ صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ زبان سے تو اسلام کا دعویٰ کرے اور عملی طور پر اسلام کے ساتھ اس کا دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ جیسا کہ عموماً آج کل مسلمان کہلانے والوں کی حالت ہے۔

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

جو شخص اسلام کا دعویٰ کرے اسلام اُس سے متحرک عملی زندگی اور خلوص و ایثار و قربانی کا مطالبہ کرتا ہے اور اسلام کی طرف سے اُس کی پوری زندگی میں بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جنہیں نبھانا اور اپنے قول و فعل سے اپنا مسلمان ثابت کرنا اس کیلئے نہایت ضروری ہے۔ قرآن پاک میں بے شمار مقامات پر ایمان و عمل صالح اور ایمان و تقویٰ کا اکٹھا ذکر کیا گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مومن کیلئے صالح و پرہیزگار اور عملی طور پر اسلامی تعلیمات کا پیکر ہونا ضروری ہے۔

جب تک مسلمانوں نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کا رشتہ قائم رکھا، دینی و

دنوی طور پر حیرت انگیز ترقی و کامیابی حاصل کی۔ حالانکہ اُس وقت ان کی تعداد تھوڑی اور مادی وسائل کی ان کے پاس کمی تھی لیکن جب ایمان کے ساتھ مسلمانوں

کے عملی رشتہ میں کمزوری واقع ہوئی اور اسلام عملی زندگی سے نکل کر محض قیل و قال زبانی دعوؤں اور لفظوں کی گردان و لچھے دار تقریروں تک محدود رہ گیا اس وقت کثرت تعداد و مادی وسائل کی فراوانی کے باوجود مسلمانوں کی حالت رو بہ تنزل ہو گئی ان کی وہ پہلی شان و شوکت جاتی رہی کشتی ہچکولے کھانے لگی اور ناسازگار حالات و شکست و مرعوبیت نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مختلف فتنوں، اخلاقی کمزوریوں اور برائیوں کا ان سے مظاہرہ ہونے لگا۔ چنانچہ اس وقت روئے زمین کے مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ سب کیلئے سامانِ عبرت ہے اور باواز بلند پکار رہی ہے کہ

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

میری سنو! جو گوشِ نصیحت نیوش ہو

بہر حال اے لوگو! یہ دنیا فانی ہے، عنقریب موت آئی ہے، دنیا کی چند روزہ رنگینی و مصنوعی چمک دمک سے دھوکہ نہ کھاؤ اور اپنی آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرو تا کہ جہنم کے شعلوں سے بچ سکو اور نعیمِ جنت کے مستحق بنو۔ کیونکہ جو دوزخ کی آگ سے بچ کر جنت میں داخل ہوا، وہی کامیاب و بابراد ہے اور اس کیلئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے ایمان کو اہلسنت و جماعت کے عقائد صحیحہ کے مطابق درست کرو کیونکہ ایمان نام ہے اعتقاد صحیح کا اور اس کے بعد ایمان و سنت کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے عملی طور پر کمر بستہ ہو جاؤ اور اپنے ظاہر و باطن پر مکمل طور پر اسلامی رنگ نمایاں کرو تا کہ تمہیں دیکھتے ہی ایک مسلمان کا حلیہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائے اور غیر قوم میں تمہیں اپنا ذہنی غلام، محتاج، پیروکار اور اپنی سوسائٹی کا ایک فرد سمجھنے کی بجائے تمہیں اسلام کا نمائندہ سمجھیں اور

اسلام کی عظمت و معرفت اُن کے دلوں پر چھا جائے۔

میرے بھائیو! خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جس طرح ہمیں مسلمان بنایا، اسلام کے نام لیواؤں کے گھر پیدا فرمایا۔ اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نصیب فرمایا ہے، ہم اس کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں تھوڑا ہے۔ مگر افسوس کہ آج اور تو اور اسلام کے ضروری احکام و فرائض کو بھی پورا نہیں کیا جاتا حالانکہ جن احکام سے لوگ غفلت برتتے اور انہیں بجا نہیں لاتے، شرعاً اُن کی بہت بڑی اہمیت اور ایک مسلمان کیلئے اُن کی بجا آوری بہت لازمی ہے۔ کاش فرزندِ انِ اسلام اپنی موجودہ بے حسّی، غفلت و جہالت اور علمی کمزوری و خامی و کوتاہی کا احساس کریں اور غفلت و جہالت، سرکشی و نافرمانی اور دشمنانِ اسلام کی نقالی و ذہنی غلامی میں گزری ہوئی زندگی کی تلافی و تدارک کیلئے اُٹھ کھڑے ہوں اور اسلامی تعلیمات کا چراغ بن کر اپنے حلقہٴ اثر میں مغرب زدگی و جہالت و بد عقیدگی کی تاریکی کو ختم کر دیں۔ اس وقت مسلم معاشرہ میں جو کوتاہیاں اور برائیاں جڑ پکڑ رہی ہیں، یوں تو وہ بہت طرح کی ہیں لیکن ان میں بعض کی بالخصوص نشاندہی کریں گے اور انشاء اللہ آئندہ صفحات میں ”نماز اور داڑھی شریف“ کی شرعی اہمیت کے متعلق اپنی معروضات پیش کریں گے۔

ان ارید الا اصلاح ما استطعت

وما توفیقی الا باللہ وهو حسبی و نعم الوکیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

دَعْوَتِ عَمَل

از: نباض قوم مولانا ابوداؤد محمد صادق مدظلہ العالی، خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ

اے مسلمانو ذرا تم اپنی حالت دیکھ لو

شکل و صورت دیکھ لو اخلاق و سیرت دیکھ لو

کون کہہ سکتا ہے تم کو دیکھ کر مسلم ہیں یہ

شک ہو کچھ اس میں تو آئینے میں صورت دیکھ لو

موجودہ دور میں مسلمانوں کی جتنی تعداد ہے ان کے پاس جتنا مادی

ساز و سامان اور تبلیغ و اشاعت کا انتظام ہے اور وعظ و خطبہ تقریر و مناظرہ مسجد

و مدرسہ تفسیر و ترجمہ اخبارات و رسائل اور لائوڈ سپیکر ورڈ پریو اور پریس کے ذریعہ

اسلام کی نشر و اشاعت کا جو سلسلہ جاری ہے ماضی میں اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی

لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اتنے وسائل وسیع پراپیگنڈہ اور نشر و اشاعت کے باوجود

دن بدن مسلمانوں کی حالت رو بہ تنزل ہے۔ عملی و اخلاقی اعتبار سے ”مسلمان

پستی“ کی طرف دوڑتا چلا جا رہا ہے اور ہر طرف اسلامیت کی بجائے مغربیت کا

رنگ نمایاں نظر آ رہا ہے اور

ترک و ایران و عرب مست فرنگ

درگلوئے ہر یکے شت فرنگ

کا منظر صاف دکھائی دے رہا ہے اگر آپ کہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور اتنی تبلیغ و اشاعت اور کثرت تعداد و مادی وسائل کے باوجود ”ترقی معکوس“ کا یہ سلسلہ کیوں شروع ہے تو میں عرض کروں گا کہ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ آج کل کا مسلمان عموماً کردار کی بجائے گفتار کا غازی ہے اور تبلیغ و اشاعت کا یہ سارا سلسلہ بالعموم زبانی و لفظی طور پر جاری ہے نہ صرف مولوی بلکہ لیڈر اور حکیم، پروفیسر اور ادیب، امیر اور غریب، مرد اور عورت اسلام کے گن گاتے اور معاشرتی خرابی پر نالاں نظر آتے ہیں لیکن جہاں تک عملی اسلام کا تعلق ہے اس کا اثر ان لوگوں پر بہت کم نظر آتا ہے۔ بلکہ ان میں سے کئی لوگ عملی طور پر اسلام کو اپنانے اور شریعت و سنت کی اتباع میں اپنی کسر شان و شرم محسوس کرتے ہیں اور جو بات اپنے نفس کے خلاف ہو اسے نہایت ہوشیاری سے ٹال دیتے ہیں اور تو اور بعض مولوی و پیر صاحبان کے گھر سے بھی عملاً اسلام رخصت ہو چکا ہے اور فرنگی تہذیب و جہالت نے اپنا ڈیرہ جمالیا ہے۔ بہت کم لوگ اسلامی احکام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جو کبھی اس طرف مائل ہوتے ہیں ان میں سے بھی بہت کم ہیں جو دل سے عمل کرتے اور اسلامی احکام کی حقیقت و روح اور حکمت و مصلحت کو سمجھتے ہیں ورنہ عموماً صرف رسمی و ظاہری طور پر بعض احکام کو بجالاتے ہیں حضرات علماء کے بیانات میں بھی عملی تربیت بہت ہی کم ہوتی ہے اور لوگوں کی آزادی و بے راہروی کا شخصی طور پر کوئی محاسبہ نہیں کیا جاتا، عموماً چند مخصوص باتوں کی گردان اور دماغی تواضع کا سامان ہوتا ہے جس کا عوام کی عملی زندگی سے بہت کم تعلق ہوتا ہے اگر اس کی بجائے ہمہ پہلو لوگوں کی تربیت و راہنمائی کی جاتی ہر طرف سے مسلمان کہلانے والوں کی

بے راہروی کا صحیح طور پر محاسبہ کیا جاتا، ہر مسلمان اپنی زندگی کو عملی طور پر اسلام کے سانچے میں ڈھالتا اور اپنی گفتگو اور تقریر و بیان میں اسلام اسلام پکارنے والے عملی طور پر اسلامی تعلیمات کا نمونہ بن کر سامنے آتے تو قرونِ اولیٰ کی طرح موجودہ صورتحال اس سے بہت مختلف ہوتی۔ جس طرح کہ اس وقت ہے۔

فالی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

مسلمانو! اسلام صرف زبانی دعوے، خالی نعرہ بازی اور لفاظی و قیل و قال کا نام نہیں بلکہ اس کے لئے پوری طرح جدوجہد کرنا، اور عملی طور پر اسلام کو اپنانا ضروری ہے کیونکہ اسلام ہر مسلمان سے عملی زندگی و قربانی و جدوجہد کا مطالبہ کرتا ہے اور ہر شخص کو شکل و صورت اور قلب و نظر کے اعتبار سے مسلمان دیکھنا چاہتا ہے اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا وفادار غلام، مخلص پیروکار بنانا چاہتا ہے جو شخص حضور سرور عالم ﷺ پر ایمان کے بعد جتنا آپ کے رنگ میں رنگا ہوا عشق و محبت میں ڈوبا ہوا اور آپ کی شریعت و سنت کا شیدائی و فدائی ہوگا وہ اتنا ہی ایمانی حلاوت اور روحانی لذت سے بہرہ ور مرد حق آگاہ و مقرب بارگاہِ خدا ہوگا۔

”بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا میں سچا مومن کب ہوں گا؟ فرمایا جب تجھے اللہ کی محبت ہوگی، عرض کیا گیا اللہ کی محبت مجھے کب حاصل ہوگی؟ فرمایا جب تجھے اللہ کے رسول سے محبت ہوگی، عرض کیا رسول اللہ (ﷺ) کی محبت کب حاصل ہوگی؟ فرمایا جب تم ان کے طریقہ کی پیروی کرو، ان کی سنت پر عمل کرو اور ان کی پسندیدہ چیزوں سے محبت رکھو، ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت کرو۔ آپ کے عاشقوں سے دوستی کرو اور آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھو۔“ (دلائل الخیرات)

اس ارشادِ پاک و حدیثِ مبارک میں ایمان و محبت اور سچے مومن کی علامت و معیار کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے اب ہر مدعی ایمان و محبت کا دعویٰ اس کی روشنی میں دیکھ سکتا ہے کہ وہ اس معیار پر کہاں تک پورا اتر رہا ہے اور مومن صادق کی مذکورہ علامات اس میں کہاں تک پائی جاتی ہیں۔ آہ! افسوس! آج مدعیانِ اسلام و محبت کے دعویٰ تو بہت مل جائیں گے لیکن اس معیار و مذکورہ علامات پر پورا اترنے والا کوئی کوئی نظر آئے گا۔ اے کاش! مسلمان کہلانے والے اس ارشادِ پاک پر غور کریں اس کو حرزِ جاں بنائیں اور ہر وقت پیش نظر رکھیں اور اس پر پورا اترنے کی پوری پوری کوشش فرما کر بارگاہِ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم میں سرخرو ہوں اور دینِ دنیا و آخرت میں بھلائی و کامرانی حاصل کریں اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ مسلمان ناکارہ و غافل اور بے عمل و نافرمان نہیں ہوتا۔ دعویٰ اسلام کے بعد مسلمان پر شرعی طور پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن سے عملی طور پر عہدہ برآ ہونا ہر ایماندار و مدعی اسلام کے لئے نہایت ضروری ہے۔

ان ضروری معروضات کے بعد اب ہم چند ان باتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان احکام و امور کی نشاندہی کرتے ہیں جن سے موجودہ دور کے مسلمان عموماً غافل و جاہل ہیں۔ اور کئی لوگ ترکِ عمل کے ساتھ ساتھ ان کی اہمیت و تاکید اور وبالِ ترک سے ناواقف و بے خبر ہیں اور ان چیزوں کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر رہے ہیں ہم ان باتوں کے بیان و نشاندہی کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان کہلانے والے بھائیوں کو ان پر عمل کی دعوت دیتے ہیں اور نہایت خلوص و درد کے ساتھ ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور

ان باتوں کو چھوٹی پرانی سمجھ کر نظر انداز نہ کریں بلکہ ان کی اہمیت کو سمجھیں اور خود عمل کرنے کے علاوہ اپنے دیگر غافل دوستوں اور بھائیوں کو بھی ان پر عمل کی دعوت دیں اور بگڑے ہوئے معاشرے کو سنوارنے کی سعی فرمائیں۔

ان ارید الا اصلاح ما استطعت وما توفیقی

الا باللہ وهو حسبی ونعم الوکیل

ناجی جماعت:

اللہ کے پیارے رسول و محبوب تمام مسلمانوں کے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة و تفرقت امتی علی ثلث سبعین ملة کلہم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی^۱

یعنی بنی اسرائیل بہتر (۷۲) ملت و مذاہب میں متفرق ہو گئے اور میری امت بہتر (۷۳) ملت و مذاہب پر متفرق ہوگی اور ان میں سے ایک کے سوا باقی سب دوزخی ہوں گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ایک (ناجی جماعت) کون ہے۔ فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف) یہ حدیث شریف مشہور و ارشاد پاک واضح ہے اور موجودہ بکثرت فرقی اور مذاہب حضور کے علم غیب شریف اور ارشاد پاک کی تصدیق کا بجائے خود ثبوت ہیں۔ اس حدیث پاک کی روشنی میں ہر شخص کے لئے ناجی جماعت سے وابستگی و

۷۲ دوزخی فرقوں سے علیحدگی ضروری ہے تاکہ کہیں وہ بھی دوزخیوں کے ساتھ مل کر دوزخ میں نہ جا کرے جو لوگ ذہنی طور پر لا مذہب ہیں اور عملی طور پر ہر فرقہ کے ساتھ ان کا تعلق و رابطہ ہے اور جو یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہمارے نزدیک سب اچھے ہیں یہ حدیثِ پاک ان کا رد فرما رہی ہے کیونکہ حضور ﷺ کے ارشادِ پاک کے مطابق صرف ایک جماعت ناجی و جنتی اور حق پر ہے۔

علاوہ ازیں چونکہ ناجی جماعت کی نشانی حضور ﷺ کے طریقہ و صحابہ سے وابستگی بیان کی گئی ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے قرآنِ پاک کے علاوہ حضور ﷺ کے طریقہ و حدیث و سنتِ پاک پر ایمان و صحابہ کرام کی عقیدت و پیروی بھی لازم ہے اور حدیثِ شریف و سنت کا انکار اور صحابہ کرام سے بد عقیدگی صراطِ مستقیم سے انحراف و فرمانِ رسالت کے کھلم کھلا خلاف ہے اور جو براہِ راست عظمت و شانِ نبوت اور منصب و مقامِ رسالت کا منکر و گستاخ ہے وہ سب سے بڑھ کر محرومِ بد نصیب اور دشمنِ دین ہے۔

یاد رہے کہ حدیثِ پاک میں جس ملت و مذہب اور جماعت کو ناجی و جنتی قرار دیا گیا ہے وہ مذہبِ حقِ اہل سنت و جماعت ہے جو شروع سے آج تک تمام مسلم و مستند و معتمد اولیاء کرام بزرگانِ دین ائمہ عظام و مجتہدین محدثین و مفسرین اور عامہ مسلمین کا مذہب رہا ہے کیونکہ یہی مذہب حضور ﷺ کے طریقہ مبارک و صحابہ کرام کا عقیدہ و پیروکار ہے اور حضراتِ اولیاء کرام و بزرگانِ دین اسی مذہب پر قائم رہنے کی تاکید و نصیحت فرماتے رہے ہیں۔

علامہ محقق:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت اند۔۔۔۔۔ کہ سلف صالح از صحابہ و تابعین باحسان و من بعدہم ہمہ بریں اعتقاد و بریں طریقہ بودہ اند“ (اشعۃ اللمعات)

امام ربانی:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”دینداری و پابندی شریعت طریقہ حقہ اہل سنت و جماعت پر چلنے کے ساتھ وابستہ ہے کیونکہ تمام فرقوں کے درمیان یہی جماعت ناجی ہے۔ اور بزرگان اہل سنت کی پیروی و عقائد کی اتباع کے بغیر نجات محال و فلاح ناممکن ہے۔۔۔۔۔ اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص رائی کے دانے برابر بھی ان بزرگوں کے سیدھے طریقہ سے جدا ہو گیا ہے تو اس کی صحبت کوزہ ہر قاتل سمجھنا چاہیے اور اس کی مجلس کو بہت خطرناک سانپ کا زہر جاننا چاہیے“۔ (مکتوبات ج ۱ صفحہ ۲۱۸، مکتوب ۲۱۳)

غوث الزمان حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

”لا یفتح علی العبد الا اذا کان علی عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ ولیس للہ ولی علی عقیدۃ غیرہم

یعنی کوئی بندہ ولایت سے مشرف نہیں ہوتا مگر جب کہ اہل سنت و جماعت

کے عقیدہ پر ہو۔ اللہ کے تمام ولی اہل سنت جماعت میں سے ہوئے ہیں اور کوئی ولی

اللہ اہل سنت کے علاوہ کسی اور فرقہ سے نہیں ہوا“۔ (الابریز ص ۱۵)

جاننا چاہیے کہ کوئی فرقہ شان الوہیت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے کوئی عظمت و شان رسالت کا منکر و گستاخ ہے کوئی حدیث و سنت کا انکاری ہے کوئی صحابہ کرام اور کوئی اہل بیت پاک کا مخالف ہے کوئی اولیاء کرام و ائمہ دین و مجتہدین کا مخالف ہے کوئی قرآن و حدیث اور احکام شریعہ اسلامیہ میں تحریف و ترمیم اور قطع و برید میں مشغول ہے لیکن اہل سنت و جماعت مذکورہ ہر باب میں باادب و فادار عقیدت مند اور پر خلوص و پاکیزہ عقائد کے حامل اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر و بیان کردہ طریقہ صراطِ مستقیم پر قائم اور اس پر چلنے اور منزل مقصود پر پہنچنے والے اماموں اور بزرگوں کے نیاز مند و پیروکار ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک کی حاضری آپ کو پکارنا اور فریاد کرنا، آپ کو نورِ حاضر ناظر، عالم الغیب و بعد وصال زندہ ماننا، بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری اور میلاد شریف و عرس و ختم و فاتحہ بزرگانِ اہل سنت کے معمولات معتقدان میں سے ہے اور حضور غوثِ اعظم عبدالقادر جیلانی، داتا گنج بخش صاحب لاہوری، حضرت بایزید بسطامی، خواجہ معین الدین اجمیری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی وغیرہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سب مقلد و اہل سنت و جماعت ہیں اور ان کے آستانوں پر صلوة و سلام، میلاد شریف، عرس و فاتحہ اور اہل سنت و جماعت کی عظمت و شوکت چہل پہل اور رونق و بہار اہل سنت و جماعت کی حقانیت کا واضح و زندہ ثبوت ہے۔ فالحمد لله علی ذالک۔

اہمیت نماز:

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول اول ما يحاسب به العبد يوم القيمة من عمله صلوة فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب و خسر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، پس اگر نماز کا حساب صحیح ہو تو بندہ کامیاب و بامراد ہو گیا اور اگر یہ حساب درست نہ نکلا اور اس میں گڑبڑ ہوئی تو بے نماز خائب و خاسر ہو گیا۔“ (مشکوٰۃ شریف)

نماز ایک نہایت اہم و مہتمم بالشان اسلامی فریضہ ہے اور یہ وہ تحفہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے شب معراج اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے اپنے بندوں کو عطا فرمایا۔ بقا کی ہوش و حواس ہر مسلمان بادشاہ، فقیر، امیر، غریب، مسافر، مقیم، مرد، عورت، بوڑھے، جوان، تندرست، بیمار، پر اس کی ادائیگی لازمی و ضروری ہے اور کسی حالت اس سے پہلو تہی جائز نہیں۔ یہاں تک کہ اگر مسلمان کفار کے مقابلہ میں مصروف جہاد ہوں محض رضائے الہی اور کلمہ اسلام کی بلندی کے لئے سر دھڑکی بازی لگا چکے ہوں اور عین لڑائی میں نماز کا وقت آجائے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اہتمام و جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں۔ اس وقت نماز سے سبکدوش ہونا اور بے نماز وقت گزارنا تو درکنار وہ یہ کہہ کر نماز کو موخر بھی نہیں کر سکتے کہ خطبہ کا وقت ہے اور خدا ہی کے کام میں مشغول ہیں چلو بعد میں نماز پڑھ لیں گے بلکہ حکم ہے کہ اسی وقت لشکر اسلام کے دو گروہ ہو کر یکے بعد دیگرے نماز ادا کریں اور میدان بہاد میں عملی طور پر دنیا کے سامنے اس حقیقت کا مظاہرہ کریں کہ

۔ آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز

قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

اور سنیے! عورت دروزہ میں مبتلا ہے بچے کی پیدائش ہو رہی ہے اس کا سر باہر نکل چکا ہے اور ادھر نماز کا وقت فوت ہو رہا ہے تو حکم ہے کہ اس نازک وقت میں بھی مسلمان عورت فریضہ خداوندی کی عظمت کے پیش نظر ہمت کرے اور ہو سکے تو وضو کرے ورنہ تیمم کر کے بچہ کا سر کسی چیز میں رکھ کر رکوع و سجود کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو اشارہ سے نماز پڑھے اور اس عظیم الشان فریضہ سے سبکدوش ہو۔ بچے کے تولد کے بعد حالت نفاس میں نماز کی معافی ہے۔ لیکن پورا بچہ پیدا ہونے سے قبل دوران تولد مذکورہ صورت میں اس کو نماز پڑھنا ہوگی۔ اسی طرح ایک شھس کے ہاتھ شل ہو چکے ہیں وہ لٹھا ہے یا ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور بوقت نماز اس کے پاس کوئی ایسا آدمی بھی نہیں جو اس کو وضو یا تیمم کرا سکے تو اسے حکم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنا ہاتھ کلائی اور منہ زمین یا دیوار کے ساتھ مل کر خود ہی تیمم کر کے نماز پڑھے اور نماز کا وقت بے نماز ہو کر نہ گزارے۔ (مدیۃ المصلیٰ وغیرہ)

ہاں ہاں! یہ وہی نماز ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ نماز کفر اور اسلام کے درمیان فرق ہے (مسلم) جس کی ایک نماز فوت ہوئی گویا اس کا مال و اہل تباہ ہو گیا (ابن حبان) جو اس حالت میں خدا کی عدالت میں حاضر ہوا کہ وہ بے نماز ہے تو اللہ اس پر ناراض ہوگا (طبرانی) اسی نماز کے متعلق کہا گیا ہے کہ

۔ شیطان زبے نمازی صد بار بہتر است

کاں سجدہ پیش آدم و این پیش حق نکرد

یعنی بے نماز اس بات میں شیطان سے زیادہ برا ہے کہ اس ملعون نے تو آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور یہ بد نصیب بار بار فرمائے جانے کے باوجود خود رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سر بسجود نہیں ہوتا اور اسی نماز کے سلسلہ میں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ بروز قیامت سب اعمال سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

روزِ محشر کے جانگداز بود
اولین پرش نماز بود

روزِ قیامت کی سختیوں اور شدتوں، احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضری و حساب اور سب سے پہلے نماز کے سوال کا تصور کیجئے اور پھر ذرا اپنی غفلت و کاہلی بیوی بچوں اور عزیز واقارب کی نماز سے بے پرواہی پر نظر کیجئے اور سوچئے کہ اس عظیم الشان عدالت میں کامیابی، عذاب و غضب الہی سے بچاؤ کی صورت کیا ہوگی۔ گھر باہر کی باتوں کی پوری نگہداشت کرنا، سکول و کالج اور دوکان دفتر کے کام میں کوئی فرق نہ آنے دینا، امتحان کے لئے پوری تیاری کرنا، اپنے جیسے انسان حج کی کچھری میں جاے سے خوف کھانا اور ادھر نماز جیسے مہتمم بالشان فریضہ کو مسلسل نظر انداز کرتے رہنا کتنا بڑا ظلم اور جرم و گناہ ہے؟ اپنے خالق و مالک کی عدالت میں حاضری اور جوابدہی کی فکر و تیاری نہ کرنا، کس قدر غفلت و ناواقبت اندیشی اور نفس و شیطان کا فریب و دھوکا ہے۔ جس نبی ﷺ کے نماز میں کھڑے کھڑے مبارک پاؤں سوچ جائیں ان کی امت کہلانا اور نماز سے بے پرواہ اور آزاد گھومنا پھرنا اور غافل زندگی گزارنا کس قدر افسوسناک ہے۔ آہ

بے نماز و کیا غضب کرتے ہو تم
حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو تم

مکمل اسلام:

عن زیاد ابن نعیم الحضرمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع فرضهن اللہ فی الاسلام فمن اتى بثلاث هم یغنین عنه شیاء حتی یاتی بہن جمیعاً الصلوة والزکوۃ والصیام رمضان و حج البیت۔
یعنی ”حضرت زیاد ابن نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض فرمائیں، نماز روزہ حج زکوٰۃ۔ جس مسلمان نے ان میں سے تین ادا کیں وہ اسے کچھ نہ دیں گی جب تک پوری چاروں بجا نہ لائے۔“ (الترغیب والترہیب)

معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کے لئے احکام اسلام کی پوری پابندی اور مکمل اسلام کو اپنانا ضروری ہے۔ مسلمان وہ نہیں کہ جو احکام اسلام کو اپنی خواہشات کے تابع بنائے اور جو بات نفس کے لئے آسان و پسند ہو صرف اس پر عمل کرے اور باقی احکام کو پس پشت ڈال دے بلکہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ اپنی نفسانی خواہشات کو اسلام پر قربان کر دے۔ اور نفس کی پسند و ناپسند سے بے نیاز ہو کر مکمل طور پر اسلام پر عمل پیرا ہو۔ مذکورہ احادیث کی روشنی میں اس حقیقت کو سمجھنے اور ذرا خیال فرمائیے کہ جب تین فرائض پر مکمل طور پر عمل کرنے کے باوجود صرف ایک فرض کے ترک سے کام نہیں بنتا تو جو شخص منجگانہ نماز کی بجائے رسمی طور پر صرف فجر یا مغرب یا جمعہ یا جنازہ اور عیدین پر ہی اکتفا کرے اس کو کیا حاصل

ہوگا اور جو چار فرائض میں سے ایک کی بجائے دو یا تین یا چاروں کا ہی تارک ہو اس کا جرم و انجام کیا ہوگا؟ خدا کی پناہ!

نماز باجماعت:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ
لقد ہمت ان آمر بحطب فیحطب ثم آمر بالصلوۃ فیوء ذن لها ثم
آمر رجلاً فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال
----- لایشہدون الصلوۃ فاحرق علیہم بیوتہم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ ایندھن جمع کرنے کا حکم کروں اور جب جمع ہو جائے تو نماز کے لئے اذان کا حکم دوں پھر کسی شخص کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوئے اور ان کے گھروں کو ان پر جلا دوں (مشکوٰۃ شریف)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے گھروں میں مستورات اور بچوں کی موجودگی کے باعث غملاً ایسا اقدام نہیں فرمایا لیکن آپ کے اس ارشاد سے نماز باجماعت کی اہمیت ظاہر اور ترک جماعت کا وبال واضح ہو گیا کہ باجماعت نماز نہ پڑھنے والے ایسے مجرم اور دردناک عذاب کی زد میں ہیں کہ جس سے بچانے کے لئے حضور نے دنیا میں ان پر گھروں کو جلا دینے کے ارادہ فرمایا۔ یہ ان لوگوں کے متعلق ناراضگی کا اظہار ہے جو نماز پڑھتے ہیں لیکن جماعت کی پرواہ نہیں کرتے اور جو سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے ان کا کیا حال ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

افسوس کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ بھی عموماً جماعت کی اہمیت سے غافل ہیں اور دوکانوں مکانوں سے مساجد اور جماعت ہو جانے کے بعد آہستہ آہستہ آتے اور بلا جماعت نماز پڑھتے ہیں یہاں تک کہ بعض مولوی اور پیر صاحبان بھی جماعت کی پرواہ نہیں کرتے اور جلدی جلدی اپنی علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیتے ہیں حالانکہ ان حضرات پر زیادہ ضروری ہے کہ نماز باجماعت کی پابندی کریں اور لوگوں کو نماز باجماعت کی اہمیت کا احساس دلائیں۔

کاش۔ تارک جماعت حضرات اس پڑ جلال ارشاد پر غور کریں۔
جماعت کی اہمیت کو سمجھیں اور رسول پاک ﷺ کی ناراضگی اور اللہ کے عذاب و غضب سے خوف کھائیں اور جہاں تک ہو سکے جماعت کو ترک نہ ہونے دیں۔
یاد رہے کہ ہنجگانہ نماز فرض اور جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے اور جو عاقل بالغ مرد بلا عذر شرعی ایک بار بھی جماعت چھوڑ دے وہ گنہگار و مستحق سزا ہے اور جو کئی بار ترک کرے وہ فاسق و مردود الہیہات ہے اور اس کے لئے سخت سزا ہے۔
اور جو پڑوسی و ساتھی کسی تارک جماعت کو تنبیہ کرنے کی بجائے سکوت اختیار کرتے ہیں وہ بھی گنہگار ہوتے ہیں۔ (در مختار وغیرہ)

مساجد پر ہزاروں لاکھوں روپے کا خرچ اور وضو چٹائیوں اور امام و موذن وغیرہ ضروریات مسجد کا انتظام اسی جماعت کے اہتمام کے لئے ہے اور اس سے نماز باجماعت کی عظمت و اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے مگر آہ! کہ آج کل عموماً یہ صورت حال دیکھنے میں آ رہی ہے کہ

۔ مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

دو (۲) کی جماعت:

عن ابی موسیٰ الاشعری قال ' قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اثنان فما فوقها جماعة

یعنی موبیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ”دو اور دو سے زیادہ جماعت ہے“۔ (ابن ماجہ)

اس ارشادِ پاک سے معلوم ہوا کہ اگر کم از کم دو مسلمان اکٹھے ہوں تو وہ بھی
علیحدہ علیحدہ نماز کی بجائے باجماعت نماز پڑھیں اور اگر زیادہ ہوں تو ان کے لئے
جماعت بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔ اس حدیثِ پاک سے پتہ چلتا ہے کہ رسول پاک
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جماعت کا اہتمام بہت زیادہ محبوب و مرغوب ہے۔

یاد رہے کہ دو کی جماعت کی صورت میں ایک امام اور ایک مقتدی ہوگا اور
ایسی صورت میں جب کہ مقتدی اکیلا ہو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ امام کے برابر
دہنی جانب کھڑا ہو اور اس کے پاؤں کا گنا امام کے گٹھے سے آگے نہ ہو اور اس
صورت میں اگر کوئی اور مقتدی آجائے تو چاہئے کہ امام آگے بڑھ جائے اور یا وہ پہلا
مقتدی پیچھے ہٹ جائے اور آنے والا اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے۔ (در مختار وغیرہ)

تابینا کی جماعت:

عن عبد اللہ ابن ام مکتوم قال یا رسول اللہ ان المدینة کثیرى

الہوام والسباع وانا ضریر البصر فهل تجدلی من رخصة قال هل تسمع
 حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح؛ قال نعم؛ قال فحی ہلا و ہایر خص
 حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مدینہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں۔ کیا مجھے رخصت ہے کہ میں
 گھر پر نماز پڑھوں۔ حضور نے فرمایا کیا حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کی آواز سنتے
 ہو؟ عرض کی ہاں فرمایا پھر مسجد میں آ کر جماعت ہی کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔ اور
 ان کو رخصت نہ دی (ابوداؤد)

اللہ اکبر! جب جماعت کی اہمیت و تاکید کا یہ عالم ہے کہ ایک نابینا صحابی
 کا عذر قبول نہیں کیا گیا تو جو اچھے بھلے بیٹا و آنکھ والے بے نماز و تارک جماعت ہیں
 ان کا کونسا عذر قابل قبول ہوگا؟

فجر و عشاء کی جماعت:

عن عثمان ابن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم من شهد العشاء فی جماعة کان له قیام نصف لیلة ومن صلی
 العشاء والفجر فی جماعة کان له کقیام لیلة

عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی اس کے لئے آدھی رات کا قیام ہے
 اور جس نے عشاء کے بعد نماز فجر بھی باجماعت ادا کی اس کے لئے پوری رات کے
 قیام کا ثواب ہے۔ (ترمذی شریف)

سبحان اللہ۔ جب عشاء و فجر کی نماز باجماعت پڑھنے سے ساری رات سونے کے باوجود رات بھر قیام کا ثواب مل جاتا ہے تو جو اس کے ساتھ رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز بھی پڑھیں اور ذکر و اذکار میں مشغول رہیں ان کے لئے خدا کے ہاں کتنا بڑا اجر و ثواب اور انعام و اکرام ہوگا اور جو غافل و نادان لوگ ترک نماز و ترک جماعت کے باعث رات بھر کے قیام کے اس مفت کے ثواب سے بھی محروم رہیں کل قیامت کے دن ان کے لئے کتنی حسرت و پشیمانی ہوگی۔

جماعتِ ثانی:

عن ابی سعید الخدری قال جاء رجل و قد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الارجل يتصدق علی هذا فیصلی معہ فقام رجل فصلی معہ

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز باجماعت ادا فرمانے کے بعد ایک شخص مسجد میں حاضر ہوا۔ تو حضور نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس پر صدقہ کرے یعنی اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لے تاکہ اسے جماعت کا ثواب مل جائے۔ پس ایک صاحب اٹھے اور انہوں نے اسے آنے والے کے ساتھ نماز پڑھی (مشکوٰۃ شریف)

معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کبھی کسی وجہ سے جماعت سے رہ جائے اور جماعت ہو جانے کے بعد مسجد میں آئے تو کسی شخص کو اپنے ساتھ ملا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور جماعت کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ لہذا ایسے شخص کو

چاہیے کہ کسی شخص کو اپنے ساتھ ملا کر باجماعت نماز پڑھے اب اگر جس کو اپنے ساتھ ملایا ہے وہ بھی جماعت سے رہ گیا ہے اور اس کی طرح بعد میں آیا ہے تو اگر وہ امامت کے زیادہ لائق ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لے ورنہ خود نماز پڑھاوے اور اگر جس کو ساتھ ملایا ہے وہ پہلے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہے تو پھر بشرط اہلیت خود امام بنے اور اس کو مقتدی بنا لے اس لئے کہ اس کی نماز فرض ہوگی اور دوسرے کی نفل کیونکہ وہ پہلے فرض نماز باجماعت پڑھ چکا ہے اور فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل پڑھنے والے کی نماز ہو جاتی ہے مگر نفل والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔

نوٹ: مسجد محلہ میں جس کے لئے امام مقرر ہو امام محلہ نے اذان و اقامت کے ساتھ بطریقہ مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان و اقامت کے ساتھ ہیئات اولیٰ پر جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعت ثانیہ ہوئی تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہو۔ (بہار شریعت مرقات شرح مشکوٰۃ)

امام کیسا ہو:

اخرج الحاكم في مستدرک مرفوعاً ان سرکم ان يقبل الله
صلاتکم فلیومکم خیارکم فانهم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم
یعنی محدث حاکم نے مستدرک میں مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا اگر تمہیں یہ پسند ہے کہ اللہ تمہاری نماز قبول فرمائے تو بہتر و برگزیدہ امام
کے پیچھے نماز پڑھو کیونکہ امام تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان تمہارے نمائندہ

وترجمان ہیں۔ (شامی شریف ص ۴۱۴)

اس ارشاد پاک سے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے اور اس کو امام بنانا چاہیے جو بہتر و برگزیدہ ہو۔ ورنہ نماز قبول نہیں ہوگی اور ظاہر ہے کہ جو شخص بد مذہب و بد عقیدہ اور غیر متشرع و بد کردار ہو وہ بہتر و برگزیدہ نہیں ہو سکتا لہذا امام ایسا ہونا چاہیے جو صحیح العقیدہ سنی حنفی بریلوی اور پابند شریعت پرہیزگار و نیکو کار ہو اور اس کے عقیدہ و عمل میں کوئی خلاف اسلام و غیر شرع خرابی و فساد نہ ہو اور جس کو ایسے امام کی اقتداء نصیب ہو اس کے ذمے نصیب۔

حدیث شریف میں ہے۔

من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی

یعنی جس نے متقی امام کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے اللہ کے نبی کے

پیچھے نماز پڑھی۔ (شامی شریف جلد ۱ صفحہ ۴۱۴)

بلکہ فرمایا: النظر الی وجہ العالم عبادة من زار عالماً فکانما زارنی

ومن صافح عالماً فکانما صافحنی ومن جالس عالماً فکانما

جالسینی ومن جالسینی فی الدنیا جلسہ اللہ معی یوم القیامة

ترجمہ: صحیح العقیدہ متقی عالم کے چہرہ کی زیارت عبادت ہے جس نے ایسے عالم کی

زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی جس نے اس سے مصافحہ کیا گویا اس نے

مجھ سے مصافحہ کیا جو اس کے پاس بیٹھا گویا وہ میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے

پاس بیٹھا اللہ اس کو قیامت کے دن بھی میرے ساتھ بٹھائے گا۔

(تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۱۰۲)

عورتوں کی نماز کا بہتر مقام:

عن ام حمید امراءة ابی حمید الساعدی انها جاءت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی احب الصلوة معک قال قد علمت انک تحبین الصلوة معی و صلوتک فی بیتک خیر من صلوتک فی حجرتک و صلوتک فی دارک خیر من صلوتک فی مسجدا قومک و صلوتک فی مسجدا قومک خیر من صلوتک فی مسجدا قال فامرت فبنی لها مسجدا فی اقصر شیء من بیتها و اظلمه و کانت تصلی فیہ حتی لقیتم اللہ عز و جل

ترجمہ: حضرت ابو حمید کی بیوی ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ نماز (باجماعت) پڑھنا پسند کرتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن میری مسجد (نبوی) میں نماز پڑھنے سے تمہارا اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے اور اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنا اس سے بھی بہتر ہے اور برآمدے میں نماز پڑھنا اس سے بھی بہتر ہے اور تمہارا گھر کی اندر کی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا اس سے بھی بہتر اور زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق حضرت ام حمید نے اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں نماز کی جگہ بنائی اور آخر وقت تک وہیں نماز پڑھتی رہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) (الترغیب والترہیب)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسجد میں حاضری کا ثواب اور جماعت کی پابندی صرف مردوں کے لئے ہے۔ اور اذان، تکبیر، جمعہ، خطبہ، جنازہ، عیدین و جہاد کی طرح جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بھی عورتوں پر واجب نہیں ان کے لئے زیادہ سے زیادہ ثواب اور بہتری اس میں ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ محفوظ و باپردہ پوشیدہ اور گھر کے اندرونی حصہ میں بلا جماعت نماز پڑھیں اور اسی کو مسجد نبوی سے درجہ بدرجہ کئی گنا زیادہ بہتر و اجر و ثواب کا باعث فرمایا ہے۔

یاد رہے کہ مردوں کی مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر ہے (مشکوٰۃ شریف)

لہذا عورتوں کا جمعہ، جماعت و عیدین اور اسی طرح جلسوں جلوسوں وغیرہ میں جانا بہتر و مناسب نہیں ہے اور نہ ہی اس میں زیادہ ثواب ہے بلکہ محرم کے بغیر حج جیسے مبارک سفر میں بھی عورت کا جانا جائز نہیں ہے۔ اس بیان سے اندازہ فرمائیے کہ شریعت اسلامیہ کے نزدیک عورت کی عزت و ناموس اور پردہ و تحفظ کس قدر اہم و ضروری ہے اور عورت کا گھر سے باہر نکلنا کتنا نا پسند ہے کاش حیا سوز و بے پردہ لباس پہن کر بازاروں، سڑکوں، میلوں، نمائشوں، کلبوں، پارکوں، دفتروں، اسمبلیوں، سکولوں، کالجوں، سینماؤں، کھیلوں اور غیر مردوں کے سامنے بیاہ شادیوں میں آزادانہ گھومنے پھرنے والی ”مسلم خواتین“ اور ان کے سرپرست اس حقیقت کو سمجھیں۔

اولاد کی ذمہ داری:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرو اولادکم بالصلوة

وہم ابناء سبع سنین واضربوہم علیہا وہم ابناء عشر سنین و فرقوا
بینہم بالمضاجع

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہاری اولاد (بیٹے بیٹیاں) سات سال
کے ہو جائیں تو انہیں نماز کے لئے کہو اور جب ان کی عمر دس سال کی ہو اور نماز نہ
پڑھیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے بستر الگ کر دو (مشکوٰۃ شریف)

معلوم ہوا کہ مسلمان والدین کی یہ شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو
نمازی و دیندار بنائیں ان کی صحیح اسلامی تربیت کریں۔ سات سالہ اولاد کو نماز
شروع کرادیں اور دس سالہ اولاد کو مار کر نماز پڑھائیں۔ تا معلوم نماز نہ پڑھنے
کا کتنا بڑا عذاب و کیسی سخت سزا ہے کہ جس سے بچانے کے لئے رحمۃ اللعالمین ﷺ
مسلمان ماں باپ کے لئے اپنی اولاد کو مار کر نماز پڑھانے کا حکم فرما رہے ہیں۔

مگر افسوس کہ بہت سے مسلمان کہلانے والے اولاد کو نمازی بنانا تو درکنار
خود ہی نماز کے پابند نہیں ہیں ایسے لوگوں سے اپنی اولاد کو نمازی و دیندار بنانے کی کیا
توقع ہو سکتی ہے؟ اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ جو خود تو نماز پڑھ لیتے ہیں لیکن ان کی اولاد
بے نماز ہے اور وہ ان کو نمازی و دیندار بنانے سے غافل و بے پرواہ ہیں۔ بہت کم
ایسے مسلمان ہیں جو خود بھی نمازی و دیندار ہیں اور ان کی اولاد بھی ماشاء اللہ دیندار
و نمازی ہے ورنہ بے نماز آزاد و بیباک لوگ تو الگ رہے آج کل بکثرت نمازی
وصوفی اور مولوی و پیر صاحبان کی اولاد بھی عموماً فاسق و فاجر بے نماز دین سے جاہل
اور احکام اسلام سے غافل ہے۔ حضور ﷺ نے ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا

ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه اوینصرانه

اور یمجسانه

ہر بچہ فطرت (طریقہ صحیحہ) پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے ماں باپ (جیسے

ہوں اس کے مطابق) اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں (الحدیث)

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ یہودی کا بیٹا یہودی، انگریز کا بیٹا انگریز،

سکھ کی اولاد سکھ ہو لیکن مسلمان کی اولاد صحیح مسلمان اور نمازی و پرہیزگار ہونے کی

بجائے مغرب زدہ انگریز نماز بے نماز اور فاسق و فاجر ہو اور خصوصاً کسی نمازی صوفی

و حاجی مولوی و سید اور پیر صاحب کی اولاد ایسی ہو تو یہ افسوس کتنا زیادہ ہوگا۔

کاش تمام مسلمان اور خصوصاً وہ حضرات جو کوئی دینی مقام و امتیازی

شان رکھتے ہیں اپنی اولاد کی صحیح تربیت و نگرانی فرمائیں انہیں نمازی و دیندار

بنائیں اور اپنے نقش قدم پر چلا کر ہدایت کا راہ دکھائیں اور اگر وہ راہِ راست پر نہ

آئیں تو ان سے قطع تعلق فرمائیں تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو اور انکی بے راہروی

میں کمی واقع ہو اگر اولاد اپنی نافرمان ہو یا ذاتی طور پر اس سے کوئی تکلیف پہنچے تو

اسے مارنا، عاق کر دینا، قطع تعلق کر لینا، گھر سے باہر نکال دینا اور ان پر ناراض

رہنا۔ اور اگر اولاد اللہ تعالیٰ و رسول پاک ﷺ کی نافرمان بے نماز و فاسق و فاجر

ہو تو ان کے ساتھ بدستور روابط قائم رکھنا تعلقات میں کمی نہ کرنا اور خلاف شرع

حرکات پر ان کا پوری طرح محاسبہ و مواخذہ نہ کرنا فرمان رسالت کے کتنا خلاف و

نامناسب و غیر موزوں ہے۔ استغفر اللہ والعیاذ باللہ

داڑھی کی تاکید و اہمیت:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
خالفوا المشرکین وفروا اللہی واحفوا الشوارب وکان ابن عمر اذا
حج او اعتمر قبض علی الحیتہ فما فضل اخذہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا مشرکوں کا خلاف کرو، مونچھیں پست کرو اور داڑھیاں بڑی رکھو،
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج و عمرہ کے موقع پر داڑھی پر قبضہ فرماتے یعنی
داڑھی کو اپنی مشت سے پکڑتے اور ایک قبضہ و مشت سے جو بال زائد ہوتے
انہیں اتار دیتے۔ (بخاری شریف)

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جزوا الشوارب وارخوا اللہی خالفوا المجوس

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
مونچھیں کتر و اور داڑھیاں بڑھاؤ، آتش پرست مجوسیوں کا خلاف کرو (مسلم شریف)

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قصوا سبالکم و فروا اعثا نینکم و خالفوا اهل الكتاب

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا مونچھیں کتر و اور داڑھیاں بڑھاؤ اور عیسائیوں، یہودیوں کا خلاف کرو۔

(طبرانی و مسند احمد)

مذکورہ تینوں احادیث مبارکہ اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات عالیہ اپنے مفہوم و معنی میں بالکل واضح ہیں اور ان کی روشنی میں یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ایک قبضہ سے کم واڑھی منڈانا، کترانا عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکوں، مجوسیوں کا طریقہ ہے اور مسلمانوں کیلئے کفار و مشرکین کے طریقہ سے بچنا اور شریعت و سنت کے مطابق واڑھی بڑھانا نہایت اہم و ضروری ہے۔

معلوم ہوا کہ مسلمان واڑھی کے معاملہ میں آزاد و خود مختار نہیں ہے بلکہ اس سلسلہ میں بھی وہ حکم شریعت کا پابند ہے۔ مگر افسوس کہ رسول پاک ﷺ نے واڑھی کے متعلق جتنی تاکید فرمائی ہے آج کل کا مسلمان اس سے اتنا ہی غافل اور آزاد و بیباک واقع ہوا ہے۔ حضور ﷺ بار بار فرماتے ہیں عیسائیوں، یہودیوں، مشرکوں، مجوسیوں کا خلاف کرو۔ وہ واڑھیاں منڈاتے ہیں لیکن مسلمانو! تم واڑھیاں بڑھاؤ اور موچھیں کتراؤ لیکن آج کل کا مسلمان انتہائی بیباکی کے ساتھ اس ارشاد گرامی و حکم ربانی کے نراسر برعکس حضور کے حکم کا کھلم کھلا خلاف اور کفار و مشرکین کے طریقہ کی پیروی کرتا ہے اور گناہوں کا ارتکاب تو گاہے گاہے ہوتا ہے خفیہ و پوشیدہ ہوتا ہے لیکن واڑھی منڈانے کا کترانے کا گناہ اعلانیہ ہوتا ہے بار بار ہوتا ہے ہمیشہ ہوتا اور روزانہ ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں کوئی شرم کوئی جھجک اور کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا جاتا۔ یہ ایک ایسا گناہ ہے جو عموماً مرتے دم تک مسلسل جاری رہتا ہے کوئی پانچ سال کوئی دس سال کوئی بیس سال اور کوئی چالیس اور کوئی پچاس سال سے اس گناہ میں مبتلا ہے اور اس نافرمانی کو مسلسل جاری رکھے ہوئے ہے اور اس دیدہ دلیری اور سینہ زوری کے باوجود مسلمان اور محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام کہلاتا

ہے۔ آہ! اگر اس کا نام غلامی ہے تو آزادی و نافرمانی کس کا نام ہے؟
 شیطان و ظالم انگریز نے داڑھی کے خلاف نفرت و حقارت اور بے عملی
 و نافرمانی کی ایسی فضا قائم کر دی ہے کہ بعض اچھے بھلے شریف، مخلص، معقول، معزز
 اور حافظ و حاجی و نمازی حضرات بھی اس سلسلہ میں شیطان کے جال و انگریز کی دہنی
 قید میں گرفتار ہیں اور داڑھی منڈانے کترانے کے گناہ و نافرمانی کو مسلسل اپنائے
 ہوئے ہیں۔ آج کل کئی لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں نماز پڑھنا، حج کرنا، روزے رکھنا،
 تلاوت کرنا، صدقہ و زکوٰۃ دینا، وعظ کرنا، نعت پڑھنا، جلسہ و جلوس کا اہتمام کرنا وغیرہ
 سب کچھ آسان ہے لیکن رسول پاک ﷺ کے طریقہ مبارکہ کے مطابق داڑھی رکھنا
 بہت مشکل کام ہے داڑھی رکھنا گویا ان کے نفس کے لئے موت کا پیغام ہے جس کے
 تصور سے ان کا کلیجہ منہ کو آتا ہے پھر اس مسلسل جرم و گناہ کے باعث ان کا دل اتنا
 سخت و سیاہ ہو چکا ہے کہ جو کسی وعظ و نصیحت کا اثر قبول ہی نہیں کرتا نہ خدا سے ڈرتا ہے
 اور نہ اپنے پیارے رسول ﷺ سے شرم محسوس کرتا ہے۔

داڑھی رسول پاک ﷺ کی سنت دائمہ مستمرہ ہے جس پر آپ نے تمام عمر
 مداومت فرمائی۔ محافظت فرمائی۔ یہ آپ کا ہمیشہ کا عمل و مبارک طریقہ ہے
 حضرات انبیاء علیہم السلام و صحابہ کبار و اولیائے کرام اہل بیت پاک و ائمہ علامہ علماء
 امت و اولیاء ملت کا بھی ہمیشہ یہی طریقہ مبارکہ رہا ہے مگر تعجب ہے آج کل کے
 غافل و بے پرواہ مسلمان پر جو اس مبارک طریقہ سے منہ موڑ کر اور ان محبوبوں
 پیاروں، آقاؤں کا نقش قدم چھوڑ کر دشمنان دین کفار، مشرکین کے پیچھے دوڑ
 رہا ہے اور ان کے خلاف فطرت و خلاف شرع طریقہ کو اپنائے ہوئے ہے۔

کاش واڑھی منڈانے کترانے والے مسلمان اپنے اس غیر شرعی اور فرنگیانہ طرزِ عمل پر غور کریں خدا اور رسول کی نافرمانی کے جرم و گناہ اور اس کے عذاب و سزا کو سمجھیں اور چند روزہ دنیا کی عیش و عشرت اور نام نہاد ترقی و فیشن زدگی سے باز آئیں۔

واڑھی منڈانا کترانا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی ”واڑھی بڑھاؤ“ کی صراحتہً خلاف ورزی و نافرمانی اور حرام و گناہ ہونے کے علاوہ اور بھی متعدد وجوہ سے شرعاً ممنوع و ناپسندیدہ ہے جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں یہود و نصاریٰ اور مجوس و مشرکین کے ساتھ بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ واڑھی منڈانا کترانا انہی لوگوں کا طریقہ ہے جیسا کہ احادیث کی روشنی میں اوپر بیان ہو چکا ہے اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کا فروں کے ساتھ مشابہت کرنے ان کی سی ہیئت و صورت بنانے اور ان کے مخصوص طریقہ و افعال اختیار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ليس منا من تشبه بغير لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى
یعنی ”جس نے ہمارے غیروں کے ساتھ مشابہت کی وہ ہم میں سے
نہیں (لہذا مسلمانوں) نہ یہودیوں کے ساتھ مشابہت کرو اور نہ عیسائیوں کے ساتھ
مشابہت کرو“۔ (ترمذی و طبرانی)

نیز فرمایا:

جعل الذل والصفار علی من خالف امری و من تشبه بقوم
فہو منهم ”جو میرے حکم کا خلاف کرے اس پر ذلت و خواری رکھی گئی ہے اور جو
کسی (غیر) قوم سے مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے“۔ (طبرانی شریف)

معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانا کترانا ”داڑھیاں بڑھاؤ“ کی خلاف ورزی کے علاوہ کفار و مشرکین سے مشابہت کے باعث بجائے خود جرم و گناہ اور رسول پاک ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ کیا کوئی بڑے سے بڑا فیشن ایبل اپ ٹو ڈیٹ اور جنٹلمین مسلمان یہ گوارا کر سکتا ہے کہ داڑھی منڈانے کترانے کے باعث وہ حضور کے گروہ سے نکل جائے اور یہود و نصاریٰ میں اس کا حشر ہو؟ اگر نہیں تو پھر ایسا کام کیوں کرتے ہو جو حضور کے ارشاد کے مطابق آپ کے گروہ سے نکلنے اور یہود و نصاریٰ و مجوس و مشرکین کی قوم میں شامل ہونے کا باعث ہے۔

۔ قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں

کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

تم مسلمان ہو جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

دوسری وجہ یہ ہے کہ داڑھی منڈانا گویا زنانی صورت بنانا اور عورتوں سے مشابہت کرنا ہے۔ کیونکہ مرد و عورت کے جسم ظاہر میں داڑھی ہی ماہ امتیاز ہے۔ قدرت نے مرد کا چہرہ داڑھی سے مزین فرمایا ہے اور عورت کے چہرہ کو ”فارغ البال“ رکھا ہے اگر عورتوں کی طرح مرد کا چہرہ بھی ”بے داڑھی“ ہوتا صحیح و جائز و مستحسن ہوتا تو مرد کے چہرے پر بھی داڑھی اُگا کر اسے ”با داڑھی“ نہ بنایا جاتا اور داڑھی منڈانے والوں کو روزمرہ کے داڑھی منڈانے کے ”عذاب“ میں مبتلا نہ کیا جاتا حالانکہ جس طرح دیگر اجناس و چہند پرند میں قدرت نے نر کو مادہ سے کسی نہ کسی شان سے ممتاز کیا ہے اسی طرح مردوں کو عورتوں سے داڑھی کے ساتھ ممتاز

فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو بدیں الفاظ اللہ تعالیٰ کی تسبیح فرماتے ہیں۔ سبحن من زین الرجال باللحی والنساء بالقرون والدواب یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی کے ساتھ مزین فرمایا اور عورتوں کو گیسوؤں (بہر کے بالوں) سے زینت بخشی۔

(کیمیائے سعادت امام غزالی)

بہر حال داڑھی مرد و عورت کے مابین ایک اہم امتیازی حیثیت رکھتی ہے جو مردانگی کی علامت اور مرد کے لئے ایک فطرتی تحفہ ہے اور جو شخص داڑھی منڈاتا ہے وہ قدرت و فطرت کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے اپنی شان مردی کو ضائع کرتا اور عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتا ہے اور یہ باتیں ”داڑھیاں بڑھاؤ“ کے ارشاد کی خلاف ورزی کے علاوہ بجائے خود جرم و گناہ ہیں۔ حیوان بھی اپنے نہ ہونے کی علامت کو برقرار رکھتے ہیں اور اپنی اس علامت کو ضائع نہیں کرتے لیکن حیف ہے اس انسان بلکہ مسلمان پر جو داڑھی جیسی مہتمم بالشان شرعی اور فطرتی شان مردی کو روزمرہ زائل کرنا اور زنانی صورت بنا کر عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتا ہے۔

حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء و المتشبهات من

النساء بالرجال

یعنی جو مرد عورتوں کے ساتھ اور جو عورتیں مردوں کے ساتھ مشابہت

کریں ان پر اللہ کی لعنت ہے (بخاری، ترمذی شریف)

نیز فرمایا:

لیس منا من تشبه بالرجال من النساء ولا من تشبه بالنساء

من الرجال

جو عورتیں مردوں کے ساتھ اور جو مرد عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں وہ

ہمارے گروہ سے نہیں ہیں (طبرانی و احمد)

انہیں ارشادات مبارکہ کے پیش نظر حضرات فقہائے کرام نے فرمایا کہ

جس طرح عورتوں کو سر کے بال منڈانا کترانا حرام ہے اسی طرح مردوں کو داڑھی

منڈانا حرام ہے کیونکہ اس میں ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ جو

شرعاً حرام ہے (در مختار و رد المحتار)

معلوم ہوا کہ داڑھی منڈا کر زانی صورت بنانا اور عورتوں سے مشابہت

کرنا شرعاً حرام و لعنت خداوندی اور رسول پاک ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

اے کاش مسلمان کہلانے والے نام نہاد ترقی یافتہ و فیشن پرست لوگ ان

تصریحات پر غور کریں اور ایسی شدید وعیدات سے اپنا تحفظ کریں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اس میں تغیر خلق اللہ یعنی اللہ کی بنائی ہوئی صورت کا

بگاڑنا پایا جاتا ہے جو شرعاً حرام ہے اور یہی صورت بگاڑنا مثلہ کہلاتا ہے جس کو

شریعت نے حرام فرمایا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ داڑھی منڈانے کترانے میں شرعی و

فطرتی صورت کا بگاڑ و مثلہ یقیناً پایا جاتا ہے اور مسلمان کا مثلہ کرنا تو درکنار شرعاً

کسی حیوان و کافر کا مثلہ کرنا بھی بختہ ممنوع و حرام ہے (کافی الحدیث) لہذا اس

وجہ سے بھی خلاف شرع داڑھی کترانا منڈانا ممنوع و حرام ہے۔ شیخ عبدالحق محدث

دہلوی المتغیرات خلق اللہ کے تحت فرماتے ہیں علت در حرمت مثلہ و خلق لہیہ و

امثال آں نیز ہی است یعنی مثلہ و داڑھی منڈانے وغیرہ کے حرام ہونے کی وجہ یہی تغیر خلق اللہ ہے (اشعۃ اللمعات)

چوتھی وجہ یہ ہے کہ داڑھی منڈانے کترانے پر جو مال خرچ کیا جاتا ہے وہ بے موقع و بلا فائدہ اور ناجائز کام میں خرچ ہونے کے باعث ضائع ہو جاتا ہے اور یہ محض حد سے بڑھنا اور فضول خرچی و اسراف ہے جو شرعاً سخت ممنوع ہے۔ مولیٰ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے

ولا تسرفوا انه لا يحب المسرفين

یعنی حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں

نیز فرمایا: ان المبدرین كانوا اخوان الشیطن

فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں

معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانا کترانا اس وجہ سے بھی ممنوع و ناجائز ہے اور اس سلسلہ میں اپنا مال ضائع کرنا شیطانی فعل اور اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کا باعث ہے۔

(والعیاذ باللہ تعالیٰ)

پانچویں وجہ یہ ہے کہ داڑھی منڈانے کترانے سے معاشرہ پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور یہ گناہ معاشرہ کے بگاڑ و لوگوں کی گمراہی اور بے راہروی کی ایک بہت بڑی وجہ ہے کیونکہ بمصداق خر بوزہ کو دیکھ کر خر بوزہ رنگ پکڑتا ہے ایک تو داڑھی منڈانے والوں کی دیکھا دیکھی دوسروں کو بھی اس ناجائز و خلاف فطرت گناہ کی رغبت و جرأت ہوتی ہے دوسرا داڑھی منڈانے والوں میں عموماً بذات خود ایک ایسی بے باکی و جرأت پیدا ہو جاتی ہے جو انہیں دوسرے جرائم و گناہوں پر دلیر بنا دیتی

ہے اور داڑھی والوں کی طرح انہیں شرم و حجاب محسوس نہیں ہوتا۔ چنانچہ عام طور پر داڑھی منڈانے والوں سے یہ سنا جاتا ہے کہ ہم داڑھی مونچھ منڈے ہیں ہمارا کیا ہے۔ یعنی ہم حلال و حرام جائز و ناجائز جو چاہیں کریں ہماری کوئی بات نہیں گویا انہیں کھلی چھٹی ہے اور ان کے لئے سب کچھ جائز و حلال ہے اسی طرح جب ان لوگوں کو داڑھی بڑھانے کا مسئلہ بتایا جاتا ہے تو ان لوگوں کا عموماً یہ جواب ہوتا ہے کہ ”جی ہم اور بہت سی برائیوں میں مبتلا ہیں ابھی ہمارے لئے داڑھی رکھنا مشکل ہے جب اور برائیاں چھوٹ جائیں گی تو داڑھی بھی رکھ لیں گے“۔ حالانکہ نہ انہیں داڑھی رکھنا ہوتا ہے اور نہ برائیاں چھوڑنا مقصود ہوتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ داڑھی منڈانا برائیوں کے ارتکاب کے لئے راستہ صاف کرنا ہے اور بزعم خویش اپنے لئے ایک وجہ جواز بنانا ہے اس کے برعکس داڑھی رکھنا گویا جرائم و معاشرتی برائیوں سے دستبردار ہونا ہے چنانچہ عملی طور پر بھی اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اور یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ داڑھی والے حضرات عموماً معاشرتی برائیوں اور گھناؤنے جرائم سے محفوظ رہتے ہیں اور اگر کسی داڑھی والے سے کبھی کوئی جرم سرزد ہو جائے تو معاشرہ کی ترچھی نگاہ و شدید دباؤ ہی اس کی سزا و دیگر داڑھی والوں کی اصلاح و انتباہ کے لئے کافی ہوتا ہے اور لوگوں کا یہ کہنا کہ ”دیکھو اس نے داڑھی رکھ کر ایسا کیا ہے“ اس کیلئے ایک شدید تازیانہ کا حکم رکھتا ہے اور وہ مارے ندامت کے پانی پانی ہو جاتا ہے لیکن جہاں تک داڑھی منڈانے والوں کا تعلق ہے انہیں رائے عامہ کے اس قسم کے محاسبہ و رد عمل کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا وہ نہایت آزادی و بے باکی کے ساتھ ہر قسم کے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں چنانچہ ہر بری سے بری مجلس میں انہیں

دیکھا جاسکتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ قتل و اغواء، زنا و شراب، موسیقی و ڈانس، بلیک و سملنگ، غنڈہ ازم، وٹڈی ازم اور چٹکوں سینماؤں جواہ خانوں اور جیلوں کا سلسلہ و کاروبار انہیں خلاف شرع داڑھی کترانے منڈانے والوں کے دم قدم سے چل رہا ہے۔ داڑھی والے بیچارے چاہے موجودہ تعلیم یافتہ و روشن دماغ حضرات کی نظر میں کتنے ہی مطعون و قصور وار سہی بہر حال یہ حقیقت ہے کہ یہ بیچارے اس ”فرنگی کھیت“ کے بیل نہیں اور ان کا دامن ان جرائم و ناپاک افعال سے عموماً پاک ہے اور اگر کوئی متشرع داڑھی والا شخص واقعی کسی ایسے فعل میں ملوث پایا جائے تو وہ شاذ و نادر ہونے کے باعث یقیناً کسی گنتی و شمار میں نہیں ہے اگر ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ ان حقائق پر غور کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ شریعت و سنت کے مطابق داڑھی رکھنا صرف ایک حکم شرعی ہی کی تعمیل نہیں بلکہ اصلاح معاشرہ، جرائم کے سدباب اور ملک و ملت کی اصلاح کے لئے بھی ایک نہایت مفید و اہم و ضروری چیز ہے۔

چھٹی وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ سابقاً گزرا داڑھی حضور ﷺ کی نہایت محبوب و عظیم الشان سنت ہے جس پر آپ نے تمام عمر عمل فرمایا اور کبھی ایک مرتبہ بھی اسے ترک نہیں کیا اور ہر مسلمان کے لئے آپ کی سنت پر عمل کرنا بجائے خود نہایت ضروری و باعث سعادت ہے اور ترک سنت سخت محرومی و بے نصیبی اور ناراضگی کا موجب ہے۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

من لم يعمل بسنتی فلیس منی

جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں

من خالف سنتی فلیس منی

جو میری سنت کا خلاف کرے وہ میرے زمرہ سے نہیں

من اخذ بسنتی فهو منی ومن رغب عن سنتی فلیس منی

”جو میری سنت اختیار کرے وہ میرا ہے اور جو میری سنت سے منہ

پھیرے وہ میرا نہیں“۔ (ابن ماجہ، خطیب و ابن عساکر)

نیز فرمایا: ستۃ لعنتہم ولعنہم اللہ تعالیٰ

یعنی ”چھ شخص ایسے ہیں جن پر میں نے بھی لعنت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے

بھی لعنت فرمائی اور ان چھ شخصوں میں سے ایک وہ ہے جو تارک سنت ہے“۔

(مشکوٰۃ شریف)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا حضور کی خوشنودی و قرب کا

باعث ہے اور آپ کی سنت سے روگردانی اور اس کا ترک و مخالفت آپ کی ناراضگی

و دوری اور خدا و رسول کی لعنت کا باعث ہے اور جب امت میں بدعات و فتنہ و فساد

کا زور ہو سنت سے بے رغبتی و روگردانی اور آزادی و بے عملی عام ہو اس وقت سنت

پر عمل کی تاکید و اہمیت اور بڑھ جاتی ہے اور فضیلت و اجر و ثواب میں بہت اضافہ

ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شہید۔

جس نے امت میں فساد و بگاڑ کے وقت میری سنت پر عمل کیا اس کے

لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

نیز فرمایا ”من احیا سنتی فقد احیانی و من احیانی کان معی فی الجنة

(یعنی) جس نے میری سنت کو زندہ کیا (جو لوگوں کی بے رغبتی و بد عملی کی

وجہ سے مرچکی تھی) تحقیق اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (شفا شریف)

اللہ اکبر! غور فرمائیے۔ رسول پاک ﷺ نے اپنی امت کو اپنی سنت پر عمل پیرا ہونے کی طرف کن الفاظ و کس انداز میں متوجہ فرمایا ہے۔ امتی کہلانے کے باوجود جس شخص کے دل میں اب بھی بدعت سے نفرت، سنت سے محبت اور عمل کا جذبہ پیدا نہ ہو اور وہ اس پر فتن و مغرب زدہ دور میں بھی سنت پر عمل کی بجائے بدعت کا بازار گرم اور انگریز کا نشان قائم رکھے اور داڑھی شریف و حضور کی دیگر پیاری سنتوں اور نورانی طریقوں سے غافل و اتنے بڑے اجر و ثواب سے محروم رہے۔ آہ اس ٹھکی کتنی بے نصیبی ہے اور وہ کتنا سخت دل مردہ ضمیر و بے ذوق انسان ہے

۔ مرمرا باور نمی آید ز روئے اعتقاد
ایں چنین بدکردن و دین پیہر داشتن

ایضاً

۔ غلام مصطفیٰ ہو کر پرستار خدا ہو کر
مسلمان بندۂ اصنام کیوں ہے، ہم نہیں سمجھے

فرنگی صورت سے سرکار کی کراہت:

سیرت حلبیہ وغیرہ میں منقول ہے کہ سگ ایران پرویز لعین کی طرف سے دو مجوسی بطور سفیر سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونوں داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ سرور عالم ﷺ کو ان کی طرف نظر فرماتے کراہت و نفرت محسوس ہوئی اور فرمایا ”خرابی ہو تمہارے لئے کس نے تمہیں

اس کا حکم دیا“ وہ بولے ”ہمارے خسرو پرویز نے“۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ”لیکن مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم دیا ہے“۔

مسلمان اس بات کو یاد رکھیں کہ وہ دونوں مجوسی اس وقت تک نہ اسلام لائے تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور ﷺ نے ان کی صورت دیکھنے سے نفرت فرمائی تو جو مسلمان حضور کے طریقہ و احکام کے برعکس داڑھی منڈائے اور حضور کے خلاف وانگریزوں مجوسیوں کے موافق ایسی گندی و مکروہ صورت بنائے وہ کس قدر حضور ﷺ کی کراہت و بیزاری کا باعث ہوگا۔ آدمی جس حال پر مرتا ہے اس حال پر اٹھتا ہے اگر روز قیامت حضور ﷺ نے یہ انگریز و مجوس کی صورت دیکھ کر نگاہ فرمانے سے نفرت و کراہت فرمائی تو یقین جان کہ تیرا ٹھکانہ کہیں نہ رہا۔ مسلمان کی پناہ امان نجات رستگاری جو کچھ ہے ان کی نظر رحمت میں ہے۔ اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر کرتے کراہت و نفرت فرمائیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

حشر دہاڑے ٹٹ جاوے گی آکڑتے مغروری

جیکر پاک نبی فرمایا تو نہیں امت میری

بعض لوگ انتہائی جرأت و بیباکی کے ساتھ شریعت و سنت پاک کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور عملی طور پر سراپا مخالف اسلام ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ”ہمیں حضور شفاعت فرما کر بخشوالیں گے“ جہاں تک حضور ﷺ کے شفاعت فرمانے کا تعلق ہے یہ حق ہے اور اپنی جگہ بالکل صحیح ہے اور حضور ﷺ مختار ہیں کہ جس کی چاہیں شفاعت فرمائیں لیکن ایسا کہنے والوں کو یاد رکھنا چاہیے

کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ من ترك سنتي لم ينل شفاعتي جس نے میری سنت کو ترک کیا وہ میری شفاعت سے محروم ہے (ردالمحتار، جلد ۱، ص ۷۷)۔
 اگر حضور ﷺ نے ان لوگوں سے جنہوں نے ہماری زندگی اسلام کے خلاف و انگیزی فیشن و رسم و رواج کے مطابق گزاری ہے اپنی اطاعت و پیروی اور اسلامی تعلیمات پر عمل کا مطالبہ کیا اور ان کی فرنگیانہ شکل و صورت غیر اسلامی زندگی و خلاف شرع حرکات سے نفرت و بیزاری کا اظہار فرمایا تو پھر ان کا جواب و ٹھکانا کیا ہوگا۔؟ ایسے لوگوں کو شفاعت کے متعلق یہ دعوے کرنے سے پیشتر آئینہ میں صورت اور گریبان میں منہ ڈال کر یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ حضور کو کیا منہ دکھائیں گے آپ کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہے۔ یہ حضور ﷺ کے کتنے وفادار فرمانبردار ہیں اور آپ کی شفاعت و آپ کے متعلق کوئی دعویٰ کرنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔ بزرگان دین کا تو یہ طریقہ ہے کہ کامل اطاعت و عبادت کے باوجود اپنے کو ناقص خیال کرتے اور حضور ﷺ کے متعلق کوئی دعویٰ کرنے اور آپ کو منہ دکھانے سے شرم محسوس فرماتے ہیں۔ لیکن آج کل یہ طریقہ ہے کہ زمانہ حاضر کا مسلمان غلامی لندن و امریکہ کی کرتا ہے اور ”تنخواہ“ مکہ مدینہ سے چاہتا ہے۔

ترسم بکعبہ نرسی اے اعرابی

کیں راہ کہ تومی روی ہترکستان است

ایک عبرتناک واقعہ:

ایک بار سفیر ایران شاہ دہلی کے پاس آیا۔ مرزا بیدل کا صوفیانہ کلام پڑھ کر لوگ انہیں قطب سمجھتے تھے۔ بادشاہ کے دربار میں سفیر ایران آیا تو مرزا کا

تعارف بھی کرایا گیا۔ داڑھی خشکی تھی سفیر نے کہا ”آغا ریش می تراشی“ داڑھی کتراتے ہو؟ مرزا نے کہا۔ ریش می تراشم لیکن دل کسے نمی خراشم میں داڑھی تو کتراتا ہوں لیکن کسی کا دل نہیں دکھاتا۔ سفیر نے کہا ”بلے دل رسول اللہ می خراشی“ آپ کہتے ہیں کہ میں کسی کا دل نہیں دکھاتا حالانکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی و خلاف شرع فعل کے باعث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھاتے اور آپ کو صدمہ پہنچاتے ہیں۔ مرزا بیدل نے یہ سن کر اپنی غلطی کو محسوس کیا اور سر نیچا کر لیا۔ پھر گھر گئے تو شرمندگی کے باعث تین دن تک باہر نہ آئے۔

کاش! آج کل کا آزاد فیشن ایبل مدعی اسلام اس واقعہ سے عبرت حاصل کرے اور سوچے کہ جب باپ کو بیٹے استاد کو شاگرد افسر کو ماتحت ملازم کی نافرمانی اور خلاف ورزی سے صدمہ و ناراضگی ہوتی ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امتی کہلانے والوں کی نافرمانی بے راہ روی فیشن پرستی و مغرب زدگی سے صدمہ و افسوس نہیں ہوتا ہوگا؟ کہ مسلمان کہلا کر اور میرا کلمہ پڑھ کر کس طرح اسلام کو مسخ کر رہے ہیں اور اپنی خواہشات و انگریز و شیطان کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ کاش! مسلمان کہلانے والے اس حقیقت کو سمجھیں اور اپنے نفس کی خوشنودی و غیروں کی غلامی کی بجائے اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی و غلامی اختیار کریں اور ان خلاف شرع حرکات و بدحرکات سے توبہ کریں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانے اور آپ کو صدمہ پہنچانے کا باعث ہیں کس قدر غضب و ظلم اور شرم و افسوس کا باعث ہے کہ امتی اپنے نفس کی خوشنودی کے لئے اپنے اس رسول کو صدمہ پہنچائے اور ناراض کرے جس نے ہمیشہ امت کی بھلائی و خیر خواہی فرمائی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہماری اس مختصر تقریر سے واضح ہو گیا کہ اہل اسلام کے لئے واڑھی بڑھانا نہایت اہم ضروری ہے اور واڑھی منڈانا کترانا کئی وجوہ سے ممنوع و ناجائز و حرام ہے اب ایک طرف واڑھی کی یہ اہمیت ملاحظہ فرمائیے اور دوسری طرف موجودہ مسلمانوں کی روش اور حالات حاضرہ کی رفتار دیکھئے کہ لوگ اس سلسلہ میں بالخصوص کتنے آزاد و بیباک واقع ہوئے ہیں کہ خود واڑھی رکھنا اور اس حکم شرعی کی تبلیغ و احترام کرنا تو درکنار دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے سے روکتے اور پوری شدت کے ساتھ باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور مردوں کے علاوہ عورتیں بھی اس جنگ میں برابر کی شریک ہوتی ہیں اور نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ اگر کوئی نوجوان اپنے دینی جذبہ کے تحت واڑھی رکھ لیتا ہے تو گھر باہر والے اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں سکول کالج دفتر کارخانہ وغیرہ میں اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور اسے پریشان و بددل کیا جاتا ہے حد یہ ہے کہ واڑھی والے نوجوان سے رشتہ ناطہ کرنے میں بھی عار سمجھی جاتی ہے اور اگر کسی نوجوان کی واڑھی ہو تو شادی کے موقع پر مردوں عورتوں کی طرف سے بالخصوص اسے واڑھی منڈانے پر زور دیا جاتا ہے اور یہ سب کچھ دعویٰ اسلام کے ساتھ کیا جاتا ہے اس ماحول میں کوئی ایک مرد مجاہد ہوتا ہے جو واڑھی کے عمل پر قائم رہے ورنہ کئی نوجوان لوگ یہ صورتحال دیکھ کر میدان چھوڑ جاتے ہیں اور اللہ و رسول جل جلالہ و حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرنے اور شرم کرنے کی بجائے ایسے واہیات و بے لگام لوگوں سے خواہ مخواہ شرمندہ و مرعوب ہو جاتے ہیں اور واڑھی منڈا کر اس عظیم حکم شرعی کو لوگوں کی خواہشات و خرافات پر قربان کر دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمیں نہایت افسوس و دلسوزی کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ عوام و معاشرہ میں رسول پاک ﷺ کے احکام و شریعت و سنت سے اتنی شدید بیزاری و بیباکی اور معاذ اللہ نفرت و حقارت کے باوجود علماء عام طور پر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور انہوں نے نماز، جماعت، واڑھی، پردہ، حیاء و تقویٰ وغیرہ روزمرہ کے اہم و ضروری اور عملی مسائل کو ترک کیا ہوا ہے اور بڑے بڑے جلسوں اور لمبی لمبی تقریروں میں اصلاح معاشرہ و ان مسائل کے متعلق کچھ سننے کو کان ترس جاتے ہیں اگر علماء اپنے فرائض کو پوری طرح محسوس کرتے اور دیگر مسائل و تقاریر کے علاوہ ان عملی و ضروری مسائل کا بھی اپنے بیان و تقریر میں حصہ رکھتے اور مزاحیہ طریقہ کی بجائے موثر طور پر ان مسائل پر روشنی ڈالتے اور ان مسائل سے لوگوں کی غفلت و بے راہروی پر ان کی گرفت فرماتے تو معاشرہ یقیناً تباہی کا شکار نہ ہوتا۔

فالی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

یاد رہے کہ احکام شریعت و سنت پر عمل نہ کرنا اگرچہ جرم و گناہ ہے جس کے باعث بندہ عذاب و سزا کا مستحق ہوتا ہے لیکن جب تک وہ اپنے کو قصور وار سمجھتا اور ندامت محسوس کرتا ہے محض ترک عمل کے باعث وہ کافر نہ ہوگا لیکن جہاں تک احکام شریعت و سنت کے انکار و استہزاء و نفرت و حقارت اور گناہوں کو حلال سمجھنے کا تعلق ہے اس میں آدمی کے کافر و مرتد ہونے کا خطرہ ہے۔ العیاذ باللہ۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلام و شریعت کے بارے میں منہ زوری و آزادی و بے باکی سے باز آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب و غضب سے ڈریں اور اس سلسلہ میں بڑی احتیاط کریں۔

داڑھی کا وجوب و مقدار:

مذکورہ دلائل کی روشنی میں داڑھی کی شرعی حیثیت و اہمیت واضح اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ داڑھی رسول پاک ﷺ کی سنت دائمہ مستمرہ ہے جس پر آپ کا ہمیشہ عمل رہا اور کبھی اس کا خلاف نہیں ہوا۔ اور شریعت و فقہاء کی اصطلاح میں جو ایسی سنت ہو جسے آپ نے کبھی ترک نہ کیا ہو بلکہ اس کے ترک پر انکار فرمایا جیسے داڑھی نہ رکھنے پر نفرت و کراہت کا اظہار فرمایا ہے تو ایسی سنت وجوب کا درجہ رکھتی ہے علاوہ ازیں عمر بھر عمل کے علاوہ داڑھی کے متعلق آپ کا بار بار تاکید و اٹھ فرمانا بھی اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا جیسے نماز عید و تراویح اور قربانی واجب ہے اسی طرح شرعاً داڑھی بھی واجب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سنت پر عمل کی تاکید و ضرورت و اہمیت کے باوجود واجب کا مرتبہ محض سنت سے زیادہ اور فرض کے قریب ہوتا ہے اس کا چھوڑنا حرام اور بار بار اس حرام کا مرتکب فاسق و مردود الشہادت کہلاتا ہے اس ضروری بات کو ذہن نشین فرمانے کے بعد اس بات کا بھی خیال رہے کہ جس طرح شرعاً داڑھی واجب و ضروری ہے اسی طرح اس کی مقدار و معیار پورا کرنا بھی ضروری ہے اور داڑھی کی طرح اس کی مقدار کی پابندی بھی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے اور اصلی و شرعی داڑھی وہی ہے جو شرعی مقدار پر پوری اترتی ہو اور جو داڑھی اس مقررہ مقدار و شرعی حد سے کم ہے وہ فی الحقیقت اصلی و شرعی داڑھی نہیں ہے۔ اور اپنی مرضی و فیشن کے مطابق اور مقدار شرعی کے مخالف ایسی برائے نام داڑھی رکھنے اور منڈانے والے دونوں برابر کے مجرم و واجب کے تارک اور حرام

کے مرتکب ہیں۔ باقی رہی داڑھی کی مقدار تو وہ ہے ایک قبضہ ٹھوڑی کے نیچے ایک مشت یعنی چار انگل۔ مٹھی بھر داڑھی کی مقدار پوری کرنا واجب ہے۔ چنانچہ داڑھی کے متعلق رسول پاک ﷺ کے جوار شادات مبارکہ مذکور ہوئے ہیں ان میں صرف داڑھی رکھنے کا حکم نہیں بلکہ داڑھی بڑھانے کا امر ہے اور اس سلسلہ میں جو پہلی حدیث مذکور ہوئی اس میں حدیث کے ایک جلیل القدر راوی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق بخاری شریف کے حوالہ سے یہ گزر چکا کہ آپ ٹھوڑی کے نیچے سے داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر چار انگل سے زائد بال کاٹ دیا کرتے تھے۔

حدیث کی روایت کے بعد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس عمل سے بیان فرما دیا کہ حدیث میں داڑھی بڑھانے کا جو حکم ہے اس کی مقدار و حد ایک مشت ہے لہذا جس طرح حدیث شریف سے داڑھی کا وجوب و حکم ثابت ہوا اسی طرح اس کی شرعی حد و مقدار بھی معلوم و مقرر ہو گئی۔

کتبِ اصول میں مذکور ہے کہ جب حدیث میں تعین نہ ہو اور صحابی اپنے فعل سے اپنی روایت کردہ حدیث کی تحدید کر دے تو اس کا یہ فعل حدیث کی اصل مراد قرار دیا جائے گا۔ یہاں بھی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داڑھی بڑھانے کے متعلق حدیث کے راوی ہیں اور انہوں نے اپنے عمل سے منشاء رسالت کو ظاہر فرما دیا جس سے یک مشت داڑھی کا وجوب و ثبوت واضح ہو گیا

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب و مسلک بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت و عمل کے مطابق ہے۔ چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار میں مروی ہے

اخبرنا ابو حنیفہ عن الہیثم عن ابن عمر انه كان يقبض
على لحية ثم يقص ماتحت القبضة وقال محمد و به ناخذ وهو قول
ابی حنیفہ

یعنی ”امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہیشم سے روایت فرمائی کہ
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر چار انگل سے زائد بال
کاٹ دیتے تھے۔ حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ اس حدیث پر ہمارا عمل ہے اور یہی
امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے۔“

تفسیر روح البیان میں ہے:

ولا بأس باخذ الزائد علی القبضة من اللحية لانه علیہ
السلام كان یاخذ من لحية طولا و عرضا اذا زاد علی قدر القبضة
یعنی ”داڑھی کے ایک مشت سے زائد بال تراشنے میں کوئی حرج نہیں
کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک ایک مٹھی کی مقدار سے بڑھ جاتی تھی تو
آپ طول و عرض سے کچھ تراش دیتے تھے۔“ (روح البیان جلد ۱، ص ۲۲۲)

تنویر میں ہے ”حضرت عمرو ابن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا
سے روایت فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک ایک مشت سے لمبی
ہو جاتی تو آپ مٹھی سے زائد بال طول و عرض سے تراش دیتے تھے۔“

(یعنی شرح بخاری)

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وخلق کردن لحيه حرام است وروش افرنج و ہنود و جو القیاں است کہ ایساں

راقلندریہ گویند و گذاشتن آن بقدر قبضہ واجب است
یعنی داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندروں کا طریقہ
ہے اور بقدر قبضہ یعنی ایک مشت تک داڑھی بڑھانا واجب ہے۔

(الشعۃ اللمعات جلد ۱، ص ۲۲۸)

در مختار میں ہے: یحرم علی الرجال قطع لحیة۔

مرد کو داڑھی کترانا حرام ہے:

نیز فرمایا: اما الاخذ منها وہی دون ذالك كما يفعله بعض
المغاربة و منحنثه الرجال فلم یجہ احد و اخذ کلها فعل یهود الهند و
مجوس الاعاجم

یعنی داڑھی ایک مشت سے کم رکھنا اور کترانا جیسا کہ بعض مغربی و محنت
کرتے ہیں کسی کے نزدیک بھی حلال نہیں۔ اور داڑھی بالکل منڈا دینا یہ ہند کے
یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا طریقہ ہے (جو بدرجہ اولیٰ ناجائز و حرام ہے)

مذکورہ احادیث و روایات اور ائمہ دین و فقہاء کرام کی تصریحات کی روشنی
میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ایک قبضہ یعنی مشت بھر داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے اور
اس میں کمی کرنا اور اس شرعی مقدار و حد سے کم داڑھی کترانا منڈانا ممنوع و ناجائز
و حرام ہے اور اس شرعی مقدار و حد پر سب کا اتفاق ہے۔ احادیث اور روایات و
سوانح میں حضور ﷺ حضرات صحابہ کرامؓ تابعینؓ و ائمہ مجتہدینؓ علماء اعلام و اولیاء
کرام کی نورانی داڑھیوں کی جو کیفیت مذکور ہے اس سے بھی ایک مشت داڑھی کا

ثبوت ملتا ہے اور احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا داڑھی شریف کو خلال و کنگھا کرنا مذکور ہے یہ بھی داڑھی مبارک کے ایک مشتم و بڑا ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ برائے نام چھوٹی چھوٹی داڑھیوں میں کنگھا و خلال کرنے کی نہ ضرورت پڑتی ہے اور نہ ایسا متصور ہوتا ہے یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلاف حد شرع داڑھی منڈانے کترانے والے صرف داڑھی ہی کی سعادت سے محروم نہیں بلکہ داڑھی میں کنگھا و خلال کرنے کی سنت سے بھی محروم ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

الحاصل جب یہ ثابت ہو گیا کہ حد شرعی یعنی ایک قبضہ سے کم داڑھی منڈانا کترانا شریعت و سنت کے خلاف اور ممنوع و ناجائز و حرام اور ایک مشتم داڑھی رکھنا واجب ہے تو اب اس پر غور کرنا چاہیے کہ شرعاً واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ اور اس پر اصرار اس کا بار بار ارتکاب گناہ کبیرہ ہوتا ہے اور ایسا کرنے والا فاسق کہلاتا ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔

الفسق فی اللعۃ الخروج وفی الشریعت الخروج عن الطاعة اللہ بارتکاب الکبیرہ الی من جملتها الا صرار علی الصغیرہ یعنی فسق لغت میں خروج کو کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے اللہ کی اطاعت سے نکلنے کا نام فسق ہے اور صغیرہ گناہ پر اصرار اس کا بار بار ارتکاب بھی گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔ جب یہ طے ہو گیا تو اب اس میں کوئی شبہ نہ رہا کہ حد شرعی یعنی ایک مشتم سے کم داڑھی کترانے و منڈانے والے لوگ شریعت کی اصطلاح میں فاسق کہلاتے ہیں لہذا اب فاسق کے متعلق بعض احکام ملاحظہ فرمائیں۔

شرعاً فاسق کی شہادت مردود و ناہم عمر ہے بلکہ اگر وہ توبہ کرے تب بھی جب

تک اس پر توبہ کے آثار ظاہر نہ ہوں اس کی شہادت نامقبول ہے۔ ردالمحتار میں ہے
 الفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته ما لم يحض على زمان يظهر التوبة
 فاسق کی اذان مکروہ ہے اگر وہ اذان کہے تو اس کا اعادہ کیا جائے۔

(بہار شریعت بحوالہ درمختار)

کئی جگہ داڑھی منڈانے کترانے والے اذان و اقامت کہتے ہیں انہیں اس سے روکنا
 اور اذان لوٹانا چاہیے اور کسی پابند شریعت و تابع سنت سے اذان و اقامت کہلانا چاہیے۔
 فاسق کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس کا
 لوٹانا واجب ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار)

یہ خیال رہے کہ صرف داڑھی کترانے منڈانے والے کے پیچھے نماز
 پڑھنے والے ہی کی نماز مکروہ نہیں ہوتی بلکہ ایسے فاسق کی اپنی نماز بھی مکروہ ہوتی
 ہے کیونکہ مقتدی کی نماز جہی خراب ہوتی ہے کہ امام کی نماز میں نقص ہو اور اگر امام
 کی نماز درست ہو تو مقتدی کی نماز میں بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ لہذا امام سنی
 بریلوی صحیح العقیدہ اور شکل و صورت وغیرہ کے لحاظ سے بھی پابند شریعت اور تابع سنت
 ہونا چاہیے اور ایسے لوگوں کو اس فسق سے جلد توبہ کرنی چاہیے تاکہ کم از کم ان کی اپنی
 نمازیں تو پوری طرح صحیح و درست قرار پائیں۔

فاسق کی تعظیم و اعزاز شرعاً ممنوع و ناپسندیدہ ہے اور اس کی امامت بھی
 اسی لئے مکروہ ہے کہ اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم پائی جاتی ہے اور فاسق اپنی
 نافرمانی اور غیر شرعی حرکات کے باعث شرعاً تعظیم کے لائق نہیں۔ ردالمحتار میں ہے

اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه و

بان فی تقدیمہ الامامة تعظيمة وقد وجب عليهم اهانتہ شرعاً

اور حدیث پاک میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اذا مدح الفاسق غضب الرب تعالیٰ واهتزاله العرش

یعنی جب فاسق کی تعریف و مدح کی جائے تو رب تعالیٰ مدح کرنے

والے پر ناراض ہوتا ہے اور فاسق کی مدح کے باعث عرش کانپ جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۴)

لہذا فاسق کی نافرمانی اور خلاف شرع حرکات کے باعث اس کے ساتھ

دلی محبت اور اس کی تعظیم و اعزاز سے بچنا چاہیے۔ اس حدیث پاک سے ان علماء کو

بھی عبرت حاصل کرنا چاہیے جو مساجد و دینی اجلاس و مجالس میں علماء و مشائخ کی

موجودگی میں فاسق و غیر متشرع دنیا دار مالدار لوگوں کو صدارت پیش کر کے ان کی

تعظیم و اعزاز کرتے اور ان کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں اس قسم کے علماء کی یہ

ایسی غلط اور ناپسندیدہ حرکت ہے کہ جس پر ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے بھی

بدیں الفاظ اظہارِ نفرین فرمایا ہے کہ

وهذا هو الداء العضال الاكثر العلماء والشعراء والقراء

المرائین مخازمانا۔ (المرقات)

علاوہ ازیں اس حدیث پاک کی روشنی میں یہ بھی اندازہ فرمائیے کہ جب

فاسق کی تعظیم و مدح شرعاً ناپسندیدہ و رب تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے تو ظالم و

کافر و مرتد کی تعظیم و مدح کتنی ناپسندیدگی و ناراضگی کا موجب ہوگی۔ آہ! افسوس

کتنے ہی لوگ ان مسائل سے غافل و بے پرواہ ہیں انہیں تنگ نظری اور دقیانوسیت

سے تعبیر کرتے ہیں اور محض ان شرعی مسائل کے اظہار پر علماء ربانی کو ترچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں حالانکہ وہ اپنے نافرمان و دشمن و بے ادب کو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ **غالی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ**

یاد رہے کہ فاسق کے متعلق جو یہ شہادت اذان و امامت و تعظیم کے مسائل بیان ہوئے ہیں یہ ہر فاسق و حد شرع کے خلاف داڑھی کترانے منڈانے والے کو عام ہیں چاہے وہ مالدار و ذی اقتدار ہو سید صاحب و نام نہاد مولوی و عالم حافظ قرآن اور صوفی و پیر ہو جو بھی اس جرم و حرام و فسق کا مرتکب ہوگا اس کو یہ حکم شامل ہوگا۔ **والعیاذ باللہ تعالیٰ**

مخلصانہ گزارش:

حد شرعی سے کم داڑھی کترانے منڈانے والے بھائیو! آخر تم مسلمان کہلاتے ہو اپنی اسلامی ذمہ داری کا احساس کرو۔ اسلام کو صرف زبانی جمع خرچ کا ذریعہ نہ بناؤ عملی طور پر بھی اس کو اپناؤ اور اختیار فرماؤ۔ اور اپنی شکل و صورت، لباس و کردار، اخلاق و اعمال کو بھی اسلام اور ہادی اسلام ﷺ کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالو۔ داڑھی کے متعلق شرعی مسائل و فسق و فاسق کے الفاظ و احکام سے ناراضگی محسوس نہ کرو۔ انہیں معمولی و پرانی باتیں سمجھ کر ہنسی مذاق میں ٹالنے کی کوشش نہ کرو۔ دیکھو محض نفسانی خواہش انگریزی فیشن بیوی کی خوشنودی غیر شرعی ماحول و بعض دیگر وجوہ دنیوی مفاد کی بناء پر داڑھی منڈانے کترانے کے باعث شریعت اسلامیہ تمہیں فاسق قرار دے رہی ہے دنیوی طور پر چاہے تم کتنے ہی مالدار

واقفدار کی اعلیٰ کرسی پر فائز ہو، عزت مآب و دولت مآب کہلاتے ہو، دنیا میں تمہاری کتنی ہی عزت و شہرت ہو لیکن اپنے اس فسق و نافرمانی اور سرکشی کے باعث خدا و رسول و شریعت مطہرہ کے نزدیک تم اتنے محروم بے وقعت اور غیر ذمہ دار و نامقبول ہو کہ شرعی تمہاری شہادت اور گواہی مردود ہے۔ تم منصب امامت کے لائق نہیں ہو اذان و اقامت کے قابل نہیں ہو۔ تعظیم و اعزاز کے مستحق نہیں ہو۔ ان باتوں پر ناراض نہ ہو بلکہ ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ ان پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رسول پاک ﷺ سے شرم محسوس کرو۔ مسلمان ہو کر فاسق نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقِ بَعْدَ الْإِيمَانِ۔ کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔ لہذا اس خلاف شرع داڑھی کترانے منڈانے اور ہر قسم کے گناہ و حرام اور فسق و فجور سے توبہ کرو اور مومن صالح مسلمان فرمانبردار نیکو کار پرہیزگار اور تابع سنت و شریعت بنو تا کہ تمہیں دنیا و آخرت میں سرخروئی، عزت، بزرگی اور برکت حاصل ہو۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔

بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے“

مسئلہ:

چونکہ داڑھی منڈانا کترانا شرعاً حرام و گناہ ہے اس لئے اس خلاف شرع کام کے لئے اوزار و سامان بنانا اس کی خرید و فروخت کرنا حجاموں کا لوگوں کی داڑھیاں موٹنا کترنا۔ شخصی کرنا اور ایسی کمائی کمانا بھی حرام و گناہ ہے کیونکہ حرام و گناہ کا ذریعہ بھی حرام اور گناہ و خلاف شرع حرکات پر کسی کی امداد و اعانت کرنا بھی

ممنوع و ناجائز ہے۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔
گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

مسئلہ:

جیسا کہ داڑھی کی حد شرعی ایک قبضہ ہے اسی طرح مونچھوں کی مقدار بھی مقرر ہے بڑی بڑی مونچھیں رکھنا سخت ممنوع ہے اور مونچھوں کا بالکل صفایا کرنا اور مونڈنا بھی درست نہیں ہے۔ تحقیق یہی ہے کہ مونچھوں کا کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائے۔ یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ سے بال نہ لٹکیں۔ (اور مونچھوں کے بالوں سے بالائی ہونٹ کی سرخی و کنارہ پوشیدہ نہ ہو) در مختار وغیرہ۔ فتاویٰ جمادیہ میں منقول ہے کہ عن ابی حنیفہ مقدار الشارب مقدار الحاجب یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مونچھوں کی مقدار ابرو کی مقدار کے برابر ہونی چاہیے۔

مسئلہ:

نیچے کے ہونٹ کے دونوں طرف کے بال اکھیڑنا بدعت ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ردالمحتار میں ہے۔ نتف الفنبکین بدعة وہی جانب العنفة وہی شعر الشفة السفلی کذا فی الغرائب“

تبلیغ و جہاد:

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا عنی ولو اية (الحديث)

یعنی حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری طرف سے میری امت کو تبلیغ کرو اگرچہ ایک ہی آیت و حکم شرعی ہو۔ (بخاری شریف)

عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذاك اضعف الايمان۔

یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے مسلمانو!) تم میں سے جو شخص کوئی برائی و خلاف شرع بات دیکھے تو چاہیے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے روک دے (اور بزور طاقت اس کو نیست و نابود کر دے) اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو چاہیے کہ اس کو زبان سے روکے (اور اس برائی کے خلاف احتجاج کرے اور آواز اٹھائے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو چاہیے کہ اس برائی کو دل سے ناپسند کرنے۔ اس سے علیحدہ رہے اور بشرط ہمت و طاقت اس کو روکنے کا ارادہ رکھے اور یہ ایمان کا ضعیف مرتبہ ہے۔ (مشکوٰۃ مع اشعۃ اللمعات)

عن عبداللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ فالامام الذی علی الناس راع و هو مسئول عن رعیتہ والرجل راع علی اهل بیتہ و هو مسئول عن رعیتہ والمرئۃ رعیتہ علی بیت زوجها وولدہ وہی مسئولة عنهم وعبدا الرجل راع علی مال سیدہ و هو مسئول عند التکلک راع و کلکم مسئول عن رعیتہ

یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو کہ تم سب (اپنے حلقہ اثر میں) صاحب رعیت حاکم و محافظ ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائیگا۔ مرد اپنے اہل خانہ (بیوی و اولاد وغیرہ) پر حاکم ہے اور اسے اپنے گھر کی رعیت کے متعلق پوچھا جائیگا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی حاکم و محافظ ہے اور اسے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آدمی کا غلام اور نوکر اپنے آقا و مالک کے مال و اسباب کا نگران و محافظ ہے اور اسے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خبردار تم میں سے ہر ایک صاحب رعیت حاکم ہے اور اپنی رعیت کے متعلق جوابدہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اشعۃ اللمعات میں اس حدیث شریف کے تحت مذکور ہے کہ بزرگان دین نے فرمایا کہ جس طرح حدیث پاک میں مختلف لوگوں کے متعلق ارشاد ہے اس طرح ہر مرد و عورت بجائے خود اپنے جسم و اعضاء کا حاکم و محافظ ہے اور ہر ایک سے اپنے جسم و اعضاء کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ کہ اس نے اپنے اعضاء و جسمانی قوتوں (ہاتھ، آنکھ، پاؤں، کان، ناک، زبان اور شرمگاہ) کو جائز و ناجائز طور پر کس طرح اور کہاں کہاں استعمال کیا ہے اور کس طرح ان کی حفاظت و نگرانی کی ہے۔

مذکورہ تینوں ارشادات مبارکہ اور احادیث شریفہ کی روشنی میں ہر مسلمان پر اپنے علم و حیثیت طاقت و استطاعت اور علاقہ و رعیت کے لحاظ سے تبلیغ و جہاد خلاف شرع حرکات کے سدباب، برائی و جرائم کی روک تھام، ہدایت و حفاظت اور اصلاح معاشرہ و درستی احوال کو لازمی و ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ حکم ایک صدر و بادشاہ سے لے کر ایک مجرد انسان و مرد فقیر تک ہر مسلمان مرد و عورت پر عائد

ہوتا ہے۔ مگر افسوس کہ اس حکم کی جتنی زیادہ تاکید و اہمیت ہے آج کل مسلمان اتنے ہی اس سے ناواقف و غافل اور آخرت کی جوابدہی سے بے خوف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرہ و اسلامی ممالک میں ذہنی آوارگی پیدا کی و بے راہروی، جہالت و فحاشی، بے حیائی و حرام کاری، دن بدن عام ہے جرائم و برائیوں کا سلسلہ خوفناک و شرمناک حد تک بڑھ چکا ہے اور عملی و اخلاقی لحاظ سے معاشرہ بالکل تباہی و بربادی کے قریب آ گیا ہے۔ پہلے مسلمانوں کی دینداری و پرہیزگاری، پابندی شریعت، اتباع سنت، خوف خدا و معاشرہ کی پاکیزگی کا یہ عالم تھا کہ کافر بھی مسلمانوں کے جذبات و اسلامی شعار کا احترام کرتے تھے اور آج یہ حالت ہے کہ خود مسلمان کہلانے والے دیندار و پرہیزگار مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ان کے جذبات سے کھیلتے اور اسلامی شعائر و تعلیمات کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں اور یہ صرف اس لئے کہ معاشرہ کی گرفت ڈھیلی ہو چکی ہے۔ اسلامی تعلیم و تبلیغ ایمانی غیرت و دینی تڑپ اور مذہبی جذبہ مفقود ہو گیا ہے اور نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ کئی جاہل و بیباک ”برے کو برانہ کہو اور کافر کو کافر نہ کہو“ کی آواز بلند کر کے کفر و برائی سے نفرت کا جذبہ بالکل ختم کر دینے کے درپے ہیں اور نہیں جانتے کہ جب تک کفر و برائی سے نفرت کا جذبہ نہ ہو اس وقت تک کفر و برائی سے بچنا اور ایمان و تقویٰ کی حفاظت کرنا مشکل ہے۔

صورتحال یہ ہے کہ وطن عزیز پاکستان کے اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے کے باوجود قانونی طور پر اسلام و دینداری کے تحفظ اور بگاڑ و فساد کے سرچشموں کی تباہی کے لئے کوئی احساس و کوشش نہیں ہے اور لادینیت، مغربیت

بے راہروی و بداخلاقی کو زیادہ سے زیادہ فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ والدین کا اپنی اولاد پر کوئی کنٹرول نہیں یا انہیں دینی تربیت کا کوئی خیال نہیں عام لوگ آپس میں اپنی ذمہ داریوں سے ناواقف و بے پرواہ ہیں لڑکیوں لڑکوں کے سکولوں میں جو نئی پود پروان چڑھ رہی ہے وہ مسلمان کم اور میم صاحب زیادہ ہے کئی لوگ بظاہر معاشرہ کے بگاڑ عوام کی بے راہروی اور اپنے گناہوں کا احساس کرتے اور اسلام کا وظیفہ پڑھتے نظر آتے ہیں لیکن جہاں تک معاشرہ کی اصلاح ترک گناہ اور عملاً اسلام پر عمل پیرا ہونے کا تعلق ہے اس سے وہ بالکل کورے ہیں بعض لوگ بجائے خود تو کچھ نہ کچھ اسلام پر عمل پیرا ہیں لیکن ان کی نیکی اور تقویٰ و شرافت صرف ان کی ذات تک محدود ہے وہ لوگوں کو گمراہی کی طرف جاتے اور اسلام و شریعت کی خلاف ورزی کرتے اور گناہوں میں مستغرق ہوتے دیکھتے ہیں لیکن ٹس سے مس نہیں ہوتے اور یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ ہر ایک نے اپنی قبر میں جانا ہے ہمیں کسی کو کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے ایسے لوگوں کے دل ایمانی غیرت اسلامی درود دینی تڑپ سے خالی نظر آتے ہیں اور تو اور ان کی بیوی بچوں اور ہمنشینوں پر بھی ان کی نیکی و تقویٰ کا کوئی اثر و جھلک نظر نہیں آتی اور بعض ایسے ظالم و بیباک ہیں کہ وہ تبلیغ دین و برائی کی روک تھام کی بجائے اپنی حیا سوز حرکات و غیر شرعی اقدامات و کاروبار سے دینی شعائر کو مٹانے اور برائی کی زیادہ سے زیادہ نشر و اشاعت کرنے میں مشغول ہیں۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون

بہر حال جہاں تک اسلامی ذمہ داری اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی

نیکی کی اشاعت و برائی کی روک تھام کا تعلق ہے اپنی ذات سے لے کر ایک بہت

بڑی سلطنت اور ایک بادشاہ سے لے کر مرد فقیر تک درجہ بدرجہ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنی ذات اور اپنے گھر سے لے کر اپنی پوری سلطنت و مملکت میں دین کی تبلیغ، نیکی کی اشاعت، برائیوں کی روک تھام اور جرائم کا سدباب کرے اور اپنے زیر اثر علاقہ و ملک اور رعیت کی دینی طور پر تربیت کرے اپنی پوری طاقت کے ساتھ اسلامی احکام جاری کرے اور اپنے زیر اثر لوگوں کو برائی و گناہ سے پوری طرح روکے جس شخص نے اپنے اس فریضہ سے غفلت و کوتاہی کی وہ عند اللہ مجرم و جاہدہ ہوگا۔ مسلمان کی شان برائیوں کا ارتکاب اور ان سے مصالحت کرنا نہیں بلکہ برائی کے خلاف جہاد و نیکی کی اشاعت کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے برائی سے صرف دلی نفرت و کراہت کو ایمان کا آخری و ضعیف درجہ بیان فرمایا ہے اور کسی دوسرے کی برائی نفرت و کراہت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ کم از کم آدمی خود برائی کے ارتکاب سے بچے اور برائی کے کاروبار میں شریک و معاون نہ ہو۔ تاکہ برائی سے اس کی دلی نفرت و کراہت کا مظاہرہ ہو۔ جو لوگ اس کے برعکس برائی سے نفرت و کراہت کی بجائے بذات خود برائی کی تحسین و حوصلہ افزائی کرتے، برائی کے کاروبار میں شریک و مددگار ہوتے، اور خلاف شرع رسوم و انگریزی فیشن و نفس کی اتباع میں برائی کو نیکی پر ترجیح دے کر کھلم کھلا برائی کو فروغ دیتے ہیں اور اس بات پر اکتارتے اور اصرار کرتے ہیں ان نام نہاد مسلمانوں کو سوچنا چاہئے کہ اس صورتحال میں ان کے پاس ایمان کا کونسا درجہ باقی رہ گیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ و رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں ان کا کیا عذر ہوگا؟..... اے کاش! مدعیان اسلام اس بات پر غور کریں اور اس حقیقت کو سمجھیں۔

انگریزی بال:

موجودہ دور کا مسلمان فرنگی تہذیب و انگریزی فیشن کا اتنا دلدادہ ہے کہ اس کی حجامت و سر کے بال بھی انگریزی قسم کے ہوتے ہیں اور ان کا نام ہی انگریزی بال و انگریزی حجامت رکھا گیا ہے اور لفظ انگریزی ہی سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ حجامت و اس قسم کے بال شرعی و اسلامی اور سنت کے مطابق نہیں ہیں۔ بلکہ یہ اس کے سراسر برعکس ہیں مگر افسوس کہ اس کھلی ہوئی حقیقت کے باوجود عام مسلمان کہلانے والوں کی حجامت و بال انگریزی ہوتے ہیں اور نوجوان تو نوجوان بوڑھے بوڑھے آدمی اپنے بال انگریزی بنواتے ہیں اور عورتیں اپنے بچوں کی حجامت بنواتے وقت حجام سے کہتی اور کہلواتی ہیں کہ اس کے انگریزی بال بنانا۔ بعض مولویوں اور پیروں کے لڑکے بھی اسی رنگ میں نظر آتے ہیں حالانکہ ایک کامل و سچا مسلمان صرف زبان سے کلمہ پڑھتے وقت ہی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ حجامت بنواتے وقت بھی مسلمان ہوتا ہے اور اس وقت بھی اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کا حلیہ شریفہ و نقشہ مبارکہ اور ہدایت و تعلیم پیش نظر رکھتا ہے۔

کاش! ان انگریزی حجامت بنوانے والے حضرات کو معلوم ہوتا کہ جن کا یہ لوگ کلمہ پڑھتے ہیں انہوں نے انگریزوں، عیسائیوں اور غیروں کے ساتھ مشابہت کرنے اور ان جیسی وضع قطع بنانے سے منع فرمایا ہے۔ ایک لڑکے کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ اس کے انگریزی نما بال ہیں سر کے بعض حصہ کے بال موٹے ہوئے ہیں اور بعض حصہ کے چھوڑے ہوئے ہیں، یعنی موٹے ہوئے نہیں ہیں۔ اس قسم کے بال دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا۔

اخلقوا کلہ او اترکوا کلہ

یعنی یا تو سارے سر کے بال منڈوا دو یا سارے سر کے بال رہنے دو

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۰۸)

اور عملی طور پر اس کا نمونہ اور بال رکھنے اور حجامت بنانے کا طریقہ حضور ﷺ نے اس طرح پیش فرمایا کہ بعض دفعہ سر مبارک منڈا دیا اور اکثر پورے بال شریف رکھے۔ حضور ﷺ کے سر کے بال کبھی نصف کان تک ہوتے تھے کبھی کان کی لوتک اور جب بڑھ جاتے تو شانہ مبارک سے چھو جاتے اور بس۔ لہذا مرد کو اس سے زیادہ لمبے بال رکھنا جیسا کہ بعض سائیں ملنگ اور صوفی کہلانے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو ان کے سینہ پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں اور جوڑے بنا لیتے ہیں یہ خلاف شریعت و سنت اور عورتوں اور سکھوں سے مشابہت کے باعث ناجائز ہے اور اسی طرح انگریزی بالوں کی صورت میں سر پر گھار رکھنا اور ارد گرد سے کترانا منڈوانا بھی شریعت و سنت کے خلاف اور نصاریٰ کی تقلید و ناجائز ہے صحیح اسلامی طریقہ وہ ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا اور جس پر عمل کر کے دکھایا اور اسی پر علماء ربانی بزرگان اسلام و دیندار مسلمانوں کا عمل ہے۔

ٹیرھی مانگ:

انگریزی بالوں کے ساتھ لڑکوں، لڑکیوں میں ٹیرھی مانگ کا رواج بھی دن بدن ترقی پذیر ہے اسی طرح بعض لوگ اپنے بال بالکل سیدھے رکھتے ہیں اور مانگ نہیں نکالتے۔ حالانکہ یہ دونوں طریقے محض شوہنی و فیشن کا نتیجہ اور پیارے

رسالہ مبارکہ ”حک العیب فی حرمة تسوید الشیب“ میں سولہ احادیث و اقوال آئمہ سے اس کی ممانعت ثابت فرمائی ہے۔ البتہ بالوں کی سفیدی کو سرخی و زردی سے بدل سکتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے اس کو پسند کیا ہے۔

زیور و برتن:

سونے یا چاندی کے برتن میں کھانا پینا، ان کی پیالیوں سے تیل لگانا، ان کے عطر دان سے عطر لگانا، ان کی انگلیٹھی سے بخور کرنا، ان کے چمچے سے کھانا، ان کی سلانی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا، ان کے آئینہ میں منہ دیکھنا، ان کی قلم مہروات سے لکھنا، ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا، انکی کرسی پر بیٹھنا، مرد و عورت دونوں کے لئے یہ سب باتیں ممنوع ہیں۔ اسی طرح مرد و عورت کے لئے سونے چاندی کی گھڑی ہاتھ میں باندھنا بلکہ اس میں وقت دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ الغرض عورتوں کو بھی سونے چاندی کے زیور کی اجازت کے علاوہ کسی دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال ناجائز ہے۔ (کذافی کتب الفقہ والا احادیث)

مردوں کے لئے چاندی کی ایک انگوٹھی کے سوا چاندی سونے کے زیور وغیرہ کا استعمال حرام ہے اور ریشم پہننا بھی سخت ممنوع ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا
احل الذهب والحریر للاناث من انشی و حرم علی ذکورھا
یعنی سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال اور مردوں پر حرام
کئے گئے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۵)

لہذا مردوں کو چاہئے کہ وہ سونا اور ریشم کی چیزوں کو ہرگز استعمال نہ کریں اور

عورتوں کو اگر جائز طور پر حلال کمائی سے سونا اور لشم میسر ہو تو وہ پہن کر غیر مردوں کے سامنے نمائش نہ کریں۔

مرد کے لئے جو چاندی کی ایک انگٹھی کی اجازت ہے اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ صرف ایک نگینہ کی ہو اور ساڑھے چار ماشے سے کم ہو۔ (ردالمحتار) مرد کے لئے چاندی کی ایک انگٹھی اور عورت کے لئے سونے چاندی کے زیور کے سوالوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہ دھاتوں کی انگٹھی و زیور مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص پیتل کی انگٹھی پہن کر حاضر ہوئے۔ فرمایا کیا بات ہے؟ تم سے بت کی بو آتی ہے۔ انہوں نے وہ انگٹھی پھینک دی اور دوسرے دن لوہے کی انگٹھی پہن کر حاضر ہوئے۔ فرمایا کیا بات ہے تم پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے اسے بھی اتار دیا اور عرض کی یا رسول اللہ کس چیز کی انگٹھی بناؤں فرمایا چاندی کی اور اس کو ایک مشقال (ساڑھے چار ماشے) پورا نہ کرنا۔ (مشکوٰۃ شریف و ردالمحتار)

جو حضرات ایک سے زیادہ چاندی کی انگٹھیاں پہنے ہوئے ہوں یا ایک سے زیادہ نگینوں والی انگٹھی ان کے ہاتھ میں ہو اسی طرح جو مرد و عورت لوہے پیتل وغیرہ کی انگٹھی جھلے چوڑیاں کانٹے پہنتے ہیں انہیں چاہیے کہ ان ہدایات کے پیش نظر فوراً اتار دیں۔ یاد رہے کہ چونکہ مردوں کو صرف چاندی کی انگٹھی کی اجازت ہے اس لئے انہیں جھلے پہننا بھی ناجائز ہے کیونکہ یہ انگٹھی نہیں عورتیں چاندی کے چھلے بھی پہن سکتی ہیں۔ (بہار شریعت)

چین و زنجیر:

جیسا کہ لوہے پیتل وغیرہ دھاتوں کی انگوٹھی وغیرہ ممنوع و ناجائز ہے اسی طرح گھڑی کی لوہے پیتل وغیرہ دھاتوں کی زنجیر و چین بھی ناجائز ہے جس کا عام طور پر آج کل رواج ہے اور بعض مولوی و پیر صاحبان بھی اس کے مرتکب ہیں۔ حالانکہ انہیں اس سلسلہ میں زیادہ احتیاط چاہیے تاکہ انہیں دیکھ کر عوام بھی اس ناجائز فعل کا ارتکاب نہ کریں۔ ردالمحتار میں ہے ”سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا یا کلائی پر باندھنا منع ہے“۔ صہر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس پر فرماتے ہیں:

بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبے پیتل لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی ہے کیونکہ ان دھاتوں کا بھی پہننا ناجائز ہے اور اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے سے ممانعت ہے جیب میں رکھنا منع نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ص ۵۱)

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”تانبے پیتل کا خلال گلے میں لٹکانا ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلق کے حکم میں ہے۔ ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ہاں ڈور باندھ سکتا ہے۔“ (المملووظ، حصہ سوم ص ۱۷)

مسئلہ:

تانبے پیتل کے تعویذ بھی مرد و عورت دونوں کو مکروہ اور سونے چاندی کے

مرد کو حرام عورت کو جائز۔ (المملفوظ، حصہ سوم، ص ۴)

انگوٹھی پہننے کا طریقہ:

مرد کے لئے مسنون و افضل طریقہ یہ ہے کہ اگر چاندی کی انگوٹھی استعمال کرنا چاہے تو بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی (چھنگلیاں) میں پہنے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھے۔ (مشکوٰۃ شریف مع المرقاۃ)

بعض حضرات اس سے عدم التفات و بے توجہی فرماتے ہیں انہیں چاہئے کہ اس کی احتیاط کریں۔

مسئلہ:

لوہے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی اور چوڑیاں وغیرہ جن کا پہننا مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے ان کا بنانا اور پہننا بھی ممنوع ہے کہ یہ ناجائز کام پر اعانت ہے۔ (عالمگیری وردالمختار) واللہ ورسولہ اعلم

لباس:

آج کل مسلمان جس طرح عموماً اور باتوں میں آزاد واقع ہوئے ہیں اسی طرح لباس کے سلسلہ میں بھی پوری آزادی ولا پرواہی اور بے اعتدالی دیکھنے میں آ رہی ہے حتیٰ کہ معاملہ ”ٹیڈی لباس“ تک آ پہنچا ہے اور ابھی معلوم نہیں یہ سلسلہ کہاں تک پہنچے گا۔ آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا۔ مولیٰ تعالیٰ قوم کے حال پر رحم فرمائے اور انگریزی فیشن وغیر شرعی طریقوں کی بجائے ہر معاملہ میں اتباع شریعت و پیروی سنت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے جیسے شریعت مطہرہ نے دیگر باتوں میں مسلمان کی راہنمائی فرمائی ہے اور اس کی حدود مقرر فرمادی ہیں ایسے ہی لباس کے معاملہ میں بھی مسلمانوں کو پوری پوری ہدایات فرمائی ہیں اور حضرات محدثین نے کتب حدیث میں ”کتاب اللباس“ کے تحت بالا ہتمام حضور سرور عالم ﷺ کے لباس شریف و اس سلسلہ میں آپ کے فرمودات کو جمع فرمادیا ہے اور کتب فقہ میں اس کی تفصیل مذکور ہیں جن میں سے بعض اہم ہدایات یہ ہیں۔

لباس کے معاملہ میں بھی اسراف و تکبر کا مظاہرہ نہ ہو۔ مرد سونا اور ریشم نہ پہنیں۔ اتنے باریک کپڑے نہ پہنے جائیں جن سے بدن کی رنگت جھلکے۔ اور خصوصاً ستر عورت نہ ہو سکے۔ ایسا تنگ اور چست لباس نہ پہنا جائے جس سے اعضاء متشکل معلوم ہوں اور عضو کی پورٹی ہیئت نظر آتی ہو۔ مرد عورتوں والا اور عورتیں مردوں والا لباس استعمال نہ کریں۔ مردوں کا تہبند و پاجامہ ٹخنوں سے اونچا ہو۔ اور عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے اور نیچے ہوں کہ ٹخنے پوشیدہ ہوں اور پاؤں کا زیادہ حصہ چھپ جائے۔ لباس میں بھی غیر مسلموں کا فروں اور فاسقوں فاجروں سے مشابہت نہ ہو۔

حضرات بزرگان دین و سلف صالحین لباس کے معاملہ میں بھی سرور عالم ﷺ کی نورانی اداؤں کو ملحوظ رکھتے تھے اور اس بات پر ان کا پورا پورا عمل تھا کہ

۔ درہمہ اقوال و افعال اے فتی
قبلہ خود ساز خلق مصطفیٰ ﷺ

مگر افسوس کہ آج یہ بات بہت کم پائی جاتی ہے معمولات مصطفوی کی بجائے عموماً

لوگوں نے غیروں کے طریقوں اور فیشنوں کو اپنایا ہوا ہے اور جسے دیکھو خواہش نفس آزادی طبع اور ماحول سے متاثر نظر آتا ہے بعض دینی ”راہنماؤں“ اور ان کی ”اولاد شریف“ پر بھی دینی سادگی، ادائے مصطفوی اور طریقہ سلف صالحین کی بجائے موجودہ ماحول و فیشن کا کچھ نہ کچھ رنگ دیکھنے میں آتا ہے ان لوگوں نے بعض شرعی اصطلاحات و رخصتوں سے غلط فائدہ اٹھایا ہے اور ان کو دیکھ کر عوام اور زیادہ آزاد ہو گئے ہیں۔ **غالی اللہ المشتکی**

ہندو، سکھ، عیسائی انگریز وغیرہ قومیں عام طور پر اپنی تہذیب و معاشرت، وضع قطع اور لباس کو اپنائے ہوئے ہیں مگر ہماری قوم کی اکثریت غیروں کی نقالی کرتی ہے اور اپنی تہذیب و لباس اور وضع قطع کو حقارت و نفرت سے دیکھتی ہے۔ حالانکہ محبت و غلامی کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں اپنے آقا و مولیٰ **صلی اللہ علیہ وسلم** کے فرمودات و معمولات سب سے بڑھ کر محبوب و پسندیدہ ہوں اور ہم جس جگہ جائیں ہماری مخصوص قومی و اسلامی روایات کا مظاہرہ ہونے کا ش! اس طرف قوم کی توجہ ہو اور وہ اس حقیقت کو سمجھ لے کہ

۔ اپنی ملت کا قیاس اقوام مغرب پہ نہ کر

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی (**صلی اللہ علیہ وسلم**)

لباس کے متعلق چند ضروری گزارشات کے بعد اب ہم مختصراً کیفیت لباس کے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں۔

عمامہ شریف:

ہمارے اسلامی و قومی لباس میں عمامہ (پگڑی) کا مقام بہت اہم ہے اور

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف فرما کر اس کی طرف بہت ترغیب دلائی ہے۔ چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔ فرمایا ”عمامہ باندھنا اختیار کرو یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کا شملہ پیٹھ کے پیچھے لٹکاؤ“ (بیہقی عن عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ عمامہ کا ہر بل جو مسلمان اپن سر پر دے گا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(کنز العمال عن رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

العمائم تیجان العرب فاذا وضعوا العمائم وضعوا عزمهم
 عمائم عرب کے تاج ہیں جب انہوں نے عمامہ چھوڑا اپنی عزت اتار
 دیں گے۔ (مسند الفردوس عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

العمائم تیجان المسلمین۔ عمائم مسلمانوں کے تاج ہیں۔

(ابن عدی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عمامے مسلمان کا وقار اور عرب کی عزت ہیں جب انہوں نے عمائم
 اتارے اپنی عزت اتار دیں گے (دیلمی عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک ٹوپوں پر عمائم
 باندھیں۔ (دیلمی عن رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عمامہ باندھو کہ عمامہ اسلام کا نشان ہے اور مسلمانوں مشرکوں کے درمیان
 فارق ہے۔ (دیلمی عن عبدالاعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بیشک اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عمائموں سے مکرم فرمایا

(ابو عبد اللہ عن خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عمامے باندھ کر اگلی امتوں (یہود و نصاریٰ) کی مخالفت کرو کیونکہ وہ عمامہ نہیں باندھتے۔ (بیہقی عن خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
 بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ والوں پر درود بھیجتے ہیں (طبرانی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عمامے عرب کا تاج ہیں تو عمامے باندھو تمہارا حلم بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی ہے اور جب اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے او کمال قال (ہرمزی عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
 عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔
 (ابن عساکر عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔
 (دیلمی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم، از افادات اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عمامہ شریف کے متعلق بکثرت احادیث مبارکہ میں سے صرف چند احادیث پیش کی گئی ہیں دیکھئے رسول پاک ﷺ کے ارشادات میں عمامہ کی کس قدر فضیلت، اہمیت، عظمت اور برکت ہے لیکن آج کل عمامہ بھی آثارِ قدیمہ کی مثل ایک چیز بن کر رہ گیا ہے جو بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔ عام لوگ خصوصاً نوجوان طبقہ عموماً ننگے سر نظر آتا ہے سکولوں اور کالجوں میں جو پود پروان چڑھ رہی ہے ان

کے لئے تو سر چھپانا شاید معیوب و خلاف تہذیب شمار ہوتا ہے عمامہ تو رہا الگ ان کے لئے تو ٹوپی سر پر رکھنا بھی دشوار ہے حالانکہ ننگے سر رہنا یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے بلکہ اسلامی تہذیب و وقار کے خلاف اور عامیانه لوگوں کا طریقہ ہے۔ بعض جہلاء بر خود غلط قسم کے لوگ عمامہ شریف کے متعلق اتنی اہمیت و فصاحت کے باوجود قصداً ننگے سر نماز پڑھتے بلکہ اس پر تکرار کرتے اور دوسروں کو بھی ننگے سر نماز پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ بعض حضرات نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں اور مساجد میں رکھی ہوئی نہایت معمولی قسم کی ٹوپی پہن کر ایک ”کارٹون“ قسم کی بد ذیہ حالت میں نماز پڑھ کر اسی وقت ٹوپی کو پھینک دیتے ہیں حالانکہ نماز بالخصوص بہت پر وقار احسن ہیئت میں ادا کرنی چاہیے۔ ابھی کچھ بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا جبکہ ہمارے بزرگ ننگے سر اشخاص کو محلوں اور گلیوں میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے اور ننگے سر نوجوانوں کو بہت سرزنش فرماتے تھے مگر آہ! آج اس ”برہنہ سری“ کو تہذیبوں کی علامت سمجھا جاتا ہے اور بڑے بڑے معزز ”رؤسا“ لیڈر حکمران اور تعلیمیافتہ حضرات ننگے سر گھومتے پھرتے ہیں بلکہ اسی طرح عام مجالس و مذہبی جلسوں میں تشریف لاتے۔ صدارتیں کرتے اور دھواں دھار مذہبی تقاریر فرماتے ہیں اور ”خر بوزہ کو دیکھ کر خر بوزہ رنگ پکڑتا ہے“ کے مصداق مردوں میں اس ”برہنہ سری“ کی وبا کا اثر اب عورتوں میں بھی پہنچ گیا ہے اور وہ بھی اب بالکل برہنہ سر یا باریک قسم کے پردہ در کپڑوں دوپٹوں میں گھومتی پھرتی ہیں۔

۔ آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں!

موجہ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

جہاں تک حضرات علماء کرام و بالخصوص نئے نئے نوجوان فارغ التحصیل حضرات کا تعلق ہے وہ بھی عموماً عمامہ کی بجائے ”ٹوپی پوش“ ہی نظر آئیں گے عمامہ کی تبلیغ کرنا تو درکنار بکثرت حضرات بذات خود ان احادیث مبارکہ پر عمل اور عمامہ شریف کی برکات سے محروم و غافل ہیں بعض اچھے بھلے حضرات بھی عمامہ کو اپنے لئے ایک بوجھ و شرم محسوس کرتے ہیں۔ اور مختلف ٹوپوں میں ملبوس رہتے ہیں کئی حضرات ”عمامہ باندھنے کا طریقہ نہیں آتا“ کا بہانہ کر دیتے ہیں حالانکہ آدمی جو بھی کام کرے پہلے کچھ تکلف محسوس ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ وہ اس میں ماہر ہو جاتا ہے اگر وہ صدق دل و صحیح نیت سے کام کو ہاتھ ہی نہ لگائے اور دور سے ہی کہتا رہے کہ مجھے طریقہ نہیں آتا مجھے طریقہ نہیں آتا تو اس طرح تو کوئی کام بھی سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ ذوق و شوق اور عزم و ارادہ ہو تو بڑے بڑے امور طے پا جاتے ہیں اگر حدیث پاک پر عمل کرنا اور سنت پاک کو اپنانا مقصود ہو تو عمامہ باندھنا کونسا دشوار کام ہے۔

بعض ایسے حضرات بھی ہیں جو پہلے عمامہ باندھتے تھے لیکن اب انہوں نے عمامہ ترک فرما کر ٹوپی کو اپنا لیا ہے بعض علماء عمامہ تو باندھتے ہیں لیکن بعض تھانیدار و افسران کی طرح کلمہ و طرہ دار بڑا پر تکلف و ٹھاٹھ کے ساتھ۔ حالانکہ جن حضرات نے سرکارِ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، حضرت امیر ملت محدث علی پوری، مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب، حضرت صدر الشریعہ صاحب بہار شریعت، حضرت فقیہ اعظم محدث کوٹلوی، حضرت محدث اعظم پاکستان لاکھپوری جیسے اکابر علماء و بزرگان دین کی زیارت فرمائی ہے وہ جانتے ہیں کہ ان حضرات کے مبارک عماموں میں سادگی و تواضع کی ایک دلکش روحانی و اسلامی شان تھی۔ الغرض جب

آج کل حضرات علماء کے یہ مشاغل و طرز عمل ہے تو دوسروں کا کیا کہنا، ایک زمانہ میں کہا جاتا تھا کہ واڑھی و پگڑی کی عزت و شرم ہے مگر اس زمانہ میں الا ماشاء اللہ! واڑھی بھی ختم اور پگڑی بھی غائب اور عزت و شرم کا جو حال ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

مسائلِ عمامہ:

جیسا کہ پہلے مذکور ہوا عمامہ رسول پاک ﷺ کا فرمان، فرشتوں کا شعار، اسلام کا نشان اور مسلمان کا تاج ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایسی عظیم و مہتمم بالشان چیز کو اختیار کریں اور اس سلسلہ میں غفلت و کوتاہی، ماحول و فیشن کا خیال اور بے بنیاد عذرو حیلے و بہانے چھوڑ دیں اور جمعہ و عیدین و اوقات نماز و اپنی مجالس و تقاریب میں بالخصوص عمامہ باندھیں اور اسلامی شان شوکت کا مظاہرہ کریں۔

مسئلہ:

عمامہ باندھ کر نماز و جمعہ ادا کرنا بہت بڑی فضیلت و اجر عظیم کا باعث ہے لیکن اگر عمامہ کے بغیر نماز پڑھی گئی یا کسی امام نے بغیر عمامہ نماز پڑھادی تو نماز میں کوئی نقصان واقع نہیں ہوگا۔ اگرچہ عمامہ شریف کی شان و فضیلت و ثواب سے محرومی رہے گی۔

مسئلہ:

گاندھی ٹوپی، انگریزی ہیٹ وغیرہ کافروں، مشرکوں کی مخصوص ٹوپی و لباس پہننا مسلمان کے لئے جائز نہیں البتہ مسلمانوں میں جو ٹوپی مستعمل و مروج ہو (اور اس میں کوئی اور شہری نقص نہ ہو) اس کو پہن سکتا ہے لیکن عظمت و شانِ فضیلت اور

ثوابِ عمامہ باندھنے میں ہے لہذا جہاں تک ہو سکے اسے ترک نہ کرے۔

مسئلہ:

عمامہ ٹوپی پر باندھنا افضل ہے جیسا کہ احادیث میں گزرا لیکن ریشم اور زری کی ٹوپی اگرچہ عمامہ کے نیچے ہونا جائز ہے اسی طرح سنہری کلا جو افغانی سرحدی اور پنجابی عمامہ کے نیچے پہنتے ہیں اور وہ مغرق ہوتی ہے اور اس کا کام (تلہ) چار انگل سے زیادہ ہوتا ہے تو ناجائز ہے ہاں اگر چار انگل یا اس سے کم ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ:

عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے۔ شملہ کتنا ہونا چاہئے اس میں اختلاف ہے۔ زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔ بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اوپر لا کر عملہ میں گھرس دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے خصوصاً حالت نماز میں ایسا ہوا تو نماز مکروہ ہوگی۔

مسئلہ:

عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے ایک دم اتار کر زمین پر نہ پھینک دے بلکہ جس طرح باندھا ہے اسی طرح پیچ در پیچ اتارا جائے۔

مسئلہ:

حضور اقدس ﷺ کا چھوٹے سائز کا عمامہ شریف سات ہاتھ کا اور

بڑے سائز کا بارہ ہاتھ کا تھا بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اتنی مقدار سے چھوٹا بڑا نہ رکھے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ:

سنت یہ ہے کہ عمامہ سفید رنگ کا ہو اور اس میں کسی دوسرے رنگ کی آمیزش نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کا عمامہ شریف اکثر اوقات سفید رنگ کا ہوتا تھا ویسے بھی آپ سفید لباس کو بہت پسند فرماتے تھے چنانچہ آپ کا ایک ارشاد ہے کہ لوگو سفید کپڑوں کو اختیار کرو تم میں سے جو زندہ ہیں وہ بھی سفید کپڑے پہنیں اور جن کا انتقال ہو جائے ان کو بھی سفید کپڑوں میں کفناؤ۔

(کشف الالباس شیخ محدث دہلوی)

مسئلہ:

عمامہ با طہارت اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے۔ (کشف الالباس)

ٹوپی:

دو قسم کی ہوتی ہے ایک لاطیہ۔ دوسری ناشرہ۔ لاطیہ اسے کہتے ہیں جو سر سے ملی اور لپٹی ہوئی ہو۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو پہنا ہے۔ آپ عموماً لاطیہ پر عمامہ باندھتے تھے اور کبھی لاطیہ کے بغیر بھی عمامہ باندھ لیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے عمامہ شریف کی شکل گنبد نما ہوتی تھی چنانچہ علماء و شرفاء عرب اس طریق سے عمامہ باندھتے ہیں ناشرہ وہ ٹوپی ہے جو سر سے ملی ہوئی نہ ہو بلکہ اوپر کواٹھی ہوئی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بہت کم پہنا ہے (کشف الالباس)

قمیص یعنی کرتہ:

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین گٹے تک تھی۔ بعض روایات میں آستین کی لمبائی انگشتان مبارک تک بھی بیان ہوئی ہے۔

مسئلہ:

سنت یہ ہے کہ قمیص کے دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو۔ اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔
(ردالمحتار)

مسئلہ:

حضور اکرم ﷺ کی قمیص اقدس کا گریبان آپ کے سینہ مبارک پر ہوتا تھا جیسا کہ بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ (کشف الالتباس)

مسئلہ:

دائیں ہاتھ کے استعمال کے لئے قمیص کی جیب دہنی طرف ہونی چاہیے۔
(کشف الالتباس)

مسئلہ:

قمیص وجبہ پہننے میں سنت یہ ہے کہ پہلے دایاں ہاتھ دائیں آستین میں ڈالیں اور پھر بائیں ہاتھ بائیں آستین میں ڈالیں۔ (کشف الالتباس)

حمد بر لباس:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کپڑا پہن کر حسب ذیل دعا پڑھے اس کے گذشتہ و آئندہ (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ الحمد لله الذی کسانى هذا ورزقنيه من غير حول منى ولا قوة (مشکوٰۃ شریف)

مذکورہ اسلامی مسائل و طریقہ مسنونہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ آج کل کے نئے نئے لباس و چھوٹے چھوٹے چٹلونی و فیشن کرتے کہنی تک نصف آستینیں اور بند آستین والی "سکفدار" و کالر والی قمیصیں مذکورہ مسنونہ طریقہ کے خلاف ہیں اور چونکہ یہ کپڑے عموماً انگریزی فیشن کی تقلید میں پہنے جاتے ہیں اس لئے اس چیز نے ان کی قباحت میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے تاکہ وہ انگریزی فیشن سے بچیں اور مسنون و سادہ اسلامی و قومی لباس و طریقہ اختیار کر کے اپنی تہذیب و روایات کو ملحوظ رکھیں۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد جو آپ نے اپنے لشکروں کو اور اسلامی فوجوں کے لئے بھیجا تھا مسلمان پیش نظر رکھیں اور اس کے مطابق عمل کریں آپ کا وہ ارشاد یہ ہے

ایاکم و زى الاعاجم

یعنی عجمیوں کافروں کے بھیس سے بچو اور ان جیسی وضع قطع نہ بناؤ۔

(بہار شریعت)

تہبند پاجامہ اور شلوار:

پاجامہ پہننا سنت ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ ستر عورت ہے۔ (عالمگیری)

پاجامہ پہننا سنت بایں معنی کہا گیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اسے پسند فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پہنا۔ خود حضور اقدس ﷺ بہ بند پہنا کرتے تھے۔

مسئلہ:

بعض لوگ تہبند و پاجامہ بہت نیچے پہنتے ہیں کہ ٹخنے تو کیا ایڑیاں بھی چھپ جاتی ہیں حالانکہ یہ مکروہ و گناہ ہے اور حدیث میں اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ جو کپڑا ٹخنے سے نیچا ہو وہ جہنم میں ہے۔

مسئلہ:

مرد کے لئے ناف سے گھٹنوں تک عورت ہے۔ یعنی اس کا چھپانا فرض ہے لہذا جانگیا، نیکر، لنگوٹ وغیرہ اپنا کپڑا پہننا جس سے گھٹنے اور ران کا پردہ نہ ہو شرعاً حرام ہے اسی طرح ایسے باریک کپڑے نہ پہنے جس سے بدن کی رنگت جھلکے خصوصاً تہہ بند کہ اگر یہ باریک ہے تو اس سے ستر عورت نہ ہو سکے گا اور اس حالت میں نماز بھی نہیں ہوگی۔

مسئلہ:

بعض لوگ چوڑی دار پاجامہ پہنتے ہیں حالانکہ اس میں ٹخنے چھپتے ہیں اور عضو کی پوری ہیئت نظر آتی ہے لہذا اس کا استعمال درست نہیں خصوصاً عورتوں کے لئے۔ (بہار شریعت)

احکامِ طعام:

انسانی زندگی میں طعام کی بھی بہت اہمیت ہے جس کی صحت و طاقت

کھانے پینے سے متعلق ہے اور روحانیت کا حصول و قلب کی صفائی اور عبادت کی قبولیت رزقِ حلال پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يا ايها الناس كلوا مما في الارض حلالا طيبا ولا تتبعوا
خطوات الشيطان، انه لكم عدو مبين

یعنی ”اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو۔ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

لہذا ایک صحیح انسان و مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حلال و طیب چیزیں استعمال کرے اور حرام و خبیث اور مشتبہ چیزوں سے اجتناب کی پوری کوشش کرے اور حصول مال و رزق کے لئے کوئی غلط و باطل اور ناجائز و شیطانی ذریعہ طریقہ اور راستہ اختیار نہ کرے۔ اس ناغم نہاد ترقی یافتہ دور میں مختلف ناموں پر کئی حرام و ناجائز کاروبار جاری ہیں اس لئے ایک دیندار مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کاروبار شروع کرنے اور حصول دولت کے لئے کسی سلسلہ میں منسلک ہونے سے قبل علماء ربانی کی طرف رجوع کرے اور ان سے صحیح اسلامی راہنمائی حاصل کرے تاکہ جسمانی زندگی کے ساتھ روحانی زندگی بھی برقرار رہے اور کسی حرام کام میں مبتلا ہو کر چند روزہ عیش و عشرت کے بعد اسے جہنم میں نہ جانا پڑے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا لا یدخل الجنة جسد غدی بالحرام۔ یعنی جس جسم کو حرام کی غذا ملی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۲۲۳)

آدابِ خورد و نوش:

کتب فقہ و حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے معمولات و کھانے پینے کے

احکام و مسائل بالتفصیل مذکور ہیں چونکہ دورِ حاضر میں بکثرت لوگ اپنی جہالت و مغرب زدگی کے باعث دیگر احکامِ شریعت کی طرح کھانے پینے کے احکام و مسائل سے بھی عموماً غافل و جاہل ہیں اس لئے مختصراً اس پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ مسلمان کہلانے والوں کو اس سلسلہ میں بھی اپنی تہذیب و روایات اور احکامِ خور و نوش کا علم ہو اور وہ ان آداب و مسائل پر عمل پیرا ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔ کھانے پینے کے احکام و مسائل اور بعض آداب و سنن ملاحظہ ہوں۔

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا مسنون اور باعثِ برکت ہے۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھے نہ جائیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیہ سے پونچھ لیں۔ کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔ سنت یہ ہے کہ قبلِ طعام و بعدِ طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھولیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔ کھانے سے قبل نو جوانوں اور بچوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور علماء و مشائخ و بوڑھوں کے ہاتھ بعد میں اور کھانے کے بعد ان حضرات کے ہاتھ پہلے اور نو جوانوں بچوں کے ہاتھ بعد میں دھلائے جائیں۔

کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اگر شروع میں بسم اللہ کہنا بھول گیا تو جب یاد آئے بسم اللہ فی اولہ و آخرہ پڑھے۔ بسم اللہ بلند آواز سے کہے تاکہ اگر ساتھ والوں کو یاد نہ ہو تو انہیں بھی سن کر یاد آ جائے۔

کھانا داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پانی پیئے اور پانی پینے میں تین مرتبہ برتن منہ سے جدا کر کے سانس لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پیئے اور داہنے ہاتھ سے لے اور داہنے ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے دیتا ہے۔

رکابی یا پیالے کے بیچ میں سے ابتدائاً نہ کھائے بلکہ ایک کنارہ سے کھائے اور جو کنارہ اس کے قریب ہے اس سے کھائے جب کھانا ایک قسم کا ہو تو ایک جگہ سے کھائے ہر طرف ہاتھ نہ مارے۔

کھانے کے وقت جائز اور اچھی باتیں کرے کیونکہ بالکل چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے۔

گرم کھانا نہ کھائے نہ کھانے پر پھونکے نہ کھانے کو سونگھے اور نہ کھانے میں عیب بتائے۔ حضور اقدس ﷺ نے بھی کھانے کو عیب نہ لگایا اگر پسند آیا تناول فرمایا ورنہ نہ کھایا۔ اگر دسترخوان پر کوئی میٹھی چیز بھی ہو تو سنت ہے کہ میٹھی چیز درمیان میں کھائے اور کھانے کی ابتداء نمک سے کرے اور ختم بھی نمک پر کرے۔ اس مبارک سنت کے باعث ستر (۷۰) بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر خدا کا شکر کرے اور الحمد للہ پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھانے والا شکر ادا کرے تو روزہ دار صابر کی طرح ہے۔ نیز فرمایا جو شخص کھانا کھا کر حسب ذیل دعا پڑھے اس کے گذشتہ (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ دعا یہ ہے

الحمد لله الذي اطعمني هذا الطعام و رزقنيه من غير حول

منى ولا قوة (مشکوٰۃ شریف)

دستر خوان پر روٹی کے بعض ٹکڑے جمع ہو جائیں تو اگر کھانا ہے تو کھائے ورنہ مرغی گائے بکری وغیرہ کو کھلا دے یا کہیں احتیاط کی جگہ پر رکھ دے کہ چیونٹیاں یا چڑیاں کھالیں راستہ پر نہ پھینکے اور رزق کی بے حرمتی نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دستر خوان چنا جائے تو کوئی شخص دستر خوان سے نہ اٹھے جب تک دستر خوان نہ اٹھالیا جائے اور اگر چہ کھا چکا ہو کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے جب تک سب لوگ فارغ نہ ہو جائیں اور اگر ہاتھ روکنا ہی چاہتا تو معذرت پیش کرے کیونکہ اگر بغیر معذرت کے ہاتھ روک لے گا تو اس کے ساتھ دوسرا شخص جو کھانا کھا رہا ہے شرمندہ ہوگا اور وہ بھی ہاتھ کھینچ لے گا اور شاید اس کو ابھی کھانے کی حاجت ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا تین انگلیوں سے کھاؤ کہ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ گنواروں کا طریقہ ہے۔

اکٹھے ہو کر کھانا پینا باعث برکت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”اکٹھے ہو کر کھاؤ الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے“ بعض لوگ کھانے پینے کے بعد جو پانی یا سالن بچ جائے اس کو پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جوٹھا ہو گیا ہے جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں مسلمان کے جوٹھے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اور سالن کو ضائع کرنا اسراف ہے۔

کھانا بقدر کفایت اعتدال کے ساتھ کھائے بہت زیادہ پیٹ بھر کر کھانا اچھا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا

میں سب سے زیادہ پیٹ بھرتا ہے نیز فرمایا آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا کریں اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے تہائی پانی پینے کے لئے اور تہائی سانس کے لئے رکھے۔
بیٹھنے کا طریقہ:

کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سریں پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے اور جوتے اتار کر کھانا کھائے حضور ﷺ نے فرمایا کھانے کے وقت جوتے اتار لو کہ سنت جمیلہ ہے۔ لہذا اس کے برعکس کھڑے ہو کر کھانا پینا اور میز کرسی پر جوتے پہن کر کھانا کھانا خلاف سنت و خلاف آداب اور انگریزوں عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل مسلمان انہیں خلاف سنت انگریزی طریقوں کو اپنا رہے ہیں کھڑے ہو کر چلتے پھرتے کھانے کا رواج بھی چل نکلا ہے اور شادی بیاہ وغیرہ کے موقع پر میز کرسی پر کھانا تو بہت عام ہو گیا ہے۔ غافل و نادان لوگ کتنا ہی روپیہ برباد کر کے انگریزوں کا فروں کا فیشن پورا کرتے ہیں لیکن اپنے پیارے نبی ﷺ کا سہل و آسان اور سادہ و پیارا طریقہ چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ غالی اللہ المشتکی

ٹیک لگا کر کھانا:

دیوار یا سرہانے سے ٹیک لگا کر یا بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے کر کھانا بھی ممنوع و سنت کے خلاف ہے۔
 حدیث شریف میں ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زجران یعتمد الرجل

علی یدہ الیسری عند الاکل

یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو کھانے کے وقت بائیں ہاتھ پر ٹیک

لگانے سے منع فرمایا۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول للبینہانی)

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا میں (ہاتھ یا تکیہ) کا سہارا لگا کر

نہیں کھاتا۔ (بخاری شریف) لہذا جو لوگ کھانے کے وقت ہاتھ وغیرہ پر ٹیک لگاتے

ہیں انہیں چاہیے کہ یہ ممنوع و خلاف سنت عادت ترک کر دیں۔ بعض علماء بھی سہو

وغفلت کے باعث اس فعل کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں چاہیے کہ دوسروں کی بہ

نسبت زیادہ احتیاط فرمائیں اور اپنے قول و فعل سے سنت پاک کی تبلیغ فرمائیں۔

انگلیاں اور برتن چاٹنا:

کھانے کے آداب میں سے ہے کہ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے ان

میں جو ٹھانہ لگا رہنے دے اور برتن کو بھی انگلی سے پونچھ کر چاٹ لے۔ حدیث شریف

میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور برتن کے چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا تمہیں نہیں

معلوم کہ کھانے کے کونے حصے میں برکت ہے نیز فرمایا کھانے کے بعد جو شخص برتن

چاٹتا ہے وہ برتن اس کے لئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جس طرح تو نے مجھے

شیطان سے بچایا اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھے جہنم کی آگ سے آزاد فرمائے۔ ایک

روایت میں ہے ”جو شخص کھانے کے بعد برتن چاٹ لے تو برتن اس کے لئے

استغفار کرتا ہے“۔ بعض لوگ اپنی غفلت کے باعث ان برکات سے محروم رہتے ہیں

اور بعض نامعقول تہذیبِ مغرب زدہ افراد کھانے کے وقت داہنے ہاتھ سے پانی پینا اور کھانے کے بعد انگلیاں اور برتن چاٹنا خلاف تہذیب جانتے ہیں حالانکہ ان کی یہ نام نہاد تہذیبِ فرنگی تہذیب ہے اور اسلامی تہذیب وہی ہے جس کا ابھی بیان ہوا۔ لہذا کسی بد تہذیبِ فرنگی آدمی کی وجہ سے اپنی اسلامی تہذیب و طریقہ کو ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایسے لوگوں کے سامنے اپنی اسلامی تہذیب و روایات کا بالخصوص مظاہرہ کرنا چاہیے کیونکہ ایمانی غیرت کا تقاضا اور اسلافِ کرام کا یہی طریقہ ہے۔

معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا کھا رہے تھے کہ آپ کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا اور آپ نے اسے اٹھا کر صاف کر کے کھا لیا۔ حاضرین میں سے بعض لوگوں نے اس کو خلاف تہذیب سمجھتے ہوئے آپس میں آنکھوں سے اشارہ کیا۔ اس پر کسی نے حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کے گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھانے پر بعض لوگوں نے اسے معیوب جانتے ہوئے حقارت کی بناء پر آپس میں اشارہ کیا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ان عجمیوں کی وجہ سے میں اس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور ہمیں حضور کا یہ حکم تھا کہ جب لقمہ گر جائے اسے صاف کر کے کھا لیا جائے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑا جائے۔ (ابن ماجہ)

چمچوں سے کھانا:

اللہ تعالیٰ نے دیگر وجوہ کے علاوہ انسان کو ہاتھ اور انگلیوں کے ساتھ کھانے سے ممتاز و مشرف فرمایا ہے اور تین انگلیوں سے کھانے کے متعلق حضور پاک ﷺ کا

ارشاد بیان ہو چکا ہے لیکن کئی لوگ محض تن آسانی اور امارت اور فیشن کی بناء پر کھیر چاول وغیرہ بلا تکلف چمچوں سے کھاتے ہیں اور اس صورت میں انگلیاں اور برتن چاٹنے کی دونوں سنتوں سے محروم رہتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

امام ابو یوسف کا فتویٰ:

خلیفہ ہارون الرشید کے پاس حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ کھانے کا وقت آ گیا اور ان حضرات کے لئے کھانا لایا گیا۔ کھانے کے ساتھ ہارون رشید نے چمچے طلب کئے۔ اس پر حضرت امام صاحب نے خلیفہ سے فرمایا کہ آ یہ کریمہ ولقد کر منا بنی ادم کے تحت آپ کے جدا مجد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ جعلنا لهم اصابع یا کلون بہا یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بیشک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی۔ یعنی ”انہیں انگلیاں عطا فرمائیں جن کے ساتھ وہ کھاتے ہیں“۔ یہ ارشاد پاک سن کر ہارون رشید نے چمچے لوٹا دیئے اور انگلیوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ (کافی المدارک وغیرہ)

چمچوں کے متعلق مسئلہ واضح ہونے کے علاوہ خلیفہ کے دربار میں امام صاحب کا مسئلہ بیان فرمانا اور خلیفہ کا فوراً سر تسلیم خم کرنا کس قدر قابل داد و روح پرور ہے کاش آج کل بھی علماء و امراء میں یہی باتیں دیکھنے میں آئیں۔

چھری اور کانٹے:

آج کل کئی فیشن پرست و اونچی سوسائٹی کے لوگوں میں چھری کانٹے کا رواج بھی پایا جاتا ہے حالانکہ یہ انگریزوں عجمیوں کا مذموم طریقہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے ارشاد کے خلاف ہے کیونکہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ
 ”(کھانے کے وقت) گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے اس کی
 بجائے دانت سے نوچ کر کھاؤ اس لئے کہ یہ خوشگوار و زود ہضم ہے۔“ (ابوداؤد)

برتنوں کا بیان:

حضور پر نور ﷺ نے فرمایا حریر و دیبا ج (ریشم) نہ پہنو۔ سونے چاندی
 کے برتن میں نہ پانی پیو نہ کھانا کھاؤ۔ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے اور آخرت
 میں تمہارے واسطے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

لہذا سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال ناجائز اور ان کے سوا ہر قسم کے
 برتن مثلاً تانبے پیتل سینسہ بلور وغیرہ کا استعمال جائز ہے مگر مٹی کے برتنوں کا استعمال
 سب سے بہتر ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے اپنے گھر کے برتن مٹی
 کے بنوائے فرشتے اس کی زیارت کو آئیں گے یاد رہے کہ تانبے اور پیتل کے
 برتنوں پر قلعی ہونی چاہیے بغیر قلعی ان کے برتنوں کو استعمال کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:

کھانا کھانے کے وقت اگر کوئی آجائے تو عموماً اسے کہا جاتا ہے کہ آؤ
 کھانا کھاؤ۔ یہ اچھی بات ہے مگر ایسا کہنے والے کو چاہیے کہ محض نمائش کے لئے
 ایسا نہ کہے بلکہ دل سے پوچھے اسی طرح آنے والے کو چاہیے کہ اگر اس کو طلب ہو
 تو محض تکلف کے طور پر جھوٹ نہ بولے اور بھوک و جھوٹ کو جمع نہ کرے کیونکہ اس
 میں دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے ہاں اگر اسے حاجت نہ ہو تو اور بات ہے اور

بہتر یہ ہے کہ اس موقع پر ”اللہ تعالیٰ برکت دے“ ”زیادہ دے“ کے قسم کے دعائیہ الفاظ کہے۔ بعض لوگ اس موقع پر اس کی بجائے بسم اللہ کہتے ہیں یہ نہ کہنا چاہئے کیونکہ یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں۔ اس موقع پر کھانا پوچھنے والے کے جواب میں بسم اللہ کہنے کو بہت سخت ممنوع فرمایا گیا ہے اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ اگر کوئی کھانے کے وقت آئے اور اس کو کھانے کے متعلق نہ پوچھا جائے تو وہ اس پر طعن و غیبت نہ کرے بلکہ اس کو صاحب خانہ کی کسی مجبوری و عذر پر محمول کرے۔ (بہار شریعت - مشکوٰۃ شریف - ردالمحتار وغیرہ)

فتنہ تصویر:

اس دور پر آشوب میں جو فتنے زیادہ زوروں پر ہیں ان میں فتنہ تصویر سرفہرست ہے اور موجودہ دور میں بے حیائی فحاشی و عریانی و شہوت انگیزی اور جنسی جذبات کو برا سمجھتے کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ تصویر فلمی رسائل و جرائد غیر ملکی لٹریچر فحش ادب اور سینما کے کاروبار کی جان ہے اور جو دیگر اخبارات و رسائل ہیں ان میں سے بھی بہت کم ایسے ہونگے جو اس لعنت سے محفوظ ہوں ورنہ عام طور پر آج کل صحافت اور تصویر لازم اور ملزوم ہو کر رہ گئے ہیں اور تصاویر کی اشاعت میں اخبارات و رسائل ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ تصاویر کا یہ سلسلہ صرف مردوں لیڈروں اور حکمرانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ بے پردہ و حیا باختہ عورتوں ایکٹرسوں لڑکیوں کے سکولوں کالجوں مردوزن کے مخلوط مجموعوں شادی شدہ جوڑوں اور غیر ملکی عورتوں کی تصاویر کو زیادہ اہتمام کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے اور

عورتوں کے جو مقامات زیادہ پوشیدہ رکھنے کے لائق ہیں ان کو زیادہ نمایاں کیا جاتا ہے شاید ہی کوئی گھر دکان اور دفتر ہوگا جو تصویر سے محفوظ ہو حد یہ ہے کہ اب مردہ کو بھی اس وقت دفن نہیں کیا جاتا جب تک اس کی تصویر نہ اتار لی جائے۔

الغرض تصویر بھی بعض ان گناہوں میں سے ہے جن کے جرم و گناہ ہونے کا احساس و تصور ختم ہو چکا ہے نام نہاد مسلم معاشرہ اس کو پوری طرح اپنا چکا ہے اور لوگ اس سلسلہ میں شرم و حیا اور خدا اور رسول ﷺ کے احکام کا احترام بالائے طاق رکھ چکے ہیں اور تو اور بعض خالص مذہبی تقاریب و اجلاس میں فوٹو گرافر بلا تکلف تصاویر اتارتے ہیں اور بعض مولانا صاحبان اور پیر کہلانے والے حضرات کی تصاویر سے اخبارات کے صفحات کو مزین کرتے ہیں اور گونگے قسم کے مولوی اور پیر نہ ان کو روکتے ہیں اور نہ اپنی تصاویر کی اشاعت کے خلاف احتجاج کرتے ہیں جس کے باعث عوام مزید بیباک و جری ہو جاتے ہیں اور معاشرہ پر اس کا انتہائی غلط و تباہ کن اثر پڑتا ہے۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے مسلمان حکومت کی شان کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ ایسی برائیوں اور خلاف شرع حرکات کو مٹائے اور اسلامی احکام کو فروغ دے مگر اس کے برعکس آج کل ”مسلمان حکومتیں“ انگریز کی تقلید کرتے ہوئے آرٹ و ثقافت وغیرہ کے نام پر ان سراسر غیر اسلامی چیزوں کی سرپرستی و حوصلہ افزائی کر رہی ہیں قیام پاکستان کے بعد کرنسی کو تصویر کی لعنت سے پاک کر دیا گیا تھا لیکن کچھ عرصہ سے انگریزی دور کی طرح پھر سو (۱۰۰) کے نوٹ و دیگر پر تصویر چسپاں کر دی گئی ہے اور حج جیسے اہم اسلامی فریضہ میں تصویر کو ضروری قرار دیا گیا ہے اس

تمام صورت حال پر جتنا افسوس کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔

کاش! مسلمانوں کو معلوم ہو اور علماء کرام قوم کو بار بار اس مسئلہ کی طرف توجہ دلائیں کہ کسی جاندار ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا خریدنا بیچنا اور احترام و محبت کے ساتھ رکھنا شرعاً ممنوع و حرام ہے کسی عزیز ولیڈر اور عورت و ایکٹرس کی تصویر بنانا تو درکنار از روئے اسلام کسی غوث و قطب و رسول و نبی کی تصویر بنانا رکھنا بھی ناجائز و گناہ ہے تصویر کی وجہ سے ایک طرف بت پرستی و شرک کو تقویت پہنچتی ہے دوسری طرف بے حیائی و فحاشی پھیلتی ہے اور علاوہ ازیں قدرت خداوندی کے مقابلہ کی صورت پائی جاتی ہے جو سخت عذاب و غضب الہی کا موجب ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی تصویر بنائے گا اللہ تعالیٰ اسے عذاب کرے گا یہاں تک کہ اس تصویر میں روح پھونکے اور روح نہ پھونک سکے گا (لہذا عذاب میں مبتلا رہے گا) اللہ عزوجل فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنانے چاہے۔ بھلا کوئی چیونٹی یا گیہوں یا جو کا دانہ تو بنائیں۔

(مسند احمد۔ بخاری و مسلم)

یعنی اگر کسی میں ہمت و طاقت ہے تو وہ چیونٹی، گیہوں یا جو جیسی کوئی چھوٹی سی چیز بنا کر دکھائے اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر مصنوعی طور پر ایک بے جان تصویر بنا کر خدا کا مقابلہ کرنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

جان ڈالنے کا مطالبہ:

ان الذين يصنعون هذه الصور يعذبون يوم القيمة يقال

لهم احيوا ما خلقتم

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بے شک جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب میں مبتلا ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا دنیا میں جو تصویریں تم بناتے تھے ان میں جان ڈالو“ لیکن نہ وہ جان ڈال سکیں گے نہ عذاب سے چھٹکارا پائیں گے۔ (سنن نسائی وغیرہ)

تصویر کا بدلہ:

دنیا میں لوگ تصویر بنانے کے بدلے میں رقم حاصل کرتے ہیں اور دنیا داروں سے انعام پاتے ہیں لیکن حضور ﷺ فرماتے ہیں

كل مصور في النار يجعل الله بكل صورہ صورہا نفسا

فتعذبہ فی جہنم

یعنی ہر تصویر بنانے والا مصور جہنم میں داخل ہوگا اور ہر تصویر جو اس نے بنائی تھی اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک مخلوق پیدا کرے گا جو جہنم میں اس مصور کو عذاب دے گی۔ (بخاری و مسلم)

سخت عذاب:

ان اشد الناس عذابا يوم القيمة المصورون

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک قیامت کے روز تصویر بنانے والوں پر

سخت عذاب ہوگا۔ (مسند احمد)

رحمت سے محروم:

لا تدخل الملكة بيت فيه كلب ولا صورة

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں کتابیا تصویر ہو رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ (ابن ماجہ وغیرہ)

دعوت سے واپسی:

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”میں نے حضور پر نور ﷺ کی دعوت کی سرکار تشریف لائے لیکن ایک پردے پر کچھ تصویریں بنی دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور واپس کیوں ہو گئے۔ سرکار نے فرمایا گھر میں پردے پر تصویریں تھیں اور جس گھر میں تصویریں ہوں رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے“ (اور جہاں فرشتے تشریف نہ لائیں وہاں اللہ کا حبیب بھی جلوہ افروز نہیں ہوتا ﷺ)

(ابن ماجہ و نسائی)

اپنے گھر کا معاملہ:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے گھر میں ایک باتصویر پردہ لٹکایا ہوا تھا کہ حضور ﷺ سفر سے تشریف لائے اور وہ باتصویر پردہ دیکھ کر دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر تشریف نہ لائے اور اس نا پسندیدہ منظر کے باعث آپ کے چہرہ انور کارنگ متغیر ہو گیا۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ جو مصور خدا تعالیٰ کی نقل کرتے ہیں ان کو روز قیامت سخت عذاب ہوگا اور کہا جائے گا جو تصویریں تم نے بنائی تھیں ان

میں جان ڈالو۔ بیشک جس گھر میں تصویریں ہوں اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اس کے بعد حضور ﷺ نے اس پردے کو اتار کر پھاڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

بیت اللہ میں داخلہ نہ فرمایا:

رسول اللہ ﷺ روز فتح مکہ معظمہ تشریف لائے تو بیت اللہ میں حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت مریم و ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہم کی تصویریں نظر پڑیں۔ کچھ پیکر دار کچھ نقش دیوار، حضور ﷺ یہ دیکھ کر واپس پلٹ آئے اور فرمایا بیشک یہ تصاویر بنانے والوں کے کان تک بھی یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔ پھر آپ نے حکم فرمایا جس کی بناء پر تمام منقوش تصویریں مٹا دی گئیں اور مجسم تصاویر کو باہر نکال دیا گیا اور جب تک کعبہ معظمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہو گیا حضور ﷺ نے اپنے قدم پاک سے اسے مشرف نہ فرمایا۔ (بخاری شریف)

تصاویر مٹانا اور توڑنا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یترک فی بیتہ شیئا

فیہ تصالیب الا نقضہ

یعنی نبی ﷺ جس چیز میں تصویر ملاحظہ فرماتے اسے بے توڑے نہ

چھوڑتے۔ (بخاری شریف)

حضرت حبان اب حصین سے روایت ہے کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ اس کام پر بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور فرما کر بھیجا کہ جو تصویر دیکھو مٹا دو اور جو قبر حد شرع سے زیادہ اونچی دیکھو اسے حد شرع کے برابر کر دو۔ (مسلم شریف)

یہ تمام صحیح و صریح احادیث مبارکہ عام شامل محیط کامل ہیں جن میں اصلاً کوئی تصویر کسی طریقے کی تخصیص نہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ چاہے کسی کی تصویر ہو اور خواہ کسی طریقہ سے بنائی گئی ہو شرعاً سخت ممنوع اور ناجائز ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ ان ارشادات مبارکہ پر غور کریں اور دیکھیں کہ تصویر کی کتنی شدید مذمت و ممانعت فرمائی گئی ہے تصویر بنانا اور رکھنا کتنا جرم و گناہ ہے تصویر بنانے والے مصوروں فنکاروں اور آرٹسٹوں کے لئے کس قدر عذاب و سزا ہے اور تصویر سے نفرت و ناپسندیدگی کا یہ عالم ہے کہ جس گھر میں تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے تشریف نہیں لے جاتے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری نہیں ہوتی محض تصویر کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کے گھر سے واپس آ جاتے ہیں۔ اپنے گھر میں قدم نہیں رکھتے حتیٰ کہ بیت اللہ شریف میں اس وقت تک داخل نہیں ہوتے جب تک کہ وہاں سے تصویروں کو مٹایا اور نکالا نہیں جاتا حالانکہ وہاں حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کی تصویریں تھیں جب ان حضرات کی تصویروں کی وجہ سے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں داخل نہیں ہوتے تو جن گھروں، دوکانوں، سینماؤں میں ایرے غیرے لوگوں لیڈروں رشتہ داروں، عورتوں اور ایکٹرسوں کی فحش و حیا سوز تصاویر ہوں ان کی محرومی و نحوست اور بدبختی کا کیا حال ہوگا؟ مسلمان کہلانے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے پیش نظر

دیگر فتنوں کے علاوہ اس فتنہ تصویر کے خلاف بھی مسلسل جہاد کریں اور اپنے حلقہ اثر و دیگر جس مقام پر بس چلے تصاویر کو توڑنے مٹانے اور اتروانے کی سعی فرمائیں۔

مسئلہ:

جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے یونہی اگر تصویر نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق ہو یا محل سجود میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اسی طرح نمازی کے آگے دائیں بائیں یا پس پشت بھی تصویر کا ہونا مکروہ ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ:

اگر تصویر کا سر اور چہرہ کاٹ دیا جائے مثلاً کاغذ یا کپڑے پر تصویر تھی اس پر سیاہی پھیر دی یا اس کے سر اور چہرے کو کھرچ ڈالا تو پھر کوئی حرج و کراہت نہیں لیکن اس کے لئے چہرے کا پوری طرح مٹانا ضروری ہے اگر صرف آنکھ یا کان ناک جدا کر دیا تو یہ کافی نہ ہوگا۔ (رد المحتار)

مسئلہ:

جاندار و ذی روح کی تصویر بنانا بہر حال حرام ہے لیکن اگر درخت وغیرہ کسی بے جان غیر ذی روح چیز کا نقشہ بنائے تو یہ شرعاً جائز ہے۔ (مرقاۃ)

مسئلہ:

مٹی کی گائے بیل ہاتھی گھوڑا وغیرہ کھلونے بچوں کے لئے خریدنا ناجائز ہے اور ان کی قیمت حرام ہے۔ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ:

بعض احادیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو گڑیوں کے ساتھ کھیلنا مذکور ہے وہ منسوخ ہے اور تصاویر کی حرمت سے قبل کا واقعہ ہے لہذا اس سے گڑیوں اور بچوں کے با تصویر کھلونوں کا استدلال نہیں کرنا چاہیے۔

پردہ کی ضرورت و اہمیت:

سرورِ عالم مخرصادق نبی غیب دان ﷺ نے فرمایا تھا۔

ماترکت بعدی فتنہ اضر علی الرجال من النساء

میرے بعد مردوں کے لئے عورتوں کا فتنہ سب سے زیادہ نقصان دہ

ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

چنانچہ حضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق یہ فتنہ زمانہ حاضرہ میں اپنے پورے

شباب پر ہے اور دن بدن بلکہ لمحہ بہ لمحہ اس فتنہ کی ”فتنہ سامانیاں“ ہلاکت آفرینیاں اور

آپس سے متعلق برائیاں بڑھتی جا رہی ہیں اور روزانہ اخبارات کی خبروں کا ایک

معتد بہ حصہ اسی فتنہ سے متعلق ہوتا ہے بے حیائی و فحاشی کا طوفان اغواء و زنا کی کثرت

نو مولود بچوں کی ہلاکت شرمناک تصاویر ”جنسی“ بیماریاں ناجائز آمدن اور اسراف

و فضول خرچی چکلہ و سینما اور رقص و سرود ڈھنی آوارگی و بے راہروی اور قتل و خونریزی

جرائم وغیرہ کے بکثرت ہولناک و روح فرسا واردات اسی فتنہ کی مرہون منت ہیں۔

دوسرا ارشاد:

النساء حباثل الشیطان

عورتیں شیطان کے اسباب اور وسائل و جال ہیں۔ (بیہقی)

اس پیشگوئی کے مطابق اس دور کی یہ دنیا شیطان کے لئے ایک وسیع شکار گاہ ہے جہاں وہ اپنے جنی وانسی ایجنٹوں کے ساتھ اس جال (عورت) کے ذریعہ لوگوں کے ضمیرِ ایمان، شرافت و حیا اور اخلاق و کردار کا شکار کرنے میں شب و روز مصروف ہے ہر جگہ بے پردہ و حیا باختہ زندہ عورتوں اور حیا سوز برہنہ تصویروں کے جال لگے ہوئے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح لوگوں کو پھانسا جائے ان کی شرافت و حیا کو لوٹا جائے اور عفت و پاک دامنی کو مجروح و داغدار کیا جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ جہاں تک چکلہ و سینما کا تعلق ہے ان کا تو موضوع ہی ”جنس“ اور عورت ہے اور اس کے علاوہ کہیں عورت کے روپ میں اس شیطانی جال سے جاسوسی کی جا رہی ہے کہیں معاذ اللہ اسے جنسی رشوت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ صابن کا اشتہار ہو یا سائیکل کا حلوائی کی دوکان ہو پان سگریٹ کی بزازی کا کاروبار ہو یا نیاری کا ہر جگہ مردوں کو مائل کرنے اور گاہکوں کو پھانسنے کے لئے عورت کی شکل و صورت میں شیطانی جال آویزاں ہیں اور جس چیز کا عورت کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں اس کے اشتہار میں بھی عورت کی تصویر لازمی ہے۔ مزید آگے بڑھیے تو اس کو ہوٹلوں اور مختلف دوکانوں کے پردوں میں زنانہ انگریزی سکولوں اور نام نہاد مخلوط تعلیمی اداروں میں اسمبلیوں اور مخلوط دفاتر میں ہسپتالوں اور ہوائی جہاز کے محکموں میں بسوں کے آئینوں اور کلبوں کے پردہ میں شادی خانہ آبادی اور ماتم کدہ میں مشاعروں اور موسیقی و ثقافت کے جشنوں میں بازاروں اور مختلف نمائشوں میں اور ان سب سے بڑھ کر بعض نام نہاد ملاؤں پیروں اور نفس پرست قلندروں

اور ملنگوں کے جھرمٹ میں شیطان اس جال کے ذریعہ شکار کرتا اور بے پردگی و فحاشی پھیلاتا ہوا نظر آئے گا۔ فالی اللہ مشتکی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

بہر حال بعض دیگر عظیم فتنوں کی طرح عورت و بے پردگی کا فتنہ بھی اس وقت اپنے پورے زوروں اور شدتوں پر ہے اور شیطان اس جال کے ذریعہ اپنا شکار کرنے میں پوری طرح مصروف کار ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ جس قدر یہ فتنہ زوروں پر ہے علماء و صلحا اور دیگر ارباب اثر کی جانب سے اسی قدر اس فتنہ سے اغماض برتا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مکمل شرعی پردہ تو پہلے بھی بہت کم تھا لیکن جو تھوڑا بہت تھا وہ بھی اب ختم ہوتا جا رہا ہے اور اگر خدا نخواستہ حالات کی یہی رفتار رہی تو وہ دن دور نہیں جب اسلام کے نام اور مسلمانوں کی عظیم قربانیوں سے معرض وجود میں آنے والا پاکستان لندن و پیرس اور ایران و قاہرہ کی صف میں کھڑا ہو جائے گا خدا ایسے روز بد سے بچائے اور اسلام کے وقار و مسلمانوں کے ناموس و ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

بہت زیادہ دکھ اور اضطراب اس بات کا ہے کہ دوسروں کو تبلیغ و ہدایت تو درکنار بعض علماء و مشائخ کے اپنے معزز و شریف گھرانے فرنگی تہذیب انگریزی تعلیم اور بے پردگی و آزادی کی زد میں ہیں۔

اکبر الہ آبادی جس نے آج سے بہت پہلے فرنگی تہذیب کے آغاز ہی میں بے پردگی کے خلاف بدیں الفاظ اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کیا تھا کہ۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں!

اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑھ گیا!

پوچھا جو میں نے بیسیو! پردہ کدھر گیا!
 کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا
 پچھلے دنوں میں نے اخبارات میں پڑھا تھا کہ اسی اکبر کی انگریزی تعلیم یافتہ
 ”پوتیاں“ کراچی کے بازاروں اور سڑکوں پر بے پردہ گھوم رہی تھیں ”نامہ نگار“
 کہتا ہے کہ اچانک میں نے انہیں اسی طرح گھومتے پھرتے دیکھا اور
 ۔ پوچھا جو میں نے بیسیو پردہ کدھر گیا

تو

کہنے لگیں کہ قبر پہ دادا کی پڑ گیا
 الغرض یہ حالات ہیں جنہوں نے ہمیں پردہ کی ضرورت و اہمیت کے متعلق کچھ عرض
 کرنے پر مجبور کر دیا ہے مولیٰ تعالیٰ بحمیدہ المصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہمیں اسلام کی صحیح
 ہدایات و تعلیمات کو سامنے لانے اور قوم کو ان پر عمل کرنے اور بے پردگی و فحاشی
 کے طوفان سے اپنا بچاؤ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
 یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت جتنی باپردہ و باحیا ہوگی زنا و بدکاری بے
 راہروی و ذہنی آوارگی اتنی ہی کم ہوگی اور عورت جتنی آزاد بے باک بے پردہ و حیا
 باختہ ہوگی زنا و بدکاری اتنی ہی عام ہوگی۔ معاشرہ مختلف جرائم کی آماجگاہ بن جائے
 گا۔ ایمان و اخلاق کی حدود ٹوٹ جائیں گی عورت کا ناموس لٹ جائے گا اس کا
 مقام و احترام ختم ہو جائے گا۔ عورت مردوں کے ہاتھ میں ایک معمولی کھلونا بن
 جائے گی۔ انسان و حیوان اور ماں بہن بیوی بیٹی کی تمیز ختم ہو جائے گی اور ایسے
 ایسے مسائل و برائیاں ظہور پذیر ہوں گی کہ جن سے نمٹنا مشکل ہو جائے گا۔

اطمینان و سکون اور امن و قانون تباہ ہو جائے گا اور بالآخر خدا کا عذاب و غضب سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

چونکہ بے پردگی زنا کاری و بدکاری اور بے راہروی و ذہنی آوارگی کا اہم ذریعہ ہے اس لئے شریعت اسلامیہ نے عورت کو پردہ کی سخت تاکید فرمائی ہے اور اس کو اپنے وجود اپنے چہرہ اپنے لباس و زیورات اور خوشبو و آواز کے متعلق اہم ہدایات جاری کی ہیں اور وہ تمام اسباب و ذرائع جن سے فتنہ انگیزی عورت کی بے آبروئی بے راہروی ذہنی آوارگی کا احتمال ہو سکتا ہے ان پر پابندی لگادی ہے یہاں تک کہ پردہ عورت کے لئے شرعاً ایسا لازم ہو گیا ہے کہ جب مطلق پردہ و بے پردگی کا لفظ بولا جائے تو یہ عورت ہی کی ذات کے متعلق سمجھا جاتا ہے علاوہ ازیں عورت کے لئے ”عورت“ مستورات خواتین وغیرہ جو الفاظ مستعمل ہیں ان سب میں شرافت حیا اور حجاب و پردہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ مثلاً

”عورت“ کا معنی ہے وہ چیز جسے چھپایا جائے اور شرم و حیا کے باعث اسے پردہ میں رکھا جائے۔ چنانچہ مفردات امام راغب میں ہے: العورة سوءة الانسان و ذالك كناية اهلها من العار و ذالك لما يلحق في ظهوره من العارای المذمة والذاسمی النساء عورة یعنی ”عورت“ انسان کی شرمگاہ کا نام ہے اور یہ عار سے مشتق ہے۔ اس لئے کہ اس کے ظاہر کرنے سے انسان کو شرم و عار لاحق ہوتی ہے۔ اسی لئے ”عورت“ کا نام عورت رکھا گیا ہے۔

المنجد میں ہے العورة ایض کل مکمن للستر کل امر لیحیا منه کل شی یستر الانسان من اعضائه انفة و حیا یعنی ”عورت“ ہر وہ جگہ ہے جو پردہ

کیلئے بنی ہوئے عورت ہر وہ امر ہے جس (کی برہنگی) سے حیا محسوس ہوئے عورت ہر وہ چیز ہے جسے انسان غیرت و حیا کے باعث چھپائے اور پردہ میں رکھے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ عورت از سر تا پا چھپانے اور پردہ میں رکھنے کی چیز ہے اور انسان کو اس کے ظاہر و بے پردہ ہونے سے شرم و عار محسوس ہوتی ہے لہذا جو عورت غیر محرموں سے پردہ نہیں کرتی اور بے پردہ آوارہ گھومتی پھرتی ہے وہ عورت کہلانے کی مستحق نہیں اور جو شخص اپنے سے متعلقہ عورت (ماں، بہن، بیوی، بیٹی) کو پردہ کی تلقین نہیں کرتا اور اسے پردہ نہیں کراتا وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

مستورات کا صیغہ ہی لفظ ستر سے بنا ہے اور ستر کا معنی بھی چھپانا پردہ میں رکھنا اور حیا کرنا ہے۔ لہذا مستورات کا مطلب ہوا پردہ والیاں اور حیا والیاں۔ معلوم ہوا کہ جو مستورات پردہ و حیا سے بیزار و بیگانہ ہیں وہ سچی مستورات بلکہ ”مستورات“ کہلانے کی مستحق نہیں ہیں۔

خاتون کا معنی ہے شریف عورت۔ المنجد میں ہے الخاتون المرآة الشریفہ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی شریف زادی اور شریف عورت بے حجابی و بے پردگی کو گوارا نہیں کر سکتی بے پردہ بے ہنر وہی عورت ہوتی ہے جو اپنے خاندان و بزرگوں کی عزت اور اپنی شرافت کو بالائے طاق رکھ دیتی ہے

ان لفظوں کی تحقیق و معانی سے ثابت ہوا کہ پردہ عورت، خاتون اور مستورات کے نام میں شامل و داخل اور ان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ لہذا جو عورتیں اپنے کو عورت، خواتین اور مستورات کہتی، کہلاتی ہیں اصول و ضابطہ کے مطابق ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ شرم و حیا اور پردہ و شرافت کو اپنائیں ورنہ یہ نام چھوڑ کر اپنے لئے کوئی نیا نام تلاش کریں۔

پردہ قرآن کی روشنی میں:

قرآن کریم میں پردہ کے احکام و مسائل کو بڑی جامعیت و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ بعض راہ گم کردہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن میں پردہ کے لئے کوئی واضح ہدایت نہیں اور موجودہ مغرب زدہ منکرین حدیث کے امام غلام احمد پرویز کا تو یہ حال ہے کہ وہ آراستہ پرداختہ بے پردہ وحیا باختہ ”عورتوں“ سے قرآن پر لیکچر کراتا ہے اور ایسی ”مستورات“ کو مجلس عام میں اپنے سامنے بٹھا کر قرآنی رموز و اسرار کا درس دیتا ہے۔ فیا عجبا۔ ہم ان صفحات پر پردہ کی ضرورت و اہمیت کے سلسلہ میں چند واضح قرآنی ارشادات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ سنئے مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى

(پارہ ۲۲، رکوع ۱۴)

”اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی“ معلوم ہوا کہ عورت کی بے پردگی و نمائش زمانہ جاہلیت کا شیطانی و جاہلانہ طریقہ ہے جسے آج بڑے زور شور اور جدوجہد کے ساتھ نام نہاد نئی روشنی اور تہذیب کے نام پر پیش کیا جا رہا ہے۔

مسلمان عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت و نام نہاد نئی روشنی کے حیا سوز زہریلے اثرات سے اپنے کو بچائے۔ غیر محرموں اور بیگانے مردوں سے پوری طرح پردہ کرے اور اپنا جسم و زیورات و زینت ان پر ظاہر نہ ہونے دے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ از روئے قرآن عورت کا صحیح مقام اس کا گھر ہے اور مردوں کے دوش بدوش چلنے اور شمع محفل بننے کی بجائے قرآن نے اسے ”چراغ خانہ“ بننے کی ہدایت فرمائی ہے۔ لہذا مسلمان خاتون کے لئے لازم ہے کہ وہ کسی شدید مجبوری و ضرورت شرعی کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے اور سکولوں، کالجوں، دفاتروں، اسمبلیوں، بازاروں، نمائشوں اور سینماؤں، کلبوں وغیرہ مقامات کا ہر گز رخ نہ کرے۔

یاد رہے کہ مذکورہ آیت میں براہ راست خطاب رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات و امہات المؤمنین کی طرف ہے لیکن اس کا حکم سب عورتوں کو لازم و شامل ہے بلکہ عام عورتوں کے لئے اس حکم کی پابندی بدرجہ اولیٰ ضروری ہے کیونکہ جب رسول پاک ﷺ کی بیویوں اور مومنوں کی ماؤں کے لئے گھروں میں رہنے اور پردہ کرنے کی اتنی تاکید ہے (حالانکہ وہاں کسی قسم کے فتنہ کا تصور ہی ناممکن ہے) تو دوسری عورتوں کے لئے تو اس سے زیادہ احتیاط و حفاظت کی ضرورت ہے کیونکہ یہاں تو بکثرت فتنوں کا احتمال ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حکم پر عمل کا بے مثال مظاہرہ:

امام احمد سے مروی ہے کہ ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ حج و عمرہ کے لئے کیوں تشریف نہیں لے جاتیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں حج فرض اور عمرہ ادا کر چکی ہوں اور میرے رب نے مجھے گھر بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے (یعنی وقرن فی بیوتکن) لہذا خدا کی قسم میں گھر سے باہر نہ نکلوں گی۔ یہاں تک کہ میرا انتقال ہو جائے۔ راوی فرماتے ہیں خدا کی قسم حضرت سودہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے عہد کے مطابق تازندگی اپنے گھر سے باہر قدم نہیں نکالا یہاں تک کہ آپ کا جنازہ نکلا (رضی اللہ عنہا) (درمنثور)

کاش! آج کل کے مسلمان مرد و عورت بھی اپنی اماں محترمہ کے اس ارشاد و عمل پر غور اور عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

وإذا سألتموهن متاعاً فسنلوهن من وراء حجاب۔ ذلکم اطہر

لقلوبکم وقلوبہن ط

”اور جب تم ان (نبی کی بیویوں) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے۔ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی“۔

(پارہ ۲۲، رکوع ۴۶)

اس آیت مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ عورت کا اصل اور صحیح مقام اس کا گھر ہے اور اگر کوئی شخص کسی ضرورت کے لئے کسی کے گھر پر جائے اور صاحب خانہ گھر پر موجود نہ ہو اور گھر میں مقیم عورت سے کسی ضروری بات کرنے اور چیز لینے کی حاجت ہو تو پردے کے باہر سے یہ کام کرے کیونکہ پردہ کے باعث مرد و عورت دونوں کا دل پاکیزہ اور ستھرا رہتا ہے اور دل میں کوئی شیطانی وسوسہ اور برا خیال نہیں آتا اور اس کے برعکس اگر غیر محرم مرد و عورت تنہا بیٹھیں آپس میں بے تکلفی ہو۔ آزادانہ میل ملاپ و ملاقاتیں ہوں اور عورتیں بے پردہ گھومتی پھریں تو اس سے معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔ حیا مفقود نظر آوارہ نیت خراب اور دل ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور اس کا نتیجہ بسا اوقات نہایت سنگین شرمناک اور ہلاکت آفریں ہوتا ہے کیونکہ بے پردہ عورت پر پڑنے والی نگاہیں شرافت و فتنہ سے بہت کم پاک ہوتی ہیں اور

بے پردگی لوگوں کی آنکھوں کو گستاخ مزاج کو آوارہ اور دلوں کو برائی پر آمادہ کر دیتی ہے چنانچہ دورِ حاضر میں اس بات کا عام مشاہدہ ہو رہا ہے۔

خیال رہے کہ اس آیت میں براہِ راست صحابہ کرام کو اہمات المؤمنین سے پردہ کے باہر سے مانگنے کا حکم فرمایا جا رہا ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب صحابہ کرام و اہمات المؤمنین کے مابین پردہ اس قدر اہم و ضروری ہے تو دوسرے مردوں عورتوں کے درمیان پردہ کتنا لازمی و ضروری ہوگا۔ جسے اس مغرب زدہ دور میں بالکل معمولی چیز سمجھ لیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۗ (پارہ ۲۲، رکوع ۵)

”اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔“

اس آیت میں بضرورت شرعی و مجبوری باہر نکلنے کی صورت میں عورتوں کو چادروں کے ساتھ اپنا تمام بدن بالخصوص چہرہ ڈھانپنے کا حکم فرمایا گیا ہے اور نہ صرف عام مسلمانوں کی عورتوں بلکہ نبی پاک ﷺ کی بیویوں اور صاحبزادیوں کو بھی پردہ کے اہتمام و التزام کی ہدایت کی گئی ہے اس سے از روئے قرآن پردہ کی ضرورت و تاکید و اہمیت بالکل واضح و ظاہر ہے۔ حضرت ابن عباس و ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مذکورہ آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ

امر نساء المؤمنین ان یغطين رؤسهن ووجوهن

بالجلابیب الا عینا واحدا

یعنی اس آیت میں اہل اسلام کی عورتوں کو (باہر نکلنے کی صورت میں) یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے سروں اور چہروں کو چادروں کے ساتھ ڈھانپ لیں اور راستہ دیکھنے کے لئے صرف ایک آنکھ کشادہ رکھیں (کذافی التفاسیر)

اللہ اکبر! ایک طرف یہ قرآنی تعلیمات اور دوسری طرف زمانہ حاضرہ کے مسلمانوں کے حالات دیکھیں اور

ع..... ہمیں تفاوتِ راہ از کجا است تا کجا

کا اندازہ فرمائیں۔ بہر حال اس آیت میں پردہ کے متعلق اس قدر وضاحت و تاکید کے باوجود کیا کسی مسلمان کو مسلمان عورتوں کے پردہ و بالخصوص چہرہ ڈھانپنے کے متعلق کوئی شبہ رہ سکتا ہے؟ کیا اب بھی یہ کہنے کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ معاذ اللہ قرآن و اسلام میں پردہ و بالخصوص عورتوں کا چہرہ ڈھانپنے کے متعلق کوئی تصریح و واضح ہدایت موجود نہیں؟

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ قرآن پاک تو مسلمان عورت کو بضرورت باہر نکلنے کی صورت میں چادر کے ساتھ اپنا تمام بدن و بالخصوص چہرہ چھپانے کا حکم فرماتا ہے لیکن آج کل بالعموم مسلمانوں کی بہو بیٹیاں اور بہنیں بلا ضرورت محض سیر و تفریح، فرنگی تعلیم اور اپنی نمائش و شاپنگ کیلئے پوری زینت و زیبائش کے ساتھ باہر نکلتی ہیں اور غیر مردوں کو دعوتِ نظارہ دینے کیلئے اپنا سارا وجود و بالخصوص چہرہ کھلا رکھتی ہیں۔ کیا یہ صراحتہً قرآنی احکام کی خلاف ورزی اور بے حیائی کا مظاہرہ نہیں؟

چادر کا مطلب:

یاد رہے کہ آیت کریمہ میں جس لفظ کا معنی چادر کیا گیا ہے وہ لفظ جلابیب

جلباب کی جمع ہے اور جلباب اس بڑی چادر کو کہا جاتا ہے جو عام اوڑھنی و دوپٹہ کے اوپر اوڑھی جاتی ہے اور لحاف کی طرح تمام بدن کو چھپا لیتی ہے۔ (کذا المدارک والظہری وغیرہما) اور یہی چادر اوڑھنے اور اس سے منہ ڈھانپنے کا مولیٰ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عورتوں کو فرمایا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اگر عورت بضرورت باہر نکلے تو اتنی بڑی چادر اوڑھ کر نکلے کہ جس سے پوری طرح پردہ ہوا سر اور چہرہ سمیت تمام بدن چھپ جائے اور حکم خداوندی کا تقاضا پورا ہو کیونکہ عورت ننگے سر منہ یا نائیلون وغیرہ کا باریک کپڑا، دوپٹہ یا نام نہاد عربی ترکی مصر فیشن ایبل برقعہ پہن کر باہر نکلتی یا چادر اوڑھ کر منہ سر ننگا رکھتی ہے۔ وہ پردہ و جلباب کا تقاضا پورا نہیں کرتی بلکہ احکام قرآن کی خلاف ورزی و ارشاد خداوندی نافرمانی کا ارتکاب کرتی ہے۔ والعیاذ باللہ

ہاں البتہ اگر (تہبند کی بجائے پاجامہ و شلوار کی طرح) چادر کی جگہ پر طرز کا خیمہ نما سادہ و معمولی قسم کا بڑا برقع استعمال کیا جائے جس سے عورت کا چہرہ اور سر سے پاؤں تک تمام بدن چھپ جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ چادر کا صحیح بدل ہو سکتا ہے لیکن جیسا کہ اوپر گزرا اس میں بھی دو آنکھوں کی بجائے ایک آنکھ کی جگہ کھلی رکھی جائے تاکہ عورت بقدر ضرورت اپنا راستہ دیکھ سکے اور مردوں تک اس کی نظر زیادہ نہ پھیلے کیونکہ جس طرح مسلمان عورت کیلئے غیر محرم سے اپنا آپ چھپانا ضروری ہے اسی طرح غیر مردوں کو دیکھنے سے اجتناب لازمی ہے تاکہ دونوں طرف سے فتنہ کا مکمل طور پر سد باب ہو۔

دعوتِ فکر:

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ پردہ و حجاب کے متعلق قرآنی احکام و اسلامی تعلیمات کتنی اہم اور بہتری و سلامتی کی حامل ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر معاشرہ ان کو اپنالے تو اس سلسلہ میں کسی قسم کی بد مزگی، آوارگی، بے راہروی و دنیاؤ آخرت کی رسوائی، اغوا و زنا، جیل و مقدمہ ناجائز اولاد و معاشقہ اور فساد و بگاڑ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ذرا سوچئے جو مسلمان خاتون بحکم قرآن پردہ کا اس قدر اہتمام کرے کہ اپنے جسم کا کوئی حصہ خصوصاً اپنا چہرہ تک کسی غیر محرم و بیگانہ مرد کو نہ دکھائے۔ کیا کوئی آوارہ مزاج و بدنیت مرد اس کے قریب جانے اور اسے برائی پر آمادہ کرنے کی توقع کر سکتا ہے؟ اور ایسی حیا دار و با پردہ مقدس خاتون جو دور سے کسی غیر محرم کو اپنا چہرہ اور جسم کا کوئی حصہ نہیں دکھاتی وہ خود کسی غیر محرم کے قریب جاسکتی ہے؟ یا اسے اپنے قریب آنے یا اپنے جسم کے خاص مقامات پر تصرف کرنے کی اجازت دے سکتی ہے؟ یا اس کا کوئی سر پرست و محرم باپ، بیٹا، بھائی، شوہر اس کے متعلق ایسی باتوں کا تصور کر سکتا ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں، سوائے کسی دیوث و بے غیرت اور مردہ ضمیر و ایمان فروش کے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

چہرہ چھپانے کا فلسفہ:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ عورت کے پردہ پر اتنا زور کیوں دیا جاتا ہے اور قرآن پاک میں بالخصوص عورتوں کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے تو اس کے

جواب میں یہ عرض کیا جائے گا کہ ”ایک انسان کو دوسرے انسان کی جو چیز سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے وہ اس کا چہرہ ہی تو ہے، انسان کی خلقی و پیدائشی زینت یا دوسرے الفاظ میں انسانی حسن کا سب سے بڑا مظہر چہرہ ہے۔ نگاہوں کو سب سے زیادہ وہی کھینچتا ہے۔ جذبات کو سب سے زیادہ وہی اپیل کرتا ہے خود اپنے دل کو ٹٹولنے، اپنی آنکھوں سے فتویٰ طلب کیجئے اور اپنے نفسانی تجربات کا جائزہ لے کر سچ سچ بتائیے کیا سارے جسم کی بہ نسبت چہرے کا حسن آپ کی نگاہ میں اہم ترین نہیں ہے؟ اور بالخصوص نسوانی چہرہ جذب و کشش کا مرکز اور فساد نظر و فتنہ کا محل اور اس کا ہر پہلو شعراء کا موضوع نہیں ہے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر اس حقیقت کے مسلم ہو جانے کے بعد اگر سوسائٹی میں صنفی انتشار، ذہنی آوارگی، بد نظری اور بدکاری و فحاشی کا طوفان روکنا مقصود ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ عورت کیلئے پردہ لازم اور بالخصوص چہرہ کا چھپانا نہایت ضروری قرار دیا جائے کیونکہ اگر اصل مقصد واقعی اس طوفان کو روکنا ہے تو اس سے زیادہ خلاف حکمت بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کو روکنے کیلئے چھوٹے چھوٹے دروازوں پر تو کنڈیاں چڑھائی جائیں اور سب سے بڑے دروازہ کو چوٹ کھلا چھوڑ دیا جائے۔ اس لئے اسی خلاف حکمت بات سے بچنے اور برائی کا مکمل انسداد کرنے کیلئے عورت پر پردہ اور بالخصوص چہرہ چھپانا قرآن و اسلام میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔

نظر پر پابندی:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم و یحفظوا فروجہم ذالک

از کی لهم ان اللہ خبیر بما یصنعون۔ وقل للمومنات یغضن من ابصارهن و یحفظن فروجهن ولا یدین زینتھن الا ما ظہر منها ولیضربن بخمرهن علی جیوبھن الآیہ (پارہ ۱۸ رکوع ۱۰)

”مسلمان مردوں کو حکم دواپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے بہتر ہے بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دواپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر (اوپر کا اوڑھا ہوا کپڑا) جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔“

یہاں پر حفاظتی و انسدادی تدبیر کے طور پر مردوں عورتوں کو بالقصد ایک دوسرے کو دیکھنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے کیونکہ دیدہ بازی و بدنگاہی اور عورتوں کا مردانہ حسن و مردوں کا زنانہ حسن سے لطف اندوز ہونا فحاشی و بدکاری اور گمراہی و بے راہروی کا پہلا دروازہ ہے۔ جب غیر مرد و عورت کی ایک دوسرے پر نظر پڑتی اور نگاہ ملتی ہے اس کے بعد شہوانی جذبات برا بھیختے ہوتے ہیں اور برائی کا راستہ تلاش کیا جاتا ہے اس لئے اسلام نے اس قسم کی نظر پر پابندی لگادی ہے تاکہ شروع ہی میں فتنہ کا سدباب ہو اور آگے بڑھنے کا موقع ہی نہ آئے مزید تاکید کیلئے نظر پر پابندی کے ساتھ شرمگاہوں کی حفاظت کا بھی حکم فرما دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ یہ نگاہوں کا جھکانا اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنا تمہارے لئے بہتر و ستمرائی کا سبب ہے جس کے باعث ناپاک افعال و شدید گناہوں سے محفوظ رہو گے اور اگر تم نے اپنی نظریا شرمگاہ کے معاملہ میں خیانت کی تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کو تمام

حرکات کا علم اور سب کے کاموں کی خبر ہے۔

ہو سکتا تھا کہ کسی مریض القلب کو یہ خیال گزرتا کہ یہاں صرف نگاہ نیچے کرنے کا حکم ہے لباس و پردہ کے متعلق کوئی پابندی نہیں؟ چنانچہ بعض لوگ کہتے بھی ہیں کہ جی پردہ ہو یا نہ ہو بس نیت صاف ہونی چاہیے لیکن اسلام نے نیت کی صفائی کے ساتھ جہاں نگاہیں نیچی کرنے کا حکم فرمایا ہے وہاں عورتوں کو پردہ کرنے اور بالخصوص اپنے نمایاں مقامات چھپانے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

وليضربن بخمرهن على جيوبهن۔ (یعنی) ”اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالیں“۔ جس آیت میں عورتوں کو اپنے سروں اور چہروں کو چادروں سے ڈھانپنے کا حکم فرمایا گیا ہے وہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اب اس آیت میں گریبان ڈھانپنے کا حکم ہو رہا ہے اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ عورتوں کے لئے پردہ اور بالخصوص سرچہرہ اور گریبان کا ڈھانپنا کس قدر ضروری ہے مگر آہ افسوس! اسلام قرآن نے جن مقامات کو زیادہ چھپانے کی ہدایت فرمائی آج انہیں مقامات کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کر کے غضبِ خداوندی کو دعوت دی جاتی ہے ایک طرف تو مسلمان ملک میں بے غیرت و نام نہاد مسلمانوں کی جیتی جاگتی مائیں بہنیں بہو بیٹیاں پورا بناؤ سنگار کر کے آراستہ پیراستہ ہو کر بالکل ننگے منہ سر یا برائے نام فیشن ایبل برقعوں نائلوں کے دوپٹوں اور ٹیڈی لباس میں ملبوس گلیوں بازاروں سکولوں کالجوں کلبوں سینماؤں میں دعوتِ نظارہ دیتی گھومتی پھرتی ہیں اور دوسری طرف بذریعہ تصویر اشتہاروں بورڈوں اخباروں رسالوں میں عورت کے ایک ایک عضو بالخصوص سرچہرہ اور سینہ کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کر کے دکھایا جاتا ہے۔

اے فرنگی تہذیب اے انگریزی تعلیم اے سکول و کالجو تہی قوم کی بھولی
 بھالی بیٹیوں کو اتنا دریدہ دہن طوطا چشم اور بیباک و بے حیا بنا دیا ہے۔
 اے حاکمو! اے مولویو! اے پیر و اور لڑکیوں کے پانتھارو!
 کس سمت کی ہوا ہے کدھر جا رہے ہیں لوگ
 فرصت ملے تو گھر سے نکل کر تو دیکھیے

بہر حال اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ مسلمان مرد و عورت کو بڑی احتیاط کی
 ضرورت ہے اور آنکھیں جھکانے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کے لئے عورتوں
 کو اپنے پردہ بالخصوص گریبان ڈھانپنے کا ضروری حکم ہے جس سے معلوم ہوا کہ انسانی
 زندگی اور لباس و معاشرت میں مرد و عورت کا معاملہ اور شرعی قرآنی احکام ایک جیسے
 نہیں بلکہ ان میں بہت فرق ہے جیسا کہ مذکورہ آیت میں مردوں کو صرف نگاہیں نیچی
 کرنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور عورتوں کو اس کے ساتھ پردہ
 کرنے دوپٹہ اوڑھنے اور گریبان ڈھانپنے کی بھی تاکید کی گئی ہے لہذا ظاہر ہو گیا کہ
 عورتوں کا غیر محرموں سے پردہ نہ کرنا اور حیا و شرافت کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر
 عورتوں کو مردوں کے ساتھ دوڑانا، شانہ بشانہ چلانا، پہلو بہ پہلو بٹھانا، مخلوط مجالس میں آنا
 جانا اور غیر محرم مردوں عورتوں کا بلا تکلف ملنا ملانا اور ملاقاتیں فرمانا اسلامی احکام و قرآنی
 معاشرہ کے سراسر برعکس محض ابلیس و انگریز کا طریقہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

آواز کی پابندی:

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ اِنَّ اَتَقِيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعُ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا (پ ۲۲، ۱۷)

”اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو۔“

عورتوں کی بے پردگی و حسن و جمال کے مظاہرہ کی طرح چونکہ ان کی آواز بھی معاشرتی بے راہروی دلوں کی کچی اور فتنہ کا باعث ہو سکتی ہے کیونکہ عورت کی آواز میں طبعی طور پر ایک دلکشی نرمی نزاکت اور حلاوت پائی جاتی ہے نیز آواز اور باتیں سن کر دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے جو بالآخر بے پردگی پر منتج ہوتی ہے اس لئے اس آیت میں بوقت ضرورت عورتوں کو ایسے طریقہ سے گفتگو کرنے کی ہدایت فرمائی ہے کہ جس سے کسی سننے والے کے دل میں کوئی غلط خواہش لالچ اور کشش پیدا نہ ہو پچھلے صفحات میں وہ آیت گزری ہے کہ جس میں یہ فرمایا گیا تھا کہ ”اگر مرد مستورات سے کوئی چیزیں مانگیں تو پردہ کے باہر سے مانگیں“۔ اب اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ اگر عورتوں کو بات کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئے تو پردہ میں رہ کر ایسی سنجیدگی اور سادگی و باوقار طریقہ سے بات کریں کہ محض بات کی حد تک وہ بات رہے اور سننے والے کے دل میں ان کے انداز گفتگو سے کوئی لذت و خواہش و لالچ پیدا نہ ہو اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام و قرآن عورت کے سلسلہ میں کتنی احتیاط کا سبق دیتے ہیں اور مختلف رخنوں برائی کے راستوں اور فتنوں کے دروازوں کو کس حکیمانہ طریقہ سے بند فرماتے ہیں تاکہ کسی قسم کے خطرہ کا کوئی احتمال و گنجائش و امکان ہی نہ رہے پھر صرف عورت کے انداز گفتگو اور آواز کی پابندی پر ہی بس نہیں کیا بلکہ یہاں تک فرمایا کہ

ولا يضربن بارجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن

یعنی ”عورتیں چلنے میں بھی احتیاط کریں اور اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ ان کا چھپا ہوا زیور معلوم ہو اور اس کی جھنکار دوسروں تک پہنچے۔“

(پارہ ۸ رکوع ۱۰)

یہاں پر صراحتاً یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ عورتیں اپنی چال ڈھال اور اپنے گھروں میں بھی اتنی احتیاط کریں کہ ان کے زیور کی آواز بھی کسی غیر محرم کے کان تک نہ پہنچے جب عورت کے زیور کی آواز کا اتنا پردہ ہے تو اس کی اپنی آواز و جسم کی بے پردگی کس طرح جائز و گوارا ہو سکتی ہے؟ اور جب غیر مرد کو زیور کی آواز سنانا بھی منع ہے تو خود زیور اور جن اعضاء میں زیور پہنا جاتا ہے ان کا دکھانا کس قدر ممنوع ہوگا؟ اس کے ساتھ ہی ذرا اس پر بھی غور فرمائیے کہ از روئے شریعت عورت کے لئے اذان، اقامت، امامت اور خطابت جیسے اہم مبارک اور پاکیزہ امور ممنوع و ناجائز ہیں اسی طرح عورتوں میں کوئی نبی نہیں ہوا کیونکہ نبی کا کام ہے مجمعوں میں جانا، تبلیغ و تقریر و خطاب فرمانا اور یہ باتیں عورتوں کے پردہ کے مناسب و لائق نہیں مگر کس قدر ظلم اور غضب کا مقام ہے کہ جس اسلام کے اتنے واضح اور صاف و صریح احکام ہیں اسی اسلام کے ”نام لیواؤں“ کے ملک میں ان کی عورتیں اور بیٹیاں مردانہ مجالس و مخلوط مجمعوں، مباحثوں، سکولوں، کالجوں، اسٹیجوں، اسمبلیوں، اسٹیشنوں اور ریڈیو پراوڈ اسپیکروں میں تقاریر و خطاب فرماتی نظر آتی ہیں۔

فالی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

یاد رہے کہ اوپر کی آیت میں اگرچہ بظاہر ازواجِ مطہرات کو خطاب ہے لیکن حکم سب مسلمان خواتین کو شامل و عام ہے بلکہ عام عورتوں کے لئے ازواجِ مطہرات

وامہات المؤمنین سے بہت زیادہ احتیاط و پابندی کی ضرورت ہے۔

پردہ احادیث کی روشنی میں:

پردہ کے متعلق قرآن پاک کے بعض صاف و صریح ارشادات کے بعد اب ہم احکام قرآنی کی مزید تفصیل و تشریح کے لئے احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں اور ان کی روشنی میں پردہ کی اہمیت کو اور زیادہ واضح کرنا چاہتے ہیں تاکہ بے پردہ و میا باختہ عورتوں اور ان کے جاہل و بے غیرت سرپرست مردوں پر حجت قائم ہو۔ اور دیندار عورتوں اور خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام کا احترام کرنے والے مردوں کے لئے باعث عبرت و مشعل راہ ثابت ہوں اور وہ فرنگی تہذیب کی موجودہ حیا سوز آندھیوں میں اپنے ناموس و غیرت کا مزید تحفظ کر سکیں۔

عورت اور شیطان:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرءة عورة فاذا خرجت

استشرفها الشیطان

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت چھپانے کی چیز ہے اس کا باہر نکلنا شیطانی غلبہ و خطرہ کا باعث اور گھر میں رہنا بہتر ہے جیسا کہ قرآن پاک کا ارشاد بھی گزر چکا۔

گھر کی بندش:

المرءة عورة فاحبسوہن فی البیوت

عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے پس انہیں گھروں میں قید رکھو۔

(ابن ابی شیبہ، تفسیر درمنثور الزواجر)

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اتقوا الله في النساء فانهن عوانى عندكم و العانى الاسير
(او کمال قال)

یعنی عورتوں کے بارہ میں اللہ سے ڈرو پس تحقیق وہ تمہاری قید میں ہیں۔
(تفسیر روح البیان، جلد ۱۰، صفحہ ۲۶۶)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عورت قابل پردہ چیز ہے اور مردوں کے پاس بجز لہ قیدی کے ہے لہذا مردوں پر لازم ہے کہ بلا حاجت و ضرورت شرعی "سیر و تفریح" اور آوارہ گھومنے پھرنے سے انہیں روکیں اور گھروں میں قید رکھیں لیکن قید کا یہ مطلب نہیں کہ مرد عورتوں کو گھر میں بند رکھ کر ان پر ظلم کریں۔ بلکہ ان کے بارہ میں اللہ سے ڈریں ان کے حقوق بجالائیں اور خوراک، رہائش، لباس وغیرہ کا خیال رکھیں۔ سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ تعلیم ہے اور اس میں معاشرہ کی اصلاح کے ساتھ عورت کی کتنی ہمدردی و بھلائی ہے مگر واہ رے فرنگی تہذیب جس نے مغرب زدہ مردوں کو بے غیرت بنا دیا اور عورتوں کو شتر بے مہار کی طرح آوارہ و بیباک کر دیا۔

شیر خدا کا ارشاد:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے غیرت مردوں کو خطاب کر کے فرماتے ہیں۔
"کیا تمہیں حیا نہیں، کیا تمہیں غیرت نہیں، تمہاری عورت باہر نکلتی ہے اور وہ لوگوں کو دیکھتی ہے اور لوگ اس کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں۔"

خاتون جنت کا فرمان:

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ عورت کے لئے کس

بات میں بہتری ہے۔ فرمایا

”عورت کے لئے یہ بہتر ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھے اور نہ مرد اس کو دیکھ

سکیں“۔ (الزواج، جلد ۲، ص ۴۵)

جنازہ پر پردہ کا اہتمام:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزاج مبارک میں چونکہ انتہا کی شرم

و حیا تھی اس لئے آپ بعد انتقال اپنے جنازہ کے متعلق متفکر تھیں کہ جنازہ پر پردہ کی

کیا صورت ہوگی۔ چنانچہ آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

بطور مشورہ فرمایا کہ کھلے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی معلوم ہوتی ہے جس کو میں

ناپسند کرتی ہوں۔ اس پر حضرت اسماء نے عرض کی اے جگر گوشہ رسول! میں نے

جس میں ایک طریقہ دیکھا ہے آپ فرمائیں تو میں اس کو پیش کروں۔ یہ کہہ کر

انہوں نے خرے کی چند شاخیں منگوائیں اور ان پر کپڑا اتانا جس سے پردہ کی

صورت ہوگئی۔ یہ دیکھ کر خاتون جنت بہت خوش ہوئیں اور فرمایا جنازہ پر پردہ کے

لئے یہ بہت اچھا طریقہ ہے چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد رات کے اندھیرے

کے باوجود آپ کا جنازہ اسی طرح پردہ کی صورت میں لے جایا گیا“

(سیر الصحابیات بحوالہ اسد الغابہ، جلد ۵، ص ۲۲۲)

اللہ اکبر! رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی اور زنان جنت کی سردار کے پردہ

کا اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ انتقال کے بعد کفن میں ملبوس ہونے کے باوجود جبکہ بے

پردگی کا کوئی احتمال نہیں ہوتا کس طرح اپنے جنازہ کے پردہ کا اہتمام فرما، ہی

ہیں اور ادھر آج کل کے نام نہاد مسلمانوں کی حالت پر غور فرمائیں کہ ان کی ہمیشہ گان و بہو بیٹیاں بازاروں، دوکانوں، سینماؤں، کالجوں وغیرہ مقامات پر کس طرح کھلے بندوں اپنی زندگی و جوانی اور حسن و زیبائش کا مظاہرہ کرتی پھرتی ہیں کیا ایسی بے پردہ و جیا باختہ عورتیں اپنی تمام ترقی و تعلیم و دانائی کے باوجود جنت میں خاتون جنت کی رفاقت کے قابل ہو سکتی ہیں؟

حشر میں پردہ کا انتظام:

جیسا کہ اوپر گزرا چونکہ سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردہ کا کمال درجہ اہتمام فرماتی تھیں حتیٰ کہ بعد وصال بھی پردہ کے اہتمام سے غافل نہ ہوئیں اس لئے قیامت کے دن آپ کے پودہ و حفاظت کا قدرتی طور پر انتظام ہوگا اور جب آپ پل صراط سے گزرنے لگیں گی تو عرش سے منادی پکارے گا ”اے اہل محشر اپنے سروں کو جھکا لو اور آنکھیں نیچی کر لو کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی پل صراط سے گزرنا چاہتی ہے (رضی اللہ عنہا)“

(نور الابصار، ص ۴۵، ۴۶)

جنت سے محروم:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماں باپ کا نافرمان، دیونٹ (جسے اپنی عورت کی غیرت نہ ہو)، ہمیشہ شراب پینے والا اور مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا“

ناپینا سے پردہ:

”ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھیں کہ اچانک حضرت ابن ام مکتوم (ناپینا صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے آنے پر حضور ﷺ نے ہم دونوں (بیویوں) کو فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ ناپینا نہیں ہیں؟ جو ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (وہ تو ناپینا ہیں لیکن) کیا تم بھی ناپینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتیں؟۔ (ترمذی و ابوداؤد)

فائدہ:

ایک طرف امہات المؤمنین رسول اللہ ﷺ کی بیویاں اور دوسری طرف صحابی رسول اور وہ بھی آنکھوں سے ناپینا، اس کے باوجود حضور ﷺ کا پردہ کے متعلق اس طرح ارشاد فرمانا اور آج کل عام قسم کی حیا باختہ عورتوں کا آراستہ پیراستہ ہو کر فاسقوں، فاجروں اور ابراو غیرہ لوگوں کے سامنے گھومنا پھرنا۔

ع..... بہیں تفاوت راہ از کجاست کجاست

ناپینا حافظ سے تعلیم:

فقہاء اسلام نے مذکورہ حدیث کی روشنی میں اور اس بناء پر کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے۔ فرمایا کہ ”عورت کو ناپینا مرد حافظ سے قرآن پڑھنا ممنوع و ناپسندیدہ ہے اسے چاہیے کہ کسی قرآن خواں عورت سے قرآن پڑھے۔“

(نفع المفتی والسائل، ص ۱۱۹)

کہاں یہ اسلامی تعلیمات اور حفاظتی و احتیاطی تدابیر کہ عورت کے لئے نابینا حافظ قرآن سے قرآن پاک کا سبق پڑھنا اور کہاں مخلوط ماحول میں ٹیڈی لڑکیوں اور فیشن ایبل دوشیزگان کا مغرب زدہ نوجوانوں پر و فیسروں سے انگریزی تعلیم حاصل کرنا، مخلوط مجالس و مباحثوں میں شرکت کرنا اور بازاروں و دکانوں پر شاپنگ کرتے پھرنا۔

ع..... شرم ان کو مگر نہیں آتی

خلوت میں شیطان:

عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یخلون
رجل بامرأة الا کان ثالثهما لشیطن

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

نیز فرمایا ”خبردار کوئی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ رات نہ گزارے سوا اس کے کہ وہ اس کا خاوند ہو یا شرعی محرم“۔ (مسلم شریف)

معلوم ہوا کہ اپنے خاوند شرعی محرم کے بغیر عورت کا رات کو کسی غیر مرد کے پاس رہنا یا اس کیساتھ خلوت و تنہائی میں بیٹھنا شرعاً ناجائز و شیطانی خطرہ کا باعث ہے چاہے وہ غیر محرم مرد یوریا جیٹھ ہو، خالہ ماموں، پھوپھی زاد بھائی یا بہنوئی ہو، کوئی مولوی یا پیر ہو، پروفیسر و حافظ قرآن استاد ہو، حکیم ڈاکٹر یا اور کوئی دوکاندار وغیرہ ہو۔

پیچھے رکھنے کا حکم:

عن حذیفہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول فی خطبته الخمر جماع الاثم والنساء قبائل الشيطان وحب الدنيا راس كل خطیئة قال و سمعته يقول اخر والانساء حیث اخرهن اللہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں فرماتے سنا کہ شراب گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ دنیا کی محبت ہر برائی کی اصل ہے۔ نیز فرمایا عورتوں کو پیچھے رکھو جیسے اللہ نے انہیں (مردوں سے) پیچھے رکھا۔ (مشکوٰۃ شریف)

معلوم ہوا کہ عورتوں کا نمبر مردوں کے بعد ہے۔ چنانچہ وہ بہت سے امور میں مردوں سے پیچھے اور ان کے بعد درجہ رکھتی ہیں اور قرآن پاک میں بھی ان کا ذکر مردوں کے بعد اور ان کے ذکر کے تحت آیا ہے۔ لہذا آج کل کے مقلدین افرنگ کا عورت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا اور اسے مردوں کے دوش بدوش چلانے اور برابر کرنے کی کوشش کرنا خلاف اسلام و خلاف فطرت محض باطل پرستی پر مبنی ہے۔ عورتوں کو مردوں کی برابری اور ان سے پیش قدمی کی بجائے پیچھے رکھنے کے حکم میں بھی ان کی حفاظت و پردہ کا راز مضمحل ہے کیونکہ آگے اور برابر ہونے کی بجائے پیچھے ہونے میں بھی پردہ و حفاظت میں رہنا بہتر ہے مگر انگریز کی ذہنی غلامی و فرنگی تہذیب کے دستور کے مطابق مغرب زدہ عورت مردوں کی مجلس میں پہلو بہ پہلو بیٹھتی بلکہ ان کی صدارت و قیادت فرماتی نظر آتی ہے نہایت شوخی و پیبیا کی کے

ساتھ خود آگے ہوتی ہے اور ان کا نام نہاد خاوند نوکروں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

۔ تہذیب نو جب آئی خوف خدا گیا
اور ساتھ ساتھ شرم رسول خدا گئی

اہل قبر سے پردہ:

”ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک میرے حجرہ (گنبدِ حضرت) میں رسول اللہ ﷺ اور میرے والد (ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مدفون تھے میں یہ سمجھتے ہوئے کہ یہاں صرف میرے شوہر محترم اور والد بزرگوار ہی ہیں پردہ کا اہتمام کئے بغیر نہی زیارت کے لئے حاضر ہو جاتی تھی لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں دفن ہو گئے تو اللہ کی قسم اس کے بعد میں ان سے شرم کے باعث اپنے آپ کو کپڑوں میں خوب لپیٹ کر (باپردہ) وہاں حاضر ہوتی“ (مشکوٰۃ شریف)

مومنوں کی ماں کی شرم و پردہ کا یہ عالم ہے کہ وہ ایک برگزیدہ صحابی و خلیفہ رسول کی قبر سے اس قدر حیا فرماتی ہیں اب جن مردوں کی عورتیں اور بہو بیٹیاں ٹیڈی لباس میں ملبوس بے پردہ گھومتی پھرتی اور مخلوط و مردانہ مجلسوں اور اداروں میں کھلم کھلا شریک ہوتی ہیں اور عام بازاری مردوں سے بھی حیا نہیں کرتیں وہ ذرا سوچیں کہ وہ خود اور ان کی یہ عورتیں کیا ام المؤمنین کی اولاد ہیں؟

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

مصیبت میں پردہ:

”ایک صحابیہ نے اپنے لخت جگر کے شہید ہونے کی خبر سنی تو وہ تحقیق حال کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی درآں حالیکہ اس انتہائی مصیبت و صدمہ میں بھی اس کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ بعض صحابہ کرام نے ایسے موقع پر بھی اس قدر پردہ کے اہتمام پر بطور تحسین حیرت کا اظہار کیا تو اس مقدس خاتون نے فرمایا ”ان ارزائنی فلن ارزأحیائی یعنی بیشک میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے لیکن میری حیا نہیں مری“۔ (ابوداؤد)

اللہ اکبر! ذرا ایک طرف اس بلند ہمت و با حیا خاتون کے صبر و غیرت کو دیکھیے اور دوسری طرف زمانہ حال کی ان عورتوں کے متعلق خیال کیجئے کہ جن میں سے بعض با پردہ عورتیں بھی مصیبت و موت کے وقت بال کھولے ہوئے بے پردہ واویلا کرتی نظر آتی ہیں۔ اور شادی و خوشی کے موقع پر ناچ گانے اور ڈھولک بجانے کی تقریب میں شریک ہوتی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حج اور جہاد:

اسلام نے عورت کے تحفظ و پردہ کا اس قدر اہتمام فرمایا ہے کہ نہ عورتوں پر جہاد ضروری قرار دیا ہے اور نہ انہیں محرم و شوہر کے بغیر حج ہی کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ”میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا (مردوں کی طرح) عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں۔ الحج والعمرة.....

دوسری روایت میں ہے:

جہاد کن الحج۔ ”اے عورتو تمہارا جہاد حج ہے۔“ (مشکوٰۃ شریف)
 معلوم ہوا کہ حج ہی عورتوں کا جہاد ہے اور مسلمان عورت کا کام خود سپاہی
 بننا نہیں بلکہ ملک و قوم کو سپاہی بیٹھے عطا کرنا ہے۔ باقی رہا حج تو اس میں بھی عورت
 اپنے شوہر و محرم کے بغیر نہیں جاسکتی۔ حج کے خرچ کے علاوہ اس کے ساتھ شوہر یا
 محرم کا ہونا ضروری شرط ہے اور بغیر محرم حج کو جانا جرم و گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ
 نے فرمایا ”ہرگز کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اور ہرگز
 کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے (اگرچہ وہ سفر حج ہو) ایک شخص نے
 عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں جہاد کے سلسلہ میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے اور میری
 عورت حج کے لئے جا رہی ہے (میرے لئے کیا حکم ہے) فرمایا تو جا اور عورت کے
 ساتھ جا کر حج ادا کر۔ (بخاری و مسلم)

جب حج جیسے سراسر عبادت و مقدس سفر میں عورت شوہر و محرم کے بغیر نہیں
 جاسکتی تو اس کا اور کسی سفر میں تنہا نکلنا شوہر و محرم کے بغیر سفر کرنا، عرسوں، میلوں اور
 دیگر مقامات و شہروں میں جانا اور تعلیم و سیاحت و ملازمت کے لئے لندن و امریکہ
 وغیرہ ممالک تک پرواز کرنا کیسے حلال ہوگا؟

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان گرامی کے خلاف ملک و بیرون ملک میں تنہا
 سفر کرنے والی عورتوں کا آئے دن جو عبرتناک حشر اور بسوں کے اڈوں، اسٹیشنوں
 وغیرہ پر قتل و اغواء و عصمت دری کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں وہ اخبار بین و باخبر
 حضرات سے مخفی نہیں۔ کاش! لوگ احکام اسلام پر عمل پیرا ہو کر اپنے ایمان اور

عزت و جان کو محفوظ رکھیں اور دنیا و آخرت میں سرخرو رہیں۔

عورت کا مصافحہ:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جس عورت کو بیعت کرتے اسے اپنی زبان مبارک سے فرماتے ”میں نے تجھے بیعت کیا“۔ خدا کی قسم آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کے ساتھ نہیں چھوؤ۔
(بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ بیعت کے موقع پر عورتوں نے عرض کیا حضور (ﷺ) ہمارے ساتھ مصافحہ فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: انی لا اصافح النساء۔ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ (موطا امام محمد)

اللہ اللہ!! رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے آقا و مولیٰ اور حقیقتاً ایمانی باپ ہونے کے باوجود اتنی احتیاط فرماتے ہیں کہ آپ کا مقدس ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کے ساتھ مس نہیں ہو اور آپ نے صاف فرمادیا کہ میں عورتوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا۔ جب حضور ﷺ کی احتیاط کا یہ عالم ہے تو اور کسی پیر و مریدنی، استاد و شاگردنی اور منہ بولے نام نہاد باپ بیٹی اور بہن بھائی کے لئے کسی بے احتیاطی کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے۔ حضور ﷺ کے اس قول و عمل مبارک سے واضح ہو گیا کہ مغرب زدہ تعلیمیافتہ عورتوں کا اپنے ہم جنس مسٹروں کے ساتھ مصافحہ کرنا (جن کی تصاویر آئے دن اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں) اور سادہ لوح جاہل عورتوں کا پیروں

اور ان کے صاحبزادوں کے ساتھ ہاتھ ملانا دست بوسی کرنا اور ان کے پاؤں دبانا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد و طریقہ کے خلاف اور محض ناجائز و حرام ہے۔

عورت اور نماز:

مردوں کی طرح عورتوں پر بھی پنجگانہ نماز فرض ہے مگر مردوں عورتوں کی نماز میں متعدد امور میں فرق ہے اور اسلام نے نماز کے معاملہ میں بھی عورت مرد کے درمیان امتیاز رکھا ہے اور اس سلسلہ میں بھی عورت کو مرد کے برابر نہیں کیا۔ مردوں کی نماز کے لئے اذان، اقامت، جماعت، امامت اور مساجد کی حاضری کو ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن عورتوں پر نہ یہ چیزیں ضروری ہیں نہ ان کے لئے موذن مکبر اور امام و خطیب بننا جائز ہے۔ مرد جتنے قدم چل کر مسجد میں حاضر ہو کر نماز باجماعت ادا کریں گے انہیں اتنا زیادہ ثواب و بلندی درجات ہوگی اور عورت اپنے مکان میں جتنے محفوظ و اندرونی حصہ میں نماز پڑھے گی اسے اتنا ہی زیادہ ثواب و قرب خداوندی حاصل ہوگا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”عورتوں کی بہترین مسجد ان کے گھروں کا اندرونی حصہ ہے۔“

(طبرانی وغیرہ)

”عورت اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں اپنے رب کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔“ (کتاب الترغیب)

”اللہ کے نزدیک عورت کی سب سے زیادہ محبوب نماز وہ ہے جو گھر کے سب سے زیادہ تاریک حصہ میں ادا کرے۔“ (ابن خزیمہ)

”عورت کا اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنا گھر سے باہر (مسجد وغیرہ میں) نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور دالان میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اندر کی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔“
(طبرانی شریف)

”عورت کا کوٹھڑی میں نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے اور تہہ خانہ میں نماز پڑھنا کوٹھڑی میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔“ (ابوداؤد)
انہی احادیث کے پیش نظر علماء و محدثین نے اس موقع پر ان الفاظ میں باب باندھا ہے۔

ترغیب النساء فی الصلوة فی بیوتھن ولزومھا و ترہیبھن
من الخروج منها۔

یعنی عورتوں کو چاہیے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کی طرف رغبت کریں اور اسے لازم پکڑیں اور نماز کے لئے بھی گھروں سے باہر نکلنے سے احتراز کریں۔
امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باب اختیار صلوة المرأة فی حجر تھا علی صلوتھا فی دارھا
وصلوتھا فی مسجد قومھا علی صلوتھا فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
”یعنی عورت کا اپنے گھر کے قریب اپنی قوم و محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور دالان میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔“ (کتاب الترغیب، ص ۱۶۹)

ان احادیث میں ارشادات ائمہ سے ظاہر ہوا کہ عورت کا اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں نماز پڑھنا زیادہ پسندیدگی و ثواب و قرب خداوندی کا باعث اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے کئی درجے زیادہ بہتر ہے۔ حالانکہ مسجد نبوی کے متعلق وارد ہے کہ اس میں ایک کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کا ثواب ہے اور محلہ و قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نماز کا ثواب ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو (۵۰۰) نماز کا ثواب ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نماز کا ثواب ہے اور میری مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نماز کا ثواب اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کا ثواب ہے۔“ (مشکوٰۃ شریف، ص ۷۲)

تو گویا عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز کے ثواب سے زیادہ بہتر ہے اسی لئے خاتون جنت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسجد نبوی سے مکان قریب ہونے کے باوجود مسجد کی بجائے گھر ہی میں نماز ادا فرماتی تھیں چنانچہ منقول ہے کہ

”جناب فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی سیرت سے بھی خواتین کے لئے پردہ کی اہمیت پر زور دیتی تھیں۔“ آپ کا مکان مسجد نبوی سے بالکل متصل تھا لیکن آپ برقع و چادر میں نہاں ہو کر بھی اپنے والد بزرگوار (رسول اللہ ﷺ) کے پیچھے نماز میں شرکت یا آپ کے مواعظ سننے کے لئے مسجد میں تشریف نہ لاتیں۔ بلکہ اپنے بیٹوں پیارے حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی خطبات کے مضمون سن لیا کرتیں۔ (روزنامہ کوہستان لاہور، ۱۵ مارچ ۱۹۶۲ء)

عورت کے نماز کے مذکورہ احکام سے واضح ہو گیا کہ اس کے باوجود کہ نماز ایک نہایت مہتمم بالشان پاکیزہ اور مبارک عادت ہے۔ مسجد اور بالخصوص مسجد نبویؐ خدا کا گھر، ایک ایسا پاک و نورانی مقام ہے جس میں ایک نماز کا ثواب پچاس گنا زیادہ ملتا ہے جس کے حاضرین و نمازی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور امام خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ عورتوں اور ان عورتوں کے لئے جو کہ نہایت مقدس و پرہیزگار خواتین اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات تھیں مسجد نبوی کی بجائے اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھنا کئی گنا زیادہ ثواب بہتری اور فضیلت کا موجب قرار دیا گیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ جہاں تک ہو سکے عورت کے لئے پردہ کی پابندی، پردہ کے باوجود غیر محرموں کی نظروں سے محفوظ اور گھر میں مقیم رہنا ضروری و لازمی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کے نزدیک عورت کے لئے پردہ کی پابندی اور گھر میں مقیم و محبوس رہنا کتنا اہم ہے اور یہ کہ جب صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے گھر سے نماز کے لئے مسجد نبوی میں جانا بہتر و پسندیدہ نہیں تھا تو موجودہ دور کی عورتوں کیلئے مسجدوں، جلسوں، جمعوں، عیدوں اور عرسوں میں جانا کس طرح بہتر و پسندیدہ ہو سکتا ہے؟ اور جس عورت کے لئے گھر کی بہ نسبت مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانا بہتر قرار نہیں دیا گیا اس عورت اور خصوصاً نوجوان عورت و دو شیرہ لڑکی کے لئے جاذب نظر رنگ برنگ برقعوں اور پرکشش و زرق برق لباس میں ملبوس چودھویں صدی کے مغرب زدہ دور فتن میں میلوں، نمائشوں، مینا بازاروں، سکولوں، کالجوں، بازاروں، پارکوں، کلبوں، سینماؤں، دفتروں، کمپنیوں اور گانے بجانے و بے پردگی پر مشتمل بیاہ شادی وغیرہ تقاریب میں داخل و شامل ہونا

از روئے اسلام کیونکر بہتر و جائز اور گوارا اور برداشت ہو سکتا ہے۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں!

نئی تہذیب کے اٹڈے ہیں گندے

فرمان رسالت:

تفسیر روح البیان میں نقل فرمایا:

و فی حدیث الفضل رجال امتی الذین یجاہدون فی سبیل اللہ

و افضل نساء امتی اللاتی لا یخرجن من البیوت الامر لا بلنظن منه

”یعنی حدیث شریف میں ہے کہ میری امت کے افضل مرد وہ ہیں جو فی

سبیل اللہ جہاد کریں اور میری امت کی افضل عورتیں وہ ہیں کہ جو گھروں سے باہر نہ

نکلیں مگر کسی ایسے ضروری کام کے لئے جس کے لئے انہیں باہر نکلنے بغیر چارہ نہ ہو۔“

(صفحہ ۴۶۶، جلد ۳)

اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ عورت کا اصل صحیح اور محفوظ مقام اس

کا گھر ہے اور اس کا گھر ہی میں رہنا بہتر و ضروری ہے اور گھر سے باہر نکلنے کی صرف

اسی صورت میں اجازت ہے جبکہ کوئی ایسا ضروری کام پیش آ جائے جس کے لئے

باہر نکلنے بغیر چارہ نہ ہو۔ مثلاً وہ باپ بھائی خاوند بیٹے کے سہارا سے محروم ہو جو ایسے

ضروری امر و سودا سلف لانے میں اس کے کام آسکے یا اور کوئی ایسی مجبوری ہو جس

کے لئے وہ گھر سے باہر نکلنے پر مجبور ہو اور اس کے بغیر کوئی اسے چارہ نہ ہو۔ یہ نہیں کہ

وہ خواہ مخواہ سیر و تفریح اور فیشن و عیاشی کے طور پر مینا بازاروں پارکوں کلبوں اور

سینماؤں میں گھومتی پھرے جب تک خود دوکانداروں سے سودا نہ خریدے اسے تسکین نہ ہو اور سکولوں کالجوں دفاتروں ہسپتالوں ہوائی اڈوں اور مخلوط مجالس میں فرنگی تعلیم وغیر شرعی ملازمت و خلاف اسلام حرکات کی مرتکب ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ بہر حال جب نماز باجماعت کے لئے عورت کا گھر سے باہر نکلنا بہتر نہیں تو دیگر ایسے ویسے لغو و فضول اور اسلامی مزاج کے خلاف کاموں کے لئے عورت کو باہر نکلنے کی اجازت کیوں کر دی جاسکتی ہے؟

طریقہ نماز میں فرق:

یہی نہیں کہ گھر کی بہ نسبت عورت کا صرف مسجد میں آنا ہی بہتر نہیں۔ بلکہ شرعی طور پر مرد و عورت کی نماز میں فرق اور عورت کی نماز کا طریقہ ہی ایسا مقرر کیا گیا ہے کہ عورت جہاں بھی ہو اپنی نسوانیت و زنانہ حیا محسوس و پیش نظر رکھے۔ مثلاً مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک کا حصہ ایسا ہے جس کا چھپانا فرض ہے جبکہ عورت کے لئے پانچ عضو منہ کی تکلی، ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے سوا نماز میں تمام بدن کا چھپانا فرض ہے اگرچہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں نماز پڑھے اگر مذکورہ پانچ اعضاء کے علاوہ بدن کا کوئی اور حصہ نہ نکلا ہوا یا ایسا کپڑا پہنا اور باریک دوپٹہ اوڑھا جس سے جسم یا بالوں کی رنگت نظر آسکتی ہو تو عورت کی نماز ہوگی ہی نہیں۔ اسی طرح مرد کی نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جاتے ہیں اور عورت کی نماز میں بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دہنی ہتھیلی رکھی جاتی ہے۔ مرد کی نماز میں بوقت تکبیر تحریرہ کانوں تک ہاتھ

اٹھائے جاتے ہیں اور عورت کی نماز میں کندھوں تک ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ مرد کی نماز میں بعض صورتوں میں بلند آواز سے تکبیرات و قرآن پڑھا جاتا ہے اور عورت کی نماز میں نہ بلند آواز سے تکبیریں ہو سکتی ہیں نہ قرأت کیونکہ عورت کی آواز بھی عورت (پوشیدہ رکھنے کی چیز) ہے اگرچہ وہ نماز پڑھ رہی ہو اور اندھیری کوٹھڑی میں مصلے پر کھڑی ہو۔ مرد کی نماز میں بحالت رکوع گھٹنوں پر ہاتھ اور انگلیاں کھلی رکھنے کا حکم ہے اور عورت کی نماز میں انگلیاں ملا کر رکھی جاتی ہیں۔ مرد کی نماز میں مرد رکوع میں اتنا جھکے کہ پیٹھ برابر اور سیدھی ہو جائے اور عورت کی نماز میں صرف اس قدر جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے۔ پیٹھ بالکل سیدھی نہ ہو۔ نہ گھٹنوں پر زور دے بلکہ محض ہاتھ رکھ دے۔ ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے۔ مردوں کی طرح سیدھے نہ کر دے۔ مرد کی نماز میں سنت یہ ہے کہ سجدہ میں بازو کروٹوں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے اور کلائیوں زمین پر نہ بچھائے اور عورت کی نماز میں حکم یہ ہے کہ سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے اور پیٹ ران سے اور بران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملا دے۔ مرد کی نماز میں سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بائیں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھے، داہنا قدم کھڑا رکھے اور داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور عورت کی نماز میں سجدوں کے بعد عورت دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دے اور بائیں سرین پر بیٹھے۔ علیٰ ہذا القیاس ان سب مسائل اور عورت کے طریقہ نماز میں اس کی نسوانیت و حیا کو ملحوظ رکھا گیا ہے مگر آہ ٹم آہ کہ جس عورت کی نماز اتنے محتاط و محفوظ اور محدود طریقہ پر سمٹ سمٹا کر ادا ہوتی ہے آج وہی عورت مسلمان اور

پاکستانی عورت عام طور پر نماز سے سبکدوش اور بے حیائی اور بے باکی میں اتنی شوخ و حیا باختہ ہو چکی ہے کہ وہ کھلم کھلا بناؤ سنکار کر کے اکڑا کر بازاروں سڑکوں پر چلتی ہے۔ اپنے قابل ستر مقامات کو زیادہ نمایاں کرتی ہے۔ اسٹیجوں، اسمبلیوں اور سکولوں کالجوں کے مباحثوں میں ہاتھ ہلا ہلا کر دھواں دھار تقریر فرماتی ہے۔ کھیلوں کے پروگراموں میں اچھلتی کودتی، دوڑتی، بھاگتی ہے۔ رقص و سرود و سینما کی سطح پر تماشائیوں کو اپنے جسم کا ایک ایک عضو دکھا کر داد حاصل کر کے ملک و قوم کا نام روشن کرتی ہے پس جسے رونا آئے اسے چاہیے کہ اسلام کی حالت پر روئے۔

۔ دہائی ہے مسلمان اور ننگ مذہب و ملت

دہائی ہے مسلمان اور ایسی پستی و ذلت

صحابیات کی تمنا:

حضرت اسماء بنت یزید انصاری صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان میں عورتوں کی طرف سے بطور قاصد کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ بے شک آپ کو اللہ جل شانہ نے مرد اور عورت دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا اس لئے ہم عورتوں کی جماعت آپ پر ایمان لائی اور اللہ پر ایمان لائی لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکانوں میں گھری رہتی ہے پردوں میں بند رہتی ہے مردوں کے گھروں میں مقیم رہتی ہے ہم ان کی اولاد کو پیٹ میں اٹھائے رہتی ہیں اور اب ان سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے

رہتے ہیں جمعہ میں شریک ہوتے ہیں جماعت کی نمازوں میں شریک ہوتے ہیں۔
 بیماریوں کی عیادت کرتے ہیں جنازہ میں شامل ہوتے ہیں حج پر حج کرتے ہیں
 اور ان سب سے بڑھ کر جہاد کرتے ہیں اور جب وہ حج یا عمرہ یا جہاد کے لئے جاتے
 ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ ان کے لئے کپڑا بنتی ہیں
 ان کی اولاد پالتی ہیں کیا ہم ثواب میں ان کی شریک نہیں؟ حضور اقدس ﷺ یہ سن
 کر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا اے صحابہ تم نے دین کے بارہ میں اس
 عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سنی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو
 تو خیال بھی نہ تھا کہ عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے اس کے بعد حضور ﷺ اسما کی
 طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ غور سے سن! اور سمجھ اور جن عورتوں نے تجھ کو
 بھیجا ہے ان کو بتا دے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ اسکی
 خوشنودی چاہنا اس کے جائز حکم پر عملی کرنا ان سب چیزوں (جمعہ جماعت
 تیمارداری نفلی حج و عمرہ جنازہ و جہاد) کے ثواب کے برابر ہے۔ حضرت اسماء رضی
 اللہ تعالیٰ عنہا یہ جواب سن کر نہایت خوشی خوشی واپس گئیں۔ (اسد الغابہ)

سبحان اللہ! صحابیات کے کیسے مقدس جذبات تھے اور شریعت مطہرہ کا
 کس قدر احترام ملحوظ تھا کہ گھر کی ذمہ داریوں اور پردہ کی پابندی پر اعتراض نہیں کیا
 کہ ہمیں پردہ سے باہر نکلنے اور گھروں کو خیر باد کہنے کی اجازت مردوں کے مساوی
 حقوق اور ان کے شانہ بشانہ چلنے کی آزادی دی جائے بلکہ عرض کیا تو یہ کیا کہ کیا گھر
 کی ذمہ داری و پردہ کی پابندی کے باعث ہمارے ثواب میں کوئی نقصان تو واقع

نہیں ہوتا جس پر حضور ﷺ نے انہیں گھر میں رہتے ہوئے پورے ثواب کا طریقہ و خوشخبری سنائی۔ بہر حال اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ کی پابندی اور گھروں میں رہنا ضروری ہے اور وہ جمعہ و جماعت جنازہ و جہاد وغیرہ مردانہ عبادتوں سے مستثنیٰ ہیں لہذا ان کا سکولوں، کالجوں، بازاروں، نمائشوں اور دفتر سینماؤں میں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پیغمبر اسلام نبی محترم ﷺ نے اپنی امت و اہل اسلام مستورات کو مکمل پردہ، شرم و حیا، گھروں میں سکونت وغیرہ کے احکام و ارشادات کے علاوہ ان تمام رختوں اور ذریعوں کا بھی مکمل سدباب فرمادیا ہے جن میں سے کسی ایک کے ذریعہ بے پردگی، فحاشی، ذہنی آوارگی و بے راہروی کی گنجائش و امکان ہو سکتا ہے۔ تاکہ عورت کے ناموس و احترام و عفت و عصمت کی مکمل حفاظت ہو۔ مردوزن کی نگاہیں اور قلوب برے خیالات و غلط تاثرات سے آلودہ و متاثر نہ ہوں۔ اور معاشرہ اخلاقی انارکی بے حیائی و بدکاری سے پوری طرح محفوظ رہے اس سلسلہ میں ہادی عالم و رحیم و کریم آقا ﷺ نے مستورات کے متعلق جو احتیاطی تدابیر و حفاظتی ہدایات ارشاد فرمائی ہیں اہل اسلام مردوزن کو چاہیے کہ انہیں پیش نظر رکھیں! اور ان پر عمل پیرا ہو کر اپنے آپ کو جہنم کے عذاب، عزت و ناموس کو برائی کے حملہ اور معاشرہ کو بے راہروی و اخلاقی تباہی سے بچائیں۔ سنیے

عورت اور قلم اور بالا خانہ:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابن مسعود عبد اللہ ابن

عباس رضی اللہ عنہم سے باختلاف الفاظ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لا تسكنوہن الغرف ولا تعلموہن الكتابة و علموہن

المغزل و سورة النور

یعنی عورتوں کو بالا خانوں پر نہ ٹھہراؤ۔ انہیں لکھنا نہ سکھاؤ (ان کے ہاتھ

میں قلم نہ پکڑاؤ) ان کو چرخہ کا تنا سکھاؤ اور قرآن پاک کی سورت نور پڑھاؤ۔

(رواہ امام الترمذی بیہقی وغیرہما)

اس حدیث پاک میں خطرات و فتنوں کے سدباب کے لئے حضور ﷺ

نے (اول نمبر) عورتوں اور لڑکیوں کو بالا خانوں اور کوشوں چباروں پر ٹھہرانے سے

منع فرمایا ہے کیونکہ بالا خانوں پر رہائش کی صورت میں فتنہ کا احتمال ہے اس لئے کہ

بالا خانوں سے عورتیں خود بھی بلا تکلف جھانگ سکتی ہیں اور غیر مردوں کی نظریں بھی

ان تک پہنچنا آسان ہوتا ہے چنانچہ یہ ظاہری بات ہے کہ جن عورتوں کو مکان کی

چھائی سطح سے دروازے سے باہر جھانکنا دشوار ہوتا ہے اور وہ اس میں سخت شرم و جھجک

محسوس کرتی ہیں اور کسی غیر مرد کی نگاہ کا ان تک پہنچنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ وہی

عورتیں کوشوں اور بالا خانوں کی کھڑکیوں اور منڈیر سے سر جھکا کر اور نظریں

دوڑا کر بلا تکلف دیکھتی ہیں اور اس طرح گلی بازار و دیگر مکانات سے ان کا دیکھا

جانا اور غیر مردوں کی نگاہیں ان تک پہنچنا بھی بہت آسان ہوتا ہے اور اس بے

پردگی و تانک جھانک سے اشارہ و گفتگو وغیرہ تک معاملہ پہنچ کر کئی فتنے اور ذلت

ورسوائی کا سامان پیدا ہوتا ہے لہذا جہاں تک ہو سکے مستورات کی نگرانی کی جائے

اور انہیں بالا خانوں پر نہ ٹھہرایا جائے تاکہ فتنہ و خطرہ کا کوئی ایسا احتمال ہی نہ رہے جو

دنیا و آخرت میں تباہی و خرابی کا باعث ہو سکتا ہے۔

اس فرمان رسالت کی روشنی میں پردہ کی اہمیت اور یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب عورت کا اپنے مکان کے بالا خانہ میں رہنا منع اور فتنہ کا باعث ہے تو اس کا بے پردہ و زرق برق لباس پہن کر گلیوں، بازاروں، سکولوں، کالجوں، میلوں، نمائشوں اور کلبوں، سینماؤں وغیرہ مقامات پر جانا کس طرح جائز و گوارا ہو سکتا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی بھلائی و خیر خواہی کے لئے عورتوں اور لڑکیوں کو لکھنا سکھانے اور ان کے ہاتھ میں قلم پکڑانے سے بھی منع فرمایا ہے کیونکہ عورت کے لکھنے اور قلم ہاتھ میں پکڑنے میں متعدد فتنے اور خرابیاں ہیں اور اس کے نہ لکھنے میں کوئی حرج و نقصان نہیں کیونکہ شرعی نقطہ نظر سے عورت نے کہیں منشی و سیکرٹری بن کر کلر کی کر کے دفتر، سکول اور منڈی و دوکان میں ملازم ہو کر نوکری اور کمائی تو کرنا نہیں اس لئے کہ یہ باتیں اس کی نسوانیت، حیا اور شرعی تقاضوں کے موافق نہیں۔ نیز اس کے اخراجات اس کے اقرباء و خاوند کے ذمہ ہیں اور گھر سے باہر اس کے ملازمت کرنے کی صورت میں خاوند کی خدمت بچوں کی تربیت اور گھر کا نظام برقرار نہیں رہ سکتا۔ لہذا اسے لکھنا سکھانے کی ضرورت ہی نہیں علاوہ ازیں اس کے قلم ہاتھ میں پکڑنے کی صورت میں کسی فائدہ کی بجائے فتنہ و خطرہ کا زیادہ احتمال ہے۔

مروی ہے کہ حضرت لقمان گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک لڑکی کو لکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ تلوار کس کو ذبح کرنے کے لئے صیقل ہو رہی ہے۔

(اخرج الترمذی الحکیم عن ابن سعور رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح تیز تلوار خطرہ کا باعث ہوتی ہے اسی طرح

عورت کے لکھنا سیکھنے سے شدید خطرہ وقتہ کا امکان ہے اس لئے شارعِ علیہ السلام نے صاف طور پر عورتوں کو لکھنا سکھانے سے منع فرما دیا۔ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں عورتوں کو لکھنا سکھانا حکماً ”بند کر دیا“۔

(کمافی روض الاخیار)

حالانکہ اس دورِ خیر و برکت میں لڑکیوں کے لکھنا سیکھنے میں فتنوں کا اتنا امکان نہیں تھا جتنا کہ اس وقت مشاہدہ ہو رہا ہے۔ بہر حال عورت کے لئے قلم ہاتھ میں پکڑنا اخلاقی و شرعی لحاظ سے سخت معیوب و ذہنی آوارگی اور فتنہ سامانی و بیباکی کا باعث ہے چنانچہ لکھنا جاننے والی نام نہاد تعلیمیافتہ عورتیں اور لڑکیاں عام طور پر آزاد ذہنی پردہ اور حیا باختہ ہوتی ہیں جو رقعہ بازی و قلم دوستی کے ذریعہ اپنے مذہب معاشرہ اور والدین سے بغاوت کرتے ہوئے غیر مردوں اور اپنے ہمجنس مغرب زدہ لڑکوں کے ساتھ رومان و معاشقہ لڑائی دوستی و ناجائز تعلقات قائم کرتی اور اپنی ”پسند“ کی شادی کیلئے اغواء و فرار ہوتی رہتی ہیں اور آج کل یہ بیماری اتنی عام ہے کہ شاید ہی کوئی مغرب زدہ تعلیمیافتہ گھر یا محلہ اس سے محفوظ ہوگا۔ اخبارات و عدالتوں میں بھی آئے دن اس قسم کی ناجائز و معاشقہ پرور خط و کتابت شرمناک مثالیں اور عبرتناک داستانیں منظر عام پر آتی رہتی ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ خط و کتابت و رقعہ بازی کا ذریعہ کسی آدمی کی زبانی پیغام بھیجنے سے زیادہ آسان و محفوظ ہوتا ہے جہاں سامنے بات کرنا اور کسی آدمی کے ہاتھ پیغام بھیجنا دشوار ہو وہاں بسا اوقات خط و کتابت اور رقعہ بازی کے ذریعہ چپکے سے باسانی کام چل جاتا ہے اور اسی وجہ سے آج کل کی پڑھی لکھی لڑکیاں عموماً قلم سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے آوارگی

فحاشی اور فتنہ انگیزی کا باعث بنتی ہیں اسی طرح ہوائی جہاز، ہسپتال، ٹیلیفون ریلوے اسکول وغیرہ جن دفاتر و محکموں میں عورتیں ملازم و متعلق ہوتی ہیں اور وہاں ان کی آزادی و بے پردگی کے باعث اخلاقی طور پر فضا مسموم ہوتی اور ذہنی آوارگی پھیلتی ہے وہ بھی اسی لکھائی پڑھائی کی مرہون منت ہے۔ نیز نوجوان لڑکیوں کا مختلف ناز و ادا سے لکھنا سیکھنے اور مغربی تعلیم حاصل کرنے کے لئے روزانہ سکولوں کالجوں میں جانا شرم و حیا کے تقاضوں سے آزاد ہونا اور شادی کی عمر کو پہنچنے اور بالغ ہونے کے باوجود زیادہ تعلیم پانے کے باعث عرصہ دراز تک شادی نہ کرنا یا بالکل مجرد زندگی گزارنا اور مخلوط ماحول و دفاتر وغیرہ میں ملازمت کرنا مردوں کے ساتھ مساوات اور ان پر فوقیت کا خواب دیکھنا اور مرد و زن کی مساوات بے پردگی کی حمایت پسند کی شادی و فرنگی تہذیب کی تائید میں مضامین اور مختلف حیا سوز ناول افسانے شائع کرنا۔ بکثرت فتنے چونکہ اسی انگریزی تعلیم و عورت کے قلم ہاتھ میں پکڑنے کا کرشمہ ہیں۔ اس لئے مخبر صادق نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے صدیوں پہلے عورت کے ہاتھ میں قلم کی گمراہی و فتنہ سامانی دیکھ کر اپنے نام لیواؤں کو صاف فرما دیا کہ ”عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ“ تاکہ اس صورت میں جن خطروں اور فتنوں کا امکان و احتمال ہے ان کا مکمل طور پر سدباب ہو جائے۔ نیز آپ نے عورتوں کو بالا خانوں پر ٹھہرانے اور لکھنا سکھانے کی ممانعت کے ساتھ ہی ان کو چہرہ کا تنا سکھانے اور قرآن پاک کی سورت نور بالخصوص پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا تاکہ مسلمان لڑکی و عورت امور خانہ داری سے واقف ہو کر گھر میں رہ کر باپردہ و باوقار زندگی گزارے اور سورت نور پڑھ کر دنیا و آخرت میں اپنے لئے نورانیت کا سامان

کرنے اور فرنگی تہذیب و بے پردگی اور جہالت و آوارگی کی ظلمت و تاریکی میں بھٹکتی نہ پھرے۔

فصلی اللہ علی خبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ و باریک وسلم

تفصیل اوصاف:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: لا تبشر المرأة المرأة فتنتعها لزوجها كانہ ينظر اليها

”یعنی کوئی عورت کسی دوسری عورت سے ملاقات کر کے اس کے اوصاف اپنے خاوند کے سامنے اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے“ (بخاری و مسلم)

اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو عورتوں کے متعلق کمال طور پر احتیاط کا حکم فرمایا ہے۔ چونکہ عورتوں کا عورتوں کے ساتھ ملاقات کرنا ایک دوسری کے پاس اٹھنا بیٹھنا گھروں میں مستورات کے پاس آنا جانا عموماً بلا تکلف و بلا حجاب ہوتا ہے اور اس صورت میں اس بات کا امکان ہے کہ ایک عورت کسی دوسری عورت سے ملاقات کے بعد اپنے خاوند کے سامنے اس کے حسن و جمال اور اوصاف و آرائش کا تذکرہ کرے۔ یا کوئی مرد اپنی عورت کے ذریعہ دیگر غیر محرم عورتوں کے اوصاف معلوم کرے یا ان کی تفصیل سننا چاہے اس لئے حضور ﷺ نے عورتوں کو اپنے شوہروں کے سامنے دوسری عورتوں کے متعلق اس قسم کا تذکرہ کرنے سے منع فرمادیا کیونکہ عموماً جب کسی کے حسن و جمال اور خوبی و کمال کے متعلق سننا جاتا ہے تو پھر اس کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے لہذا جب خاوند اپنی

عورت کی زبانی کسی عورت کے اوصاف سنے گا تو پھر اسے دیکھنے کی تمنا و کوشش کرے گا اور دیکھنے کے بعد اس کے قرب و ہمنشینی کی خواہش ہوگی اور اس طرح اخلاق و شریعت کی حدود سے تجاوز کرتے کرتے مختلف فتنوں کا ظہور ہوگا جو دنیا و آخرت میں نقصان و رسوائی کا باعث ہونگے۔ لہذا نہ عورت اپنے خاوند کے سامنے کسی دوسری عورت کا تذکرہ کرے نہ اسے مزید اشتیاق پیدا ہو اور نہ کسی فتنہ و برائی کا امکان و گنجائش ہو۔ غیر محرم کے اوصاف اور حسن و جمال کی تفصیل سن کر اگر اس کا قرب دیکھنا میسر نہ ہو اور اس میں کامیابی نہ ہو سکے تو بسا اوقات آدمی جنسی و شہوانی جذبات کے تحت اپنے تخیل و تصور میں اس سننے کے مطابق مختلف نقشے بناتا اور برے خیالات و غلط افعال میں کھو جاتا ہے لہذا پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے مذکورہ فرمان کے ذریعہ ان سب چیزوں کا سدباب فرما دیا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کتنا جامع دین ہے اور اس نے اپنے نام لیواؤں کا کتنا تحفظ و نگرانی اور عورت کے ناموس و عصمت کی کس قدر حفاظت فرمائی ہے مگر آہ افسوس! آج کل اسلام کا نام لیوا اس قدر آزاد و بیباک اور غافل و بیگانہ ہو چکا ہے کہ اپنی بیوی سے خفیہ طور پر کسی دوسری عورت کے محاسن و اوصاف کی تفصیل سننا تو درکنار وہ کھلم کھلا غیر عورتوں کے شانہ بشانہ چلتا اور پہلو بہ پہلو بیٹھتا ہے۔ بازاروں و کلبوں سینماؤں وغیرہ میں گھنٹوں کے حساب سے انہیں دیکھتا ہے اور عورتوں کی تصاویر بنا کر اور ان کے زیادہ محفوظ مقامات کو ابھار کر ان کی تشہیر و نمائش اور خرید و فروخت کرتا ہے اور اپنے مکانوں و دکانوں میں ایکٹرسوں وغیرہ بے پردہ و حیا باختہ عورتوں کی تصاویر اور کیلنڈر و بورڈ آویزاں کر کے ہمہ وقت انہیں اپنے سامنے رکھتا

اور دوسروں کو ان کی طرف نظر بازی کی دعوت دیتا ہے۔

اور جس عورت کے ناموس و عصمت کی حفاظت کے لئے کسی عورت کو اپنے خاوند کے سامنے اس کے اوصاف و محاسن بیان کرنے سے منع فرمایا گیا ہے وہ عورت بن سنور کر اور پرکشش و جاذب نظر رنگین و شوخ اور تنگ لباس پہن کر خود ہزاروں مردوں کو دعوتِ نظارہ دیتی ہے اور ثقافت و سیاست کی اسٹیج، سینما کے پردہ و عام تصاویر کے ذریعہ غیر مردوں کے شہوانی جذبات کو برا بھینختہ کرتی اور ان کی ہوسناک نگاہوں کا شکار بنتی ہے اور پھر اس اخلاقی تباہی و بے حیائی و رسوائی کو اپنے لئے معراج ترقی سمجھتی ہے۔ فالی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوة الا باللہ

عورت کا عورت سے پردہ:

فرمان رسالت سے یہ واضح ہو گیا کہ اگرچہ عورت عورت کا آپس میں پردہ نہیں لیکن کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسری عورت کو دیکھ کر اپنے خاوند کے سامنے اس غیر محرم کا تذکرہ کرے اس کے لئے ذہنی آوارگی کا سامان مہیا کرے۔ اس اسلامی تعلیم کی روشنی میں کسی مسلمان عورت سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ فرمان رسالت کے خلاف کسی باپردہ عورت کے محاسن اپنے خاوند کے سامنے بیان کرے لیکن اگر آوارہ و بیباک قسم کی کافرہ و مشرکہ اور بدکار و فاسقہ عورتیں ہوں تو چونکہ ان کا درپردہ صالح عورتوں کا تذکرہ اپنے شوہروں اور غیر مردوں سے کرنا کوئی بعید و غیر متوقع نہیں اس لئے ایسے مواقع پر اہل اسلام عورتوں کے لئے یہ حکم ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہ خود کافرہ مشرکہ اور بدکار و فاسقہ عورتوں سے پرہیز و پردہ کریں تاکہ وہ ان کو دیکھ کر اپنے مردوں کے سامنے ان کے اوصاف و محاسن بیان نہ کر سکیں۔

قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولا یبدین زینتھن الی قولہ تعالیٰ او نساھن

”یعنی مسلمان عورتیں غیر مسلم عورتوں پر اپنی زینت و سنگار ظاہر نہ

کریں“۔ (پ ۱۸ رکوع ۱۰)

اس آیت کریمہ کے تحت تفاسیر میں فرمایا: فلزم اجتناب العفائف

عن الفواسق و صحبتها و التجرد عندها

یعنی اس حکم قرآنی کی روشنی میں باپردہ و شریف خواتین پر لازم ہے کہ وہ

کافرہ فاسقہ عورتوں کی صحبت اور ان کے سامنے بے پردہ ہونے سے اجتناب کریں۔

لئلا تصفھا الکافرة لاهل دینھا فتحصل المغاسد

تاکہ کافرہ عورتیں اپنے مردوں کے سامنے ان کے اوصاف بیان کر کے

مفاسد نہ پھیلائیں۔ (تفسیر روح البیان الهاوعی وغیرھا)

مسئلہ:

عورت کو چاہیے کہ اپنے کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے۔ یعنی اس

کے سامنے دوپٹہ وغیرہ نہ اتارے کیونکہ وہ اسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اس کی

شکل و صورت کا ذکر کرے گی مسلمان عورت کو یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے

اپنا ستر کھولے۔ (عالمگیری)

گھروں میں کافرہ عورتیں آتی ہیں اور مسلمان بیبیاں ان کے سامنے اسی

طرح مواضع ستر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جس طرح مسلمہ کے سامنے رہتی ہیں ان

کو اس سے اجتناب لازم ہے اکثر دایاں کافرہ ہوتی ہیں اور وہ بچہ جنانے کی خدمت انجام دیتی ہیں اگر مسلمان دایاں مل سکیں تو کافرہ سے ہرگز یہ کام نہ کرایا جائے کہ کافرہ کے سامنے ان اعضاء کے کھولنے کی اجازت نہیں۔ (بہار شریعت) فاروق اعظم حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبیدہ ابن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریر فرمایا تھا کہ کفار اہل کتاب کی عورتوں کو مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں۔ (تفسیر خازن و بغوی)

یادداشت:

یاد رہے کہ اگرچہ مسلمان عورت کو مسلمان عورت سے پردہ نہیں مگر ان کے لئے بھی یہ حد مقرر ہے کہ کوئی عورت کسی عورت کا ستر یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک کا حصہ نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے سامنے اپنا ستر نکا کرے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ نہ مرد دوسرے مرد کی ستر (ناف سے گھٹنے تک) کی جگہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کی ستر (ناف سے گھٹنے تک) کی جگہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے (مسلم شریف)

مقام غور:

ایک طرف ان پاکیزہ اسلامی تعلیمات پر غور فرمائیے اور دوسری طرف حالات حاضرہ کو دیکھئے کہ قوم کدھر جا رہی ہے اور اخلاقی پاکیزگی ایمانی غیرت مردانہ حمیت اور حیاء نسوانی کی روایات کس تیز رفتاری سے ختم ہو رہی ہیں۔ بہر حال

دیندار مرد و زن اور شریف گھرانوں کے افراد غور کریں کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت کے لئے پردہ و گھر میں سکونت کتنی ضروری ہے اور جب بحکم شرعی یہاں تک تاکید و پابندی ہے کہ کوئی عورت کسی باپردہ عورت کا تذکرہ اپنے خاوند کے سامنے نہ کرے اور اسی بناء پر مسلمان عورتیں کافرہ مشرکہ اور بدکار و فاسقہ عورتیں سے پردہ و پرہیز کریں تو پھر خود ایک مسلمان عورت و نوجوان لڑکی کے فاسقوں فاجروں اور غیر محرم و غیر مسلموں کے سامنے پردہ نہ کرنے اور پرکشش لباس پہن کر بازاروں، پارکوں اور سکولوں کالجوں وغیرہ میں آزادانہ آنے جانے کا اسلام میں کیونکر تصور کیا جاسکتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

بیرونی لباس:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ ولكن لیخرجن وھن تفلات
”یعنی اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو لیکن وہ ایسی حالت میں نکلیں کہ میلی کچلی ہوں۔“

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ولا تمنعوا نساء کم المساجد و بیوتھن خیر لھن
”اپنی عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روک اگرچہ ان کے گھرانے کے لئے (مسجدوں سے) بہتر ہیں۔“ (ابوداؤد شریف)

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے باعتبار ثواب و قرب خداوندی انکے گھر مسجدوں سے بہتر ہیں۔

عورتوں کے لئے مردوں کی طرح مسجدوں میں جانا اور باجماعت نماز پڑھنا ضروری نہیں لیکن اگر وہ از خود مسجدوں میں جانا چاہیں تو انہیں روکا نہ جائے جب عورتیں مسجد میں جانے کے لئے گھر سے باہر نکلیں تو وہ معمولی و سادہ اور میلے کچیلے لباس میں ہوں۔

جہاں تک پہلے حکم کا تعلق ہے اس پر اس سے قبل ہم بالتفصیل روشنی ڈال چکے ہیں اور یہ کہ جب عورت کا نماز کے لئے گھر سے مسجد میں جانا بہتر نہیں تو اس کا بازار و دوکان میلہ و نمائش سکول و دفتر اور سینما و اسمبلی وغیرہ میں جانا کیونکر بہتر ہو سکتا ہے اس کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ گھر میں سکونت پذیر رہے اور اس کے مرد رشتہ دار اس کی حفاظت و دینی تعلیم و جائز ضروریات پوری کریں۔

دوسرے حکم سے یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ عورتوں کا مسجدوں میں جانا شرعاً ضروری و بہتر نہیں لیکن اگر وہ از خود جانا چاہیں تو انہیں روکا نہ جائے مگر اسکے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ عہد رسالت چونکہ پوری طرح خیر و برکت سے معمور تھا اور فتنہ و بدنگاہی، ذہنی آوارگی و بے راہروی کا اندیشہ نہیں تھا اس لئے اگرچہ مشروط و محتاط طریقہ کے ساتھ مسجدوں میں جانے سے منع نہیں کیا گیا لیکن یہ برابر ترغیب دی جاتی رہی کہ ان کا گھر میں رہنا بہتر اور نماز کے لئے زیادہ ثواب کا باعث ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بظاہر پردہ فرمانے کے بعد چونکہ عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق پوری طرح محتاط نہ رہ سکیں اور ان میں پہلے کی بہ نسبت کچھ کچھ آزادی آنے

لگی اس لئے عہد رسالت میں عورتوں کو مسجدوں میں آنے کی جو مشروط اجازت تھی وہ باقی نہ رہی اور بحکم شریعت ان کا مسجد میں آنا ممنوع و ناپسندیدہ ٹھہرایا گیا۔

چنانچہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

لو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رائی ما احدث

النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنی اسرائیل۔

یعنی عورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زینت و اچھے کپڑوں کے ساتھ باہر

نکلنے کا جو سلسلہ شروع کر دیا ہے اگر حضور بحیات ظاہری اسے ملاحظہ فرماتے تو البتہ ضرور انہیں مسجد میں آنے سے منع فرما دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا۔ (مسلم شریف)

اسی طرح جوں جوں عورتوں کی آزادی و فتنوں کا ظہور ہوتا گیا عورتوں

کو مسجدوں میں آنے سے منع کیا جاتا رہا۔ ابو عمر شیبانی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے تھے گھروں میں جاؤ تمہارے لئے گھر بہتر ہیں۔ (ترغیب، صفحہ ۷۶)

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی عورتوں کو مسجد سے سنگریزے مار

کر نکال دیتے تھے۔ (عینی شرح بخاری، جلد ۳، صفحہ ۱۲۸)

خود حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عورتوں کو مسجد میں

آنے سے منع فرما دیا تو انہوں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو

کر شکایت کی جس پر آپ نے فرمایا کہ آج کل عمر تمہاری جو باتیں جانتے ہیں اگر

وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں ظاہر ہوتیں تو آپ بھی تمہیں مسجد میں آنے کی

اجازت نہ دیتے (عنایہ)

فقہاء اسلام نے بھی اپنے اپنے ادوار میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی متابعت و حکمت شرعی کی روشنی میں عورتوں کے نماز کے لئے مسجدوں میں آنے کی ممانعت کا فتویٰ ارشاد فرمایا۔

در مختار میں ہے:

ویکره حضور هن الجماعة ولو لجمعة وعید و وعظ مطلقا
ولو عجوز الیلا علی المذهب الفتی بہ لفساد الزمان
فتح القدر میں ہے:

عمم المتاخرون المنع اللعجائز فی الصلوة کلها لغلبة
الفساد فی سائر الاوقات

”یعنی فساد زمان و ظہور فتن کے باعث دن کا وقت ہو یا رات کا عورتیں بوڑھی ہوں یا جوان ان کا نماز وغیرہ کے لئے مسجد میں آنا مکروہ و ممنوع ہے۔“

مسلمانو غور کرو کہ جب بوڑھی عورتوں تک کا نماز جیسی نورانی عبادت کے لئے مسجد جیسے مقدس مقام میں حاضر ہونا منع ہے تو نوجوان عورت بالغ و کنواری دوشیزگان کا سودا سلف خریدنے کے لئے بازاروں اور نام نہاد مروجہ تعلیم کے لئے سکولوں کالجوں میں جانا کیسے جائز ہوگا چہ جائیکہ وہ حیا و غیرت کو بالکل بالائے طاق رکھ کر سینماؤں، کلبوں، دفتروں اور مخلوط مجلسوں میں شرکت کریں مگر آہ افسوس! مذکورہ فتاویٰ سے قطع نظر بوڑھی ہوں یا جوان عورتوں کا مسجد میں آنا تو بہر حال بند ہو چکا ہے لیکن ان کا بازاروں اور سکولوں کالجوں میں جانا نہ صرف جاری ہے بلکہ اس

میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور مغرب زدہ افراد و عوام تو درکنار کئی علماء و پیر صاحبان کی بالغ و جوان لڑکیاں بھی باقاعدہ سکولوں کالجوں میں جاتی ہیں حالانکہ عورتوں کو لکھنا سکھانے سے حضور ﷺ کی صریح ممانعت و مروجہ تعلیم کے فرنگی و ناپسندیدہ ہونے سے قطع نظر جو ان عورت و بالغ لڑکیوں کا گھروں سے باہر نکلنا اور روزانہ بازاروں اور سڑکوں اور غیر محرموں کی نظر سے گزر کر جانا اسلامی احکام کے سراسر خلاف بالکل ممنوع و متعدد فتنوں کا موجب ہے۔

بھلا جب عورتوں کا مسجدوں میں آنا باعثِ شرم و نماز باجماعت آ کر ادا کرنا ممنوع ہو تو بالغ و جوان لڑکیوں کا روزانہ بن سنور کرنا زواہد کے ساتھ سکولوں کالجوں میں جانا کیونکر ممنوع و غیرت و حیاء کے خلاف نہ ہوگا۔ تعجب ہے ان مسلمانوں پر جو احکام شرعی کی پیروی و حیا و شرافت کے تقاضا کو ملحوظ رکھنے کی بجائے لڑکیوں کی اس نام نہاد تعلیم پر سینکڑوں ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ جو ان لڑکیوں کا گھر سے باہر نکلنا کس قدر فتنہ و خطرات کا باعث ہے اور جو مروجہ سکولوں کالجوں کی تعلیم لڑکوں کے لئے شدید مضر ہے وہ لڑکیوں کے لئے کس طرح مفید ہوگی۔

بچوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

تیسرے حکم میں عورتوں کو مسجدوں میں جانے کی صورت میں میلی کچیلی حالت میں جانے کا ارشاد فرمایا ہے سوچنے کا مقام ہے کہ جب نماز کیلئے مسجد میں میلی کچیلی معمولی حالت میں جانے کا حکم فرمایا گیا ہے تو عورتوں کا خوشبو لگا کر بناؤ سنگار فرما کر اونچی ایڑی کا جوتا اور پرکشش نیلا کالا برقعہ و باریک و تنگ لباس پہن کر اپنے

حسن و جمال اور زیور و آرائش کی غیر مردوں کے سامنے نمائش کرتے ہوئے سکولوں، کالجوں، بازاروں، سینماؤں اور شادی بیاہ وغیرہ میں جانا کس قدر ممنوع و ناپسندیدہ اور عذاب و غضب کا سبب ہوگا۔

شرعی پردہ کا تو مطلب ہی یہی ہے کہ نہ عورت کی طرف غیر محرموں کی نظریں اٹھیں نہ وہ غیروں کی بدنگاہی کا نشانہ بنے اور نہ معاشرہ میں بے راہروی و ذہنی آوارگی پھیلے لیکن اگر عورت رنگ و بناوٹ اور زینت و کشش کے لحاظ سے وہ نام نہاد پردہ و لباس ہی ایسا اختیار کرے کہ جس کی طرف خواہ مخواہ نظریں اٹھیں اور وہ نگاہوں کی کشش کا سبب بن کر دل و نگاہ کی خرابی و گمراہی کا موجب بنے تو بظاہر پردہ ہونے کے باوجود ایسے نام نہاد پردہ کا کیا فائدہ۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی ہدایت کے مطابق بوقتِ مجبوری و ضرورت صحیحہ باہر نکلنے کی صورت میں ایسا معمولی اور میلا و سادہ لباس ہونا چاہیے کہ ایک نوجوان عورت بھی بوڑھی معلوم ہو اور کسی کی نظر اس کی طرف اٹھنے کا موقع ہی پیدا نہ ہو۔

لیکن آج کل اس کے بالکل برعکس بوڑھی بوڑھی عورتیں ایسا پر تکلف و جاذب نظر لباس اور رنگین و شوخ فیشن ایبل نیلا کالا برقعہ پہن کر نکلتی ہیں کہ جس سے معلوم ہو کہ یہ بوڑھی عورت نہیں بلکہ کوئی نوجوان لڑکی جا رہی ہے چنانچہ ایسا بھی سننے میں آیا ہے کہ بعض بوڑھی عورتیں جب اس قسم کا برقعہ و لباس پہن کر کہیں گئیں اور فلمی ماحول کے ٹیڈی لڑکوں نے ان کا تعاقب کیا تو ان کے نقاب اٹھانے پر معلوم ہوا کہ وہ بلحاظِ عمر ان ”ٹیڈی برخورداروں“ کی والدہ یا نانی اماں کے برابر ہیں۔ بہر حال ہمارے جامع اور کامل دین نے جہاں مردوں کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم

دیا ہے وہاں عورت کو بھی یہی فرمایا ہے کہ جب بضرورت صحیح باہر نکلو تو معمولی اور میلا سادہ لباس پہن کر نکلو تا کہ کسی کی نظر اٹھنے اور تعاقب کرنے کا موقع ہی پیدا نہ ہو۔ اور فتنوں کا باب مکمل طور پر مسدود ہو جائے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”کسی عورت کی چادر پر بھی نظر نہ ڈال۔ کہ اس سے دل میں شہوت پیدا ہوتی ہے الغرض عورتوں کے کپڑوں پر نظر ڈالنے ان کی خوشبو سونگھنے اور ان کی آواز سننے سے حذر کرنا واجب ہے۔ اسی طرح عورت کو بھی خوبصورت مرد سے حذر کرنا چاہیے۔“

کنارے پر چلنا:

ہم پہلے تفصیلاً بیان کر چکے ہیں کہ از روئے اسلام عورت کا اصل مقام گھر ہے اور اس کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے یہی بہتر ہے کہ وہ گھر میں ٹھہری رہے۔ اور اگر بضرورت و حاجت باہر نکلنا پڑے تو میلے کچیلے معمولی و سادہ لباس میں باہر نکلے تا کہ اس کی طرف کسی کی نظر نہ اٹھے اور بے راہروی و ذہنی آوارگی کا کامل طور پر سدباب ہو اس قدر ہدایات و احتیاط کے باوجود اسلام یہاں تک راہنمائی فرماتا ہے کہ اگر عورت بضرورت باہر نکلے تو چلنے میں راستہ سے کس طرح گزرے۔

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ نے دیکھا کہ راہ گزرتے ہوئے راستہ کے بیچ میں مردوں عورتوں کا کچھ خلط ملط ہو گیا اس پر آپ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

(اے عورتو!) تم مردوں سے پیچھے اور راستہ کے بیچ سے ایک طرف ہو جاؤ۔

لیس لکن ان تحقن الطريق علیکن بحافات الطريق۔
تمہیں راستہ کے بیچ میں نہیں چلنا چاہیے تم پر لازم ہے کہ راستہ سے ایک طرف ہو
کر کنارے کنارے چلو۔

حضرت اسید فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر عورتیں راستہ کے
کنارے پر دیواروں سے بالکل متصل چلتی تھیں یہاں تک کہ ان کے کپڑے
دیواروں سے چھو جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۰۵)

عورتوں کے مابین:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو
دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اللہ اکبر! کہاں عورتوں کے راستہ میں چلنے یہ ہدایت اور مرد و عورت کے
اختلاط کی اس قدر ممانعت اور کہاں دور حاضر کی مغرب زدہ عورتوں اور بن سنور کر
نکلنے والی نام نہاد ”طالبات“ کی آزادی و بے پردگی اور مختلف مجالس و مخلوط اداروں
میں مردوں کے شانہ بشانہ چلنا اور بیٹھ کر دعوتِ نظارہ دینا۔

یہ وائے ناکامی مسلمانوں میں غیرت نہ رہی

پاس مذہب نہ رہا اور دیں سے الفت نہ رہی

خوشبو:

پردہ کے باوجود عورت کا خوشبو لگانا اور مردوں تک اس خوشبو کا پہنچنا بھی
چونکہ شرارتِ نفس اور فتنہ سامانی کا ایک ذریعہ ہے اس لئے شریعتِ مطہرہ نے اس

سلسلہ میں بھی مسلمان عورت کو واضح ہدایت و ممانعت فرمائی ہے کیونکہ حسن و زینت پوشیدہ بھی ہو تو خوشبو فضا میں پھیل کر مردوں کے جذبات کی تحریک اور خوشبو والی عورت کی طرف نظر و توجہ کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مردوں کے لئے وہ عطر مناسب ہے جس کی خوشبو نمایاں اور رنگ مخفی ہو اور عورتوں کے لئے وہ عطر مناسب ہے جس کا رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو۔“

(ترمذی شریف)

”جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں جائے تو خوشبو نہ لگائے۔“

(مسلم شریف)

”اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو خوشبو لگا کر مسجد میں

جائے یہاں تک کہ واپس آ کر غسل کرے۔“ (ابن خزیمہ)

”عورت جب خوشبو لگا کر مجلس سے گزرے تو وہ ایسی ویسی یعنی زانیہ

ہے۔“ (ترمذی شریف)

ان ارشادات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی خوشبو مخفی و مدہم ہونی

چاہئے تیز و شوخ نہیں ہونی چاہئے جو دوسروں تک پہنچے اور انہیں متاثر کرے۔ نیز

مسجد جیسے مقدس و پاکیزہ مقام میں بھی انہیں خوشبو لگا کر جانا منع ہے اور اس حالت

میں پڑھی گئی نماز نامقبول ہے اور جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے درمیان اور مجلس

کے پاس سے گزرتی ہے وہ اس قدر شدید مجرم و گنہگار ہے کہ اسے زانیہ فرمایا

گیا ہے۔ گویا اس کا یہ گناہ و فعل زنا کے برابر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

دیکھتے شریعتِ مطہرہ نے عورت کی عفت و ناموس کے تحفظ اور معاشرہ کو آوارگی و بگاڑ سے بچانے کے لئے کہاں تک رخنوں کو بند کیا ہے اور کس قدر پابندی و ہدایت فرمائی ہے کیا حال ہے ان لوگوں کا جن کی عورتیں اور لڑکیاں نہ صرف خوشبو بلکہ ”سولہ سنگار“ کر کے سکولوں کالجوں مخلوط اداروں اور سینماؤں بازاروں میں نہایت آزادی سے بے پردہ گھومتی پھرتی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ ہمارے معاشرہ میں کنواری لڑکی پھولوں کا ہار اور کوئی خوشبو اور تیل استعمال نہیں کر سکتی تھی لیکن آج کل شادی شدہ ہوں یا نوجوان کنواری لڑکیاں نہ صرف خوشبودار اور تیل بلکہ مختلف قیمتی ”سینٹ“ سرخی پاؤڈر ناخن پالش، ٹائیلون کے دوپٹے، پرکشش و ٹیڈی لباس، اور نامعلوم کیا کیا چیزیں استعمال کرتی ہیں اور صرف استعمال ہی نہیں کرتیں بلکہ بازاروں میں جا کر مغرب زدہ نوجوان لڑکوں اور آوارہ و اوباش دوکانداروں سے خرید کر بھی خود ہی لاتی ہیں اور ان کے باپ بھائی وغیرہ متعلقین کی غیرت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ آہ!

عورت بازار سودے کو جائے!

حیا سوز چہرے سے پردہ اٹھائے

نگاہوں کے سکے دلوں پہ جمائے

تو دیکھے اور تجھے غیرت نہ آئے

مشابہت:

مرد مرد ہے اور عورت عورت ہے اور وصف انسانیت میں مشترک ہونے

کے باوجود ان میں فطرتاً طبعاً خلقت اور عادتاً بہت زیادہ فرق اور معاشرتی طور پر اپنی علیحدہ علیحدہ خصوصیات ہیں جنہیں ترک کر کے مردوں کو زنانہ پن اور عورتوں کو مردانہ پن اور ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا شرعاً سخت ممنوع و ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ بات انسانی وقار اور حیا و شرافت کے خلاف ہے اور اس سے معاشرہ میں بگاڑ اور بہت سے مفسد پیدا ہوتے ہیں۔ بالخصوص عورتوں کے مردانہ پن اختیار کرنے میں جس آزادی و بیباکی اور نمائش و شوخی کا مظاہرہ ہوتا ہے اسلام اسے ہرگز برداشت نہیں کر سکتا علاوہ ازیں مرد و زن کے ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے ”تغییر الخلق اللہ“ یعنی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بدلنے اور بگاڑنے کا ارتکاب لازم آتا ہے اور یہ چیز بنص قرآنی حرام و شیطانی فعل ہے نیز اس سے مشابہت میں ایک دوسرے کی نقالی بہروپ، سوانگ اور ایکٹنگ کا مرتکب ہونا پڑتا ہے حالانکہ اس قسم کی پست و رذیل باتیں اور کمینہ پن عقل سلیم اور اخلاق و انسانیت کے بالکل منافی ہیں ایسی ہی گونا گوں برائیوں کی بناء پر احادیث مبارکہ میں وارد ہے کہ

لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء و المتشبهات

من النساء بالرجال

اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو (داڑھی منڈانے، ہاتھ پاؤں کو مہندی لگانے وغیرہ امور میں) عورتوں کے ساتھ تشبہ کریں۔ اور ان کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں (اور ہیئت، صورت، لباس و آواز وغیرہ میں) مردوں کے ساتھ تشبہ کریں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۸۰)

اللہ کی لعنت اس مرد پر جس کو اللہ نے زربنایا اور وہ مادہ بنے اور عورتوں کی وضع بنائے اور اللہ کی لعنت اس عورت پر جسے اللہ نے مادہ بنایا اور وہ زربنہ اور مردوں کی وضع اختیار کرے۔ الحدیث (طبرانی)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا گیا ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کے ساتھ تشبہ کریں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۸۳)

ان احادیث مبارکہ میں صاف و صریح طور پر ان مردوں عورتوں پر خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ و علیہ السلام) کی لعنت کا بیان ہے جو خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ وضع کو بدلیں اور ایک دوسرے گروہ کے ساتھ تشبہ کریں یہاں تک تیسری حدیث میں محض مردانہ جوتا پہننے والی عورت کو لعنت کی وعید کا مستحق بتایا گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

مگر افسوس کہ فرنگی تہذیب کی نحوست سے آج کل یہ مرض بھی عام ہے چنانچہ فرنگی تہذیب کے ذلدادہ نوجوان زیادہ سے زیادہ زنانہ پن اختیار کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور عورتیں مراد نہ وضع اور طور طریقے اپنانے میں سرگرم ہیں اور اس طرح یہ اپنے آپ کو لعنت کا مستوجب بنا رہے ہیں اور رحمت خداوندی سے محروم و بے نصیب ہوتے جا رہے ہیں اگر غور کیا جائے تو عورتیں بہت سی باتوں میں مردانہ وضع اختیار کر کے احادیث میں وارد وعید کی زد میں آ رہی ہیں مثلاً:

عورتوں کا بے حجاب و ننگے منہ پھرنا بھی مردوں کے ساتھ تشبہ اور ان کی وضع اختیار کرنا ہے۔ باقی رہا عورتوں کا ننگے سر پھرنا تو یہ ننگے منہ پھرنے سے کہیں زیادہ جرم ہے کیونکہ ننگے سر پھرنا تو عام طور پر مردوں کے لئے بھی پسندیدہ نہیں ہے

جائیکہ عورتیں ننگے سر پھریں۔

عورتوں کا سر کے بال کٹانا بھی مردانہ وضع ہے کیونکہ سر منڈانا اور سر کے بال کٹانا مردوں کے ساتھ خاص ہے، عورتوں کو اس کی اجازت نہیں۔
عورتوں کا قلم پکڑنا، لکھنا سیکھنا اور مضمون نگاری کرنا بھی مردوں کے ساتھ تشبہ ہے کیونکہ کتابت بھی مردوں کا ایک فن ہے اور احادیث میں عورتوں کو لکھنا سکھانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

زمانہ حال میں آزاد عورتوں کا مردوں کی طرح کوٹ پہننا اور لباس میں ٹخنوں اور پنڈلیوں کو ننگا رکھنا بھی مردانہ وضع ہے کیونکہ کوٹ عورتوں کا لباس نہیں اور ان کے لئے ٹخنوں کا ڈھانپنا ضروری ہے جبکہ مردوں کو ٹخنے کھلے رکھنے کا حکم ہے اسلام کی رو سے عورت میدان کی غازی نہیں، بلکہ گھر کی نگران ہے اس کا کام غازی بننا نہیں بلکہ غازیوں کو جہنم دینا، اور ان کی صحیح تربیت کر کے انہیں دین و ملک و ملت کی خدمت کے لئے تیار کرنا ہے لہذا عورتوں کا فوجی مشقوں میں حصہ لینا، پریڈیں کرنا، مردوں سے تربیت حاصل کرنا اور انہیں سلامی دینا اور رانقلیں اٹھا کر نشانہ بازی کرنا، یہ سب امور مردوں کے ساتھ تشبہ اور ان کی وضع اختیار کرنا ہے۔ مروی ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کے سامنے شانے پر کمان لٹکائے گزری تو آپ نے فرمایا اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردانہ وضع بنائیں اور ان مردوں پر جو زنانہ وضع بنائیں۔ (طبرانی)

عورتوں کا اسمبلیوں، اجلاسوں، مباحثوں اور مشاعروں وغیرہ میں شرکت کرنا اور لاؤڈ سپیکر میں بولنا اور خطاب کرنا بھی مردوں کے ساتھ تشبہ اور ان کی وضع

اختیار کرنا ہے کیونکہ یہ سب کام مردوں کے ساتھ متعلق ہیں۔ اذان اقامت اور خطبہ و قرأت مردوں کے ساتھ خاص ہے عورتوں کا ان باتوں میں کوئی حصہ نہیں۔ ”اذان“ ہمیشہ مرغ دیتا ہے مرغی کا یہ کام نہیں ہے۔

عورتوں کا وزیر، سفیر، سپاہی اور ملک کا صدر و سربراہ بننا، دفاتر میں کام کرنا اور مردوں کے ساتھ متعلق شعبوں میں ملازمت کرنا بھی مردوں کا تشبہ ہے کیونکہ از روئے عقل و نقل عورتیں ہر گزان کاموں کی اہل نہیں ہیں۔

سکولوں کالجوں، سینماؤں، میں عورتوں لڑکیوں کا ڈرامے کرنا اور مردانہ لباس پہن کر اور مصنوعی داڑھی مونچھ لگا کر مردانہ پارٹ ادا کرنا صراحتاً مردوں کے ساتھ تشبہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردانہ لباس پہنے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۸۳)

سکولوں کالجوں میں طالبات کا پریڈس کرنا، کھیلوں میں حصہ لینا، دوڑنا، چھلانگیں لگانا، اچھلنا کودنا اور سائیکلیں دوڑانا سب مردانہ چیزیں اور ان کے ساتھ تشبہ ہے جو نسوانی ہیئت اور حیا و شرافت کے بالکل برعکس ہے۔

اس وقت یہ صرف نو مثالیں ہیں اس قسم کی اور متعدد چیزیں شمار کی جاسکتی ہیں جن میں بلا تکلف عورتوں کی مردوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

ذرا غور فرمائیے! ہمارا ملک و معاشرہ اس سے کس قدر بیگانہ و دور ہو رہا ہے اور عورتوں لڑکیوں کی جن باتوں کو بالکل معمولی و غیر اہم سمجھا جاتا ہے یا فیشن کے طور پر تہذیب و ترقی کا نشان خیال کیا جاتا ہے وہ مردوں کے ساتھ مشابہت اور ان کی وضع

اختیار کرنے کے باعث کس قدر لعنت اور عذاب و غضب خداوندی کا باعث ہے۔

نازک شیشیاں:

عورت کے لئے پردہ و حفاظت کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ وہ خلقی و طبعی طور پر نازک مزاج ”ناقص العقل“ اور بہت کمزور و نرم دل ہوتی ہے جس کا مختلف احساسات و خواہشات اور بیرونی و خارجی اثرات سے متاثر ہو کر گمراہ و بے راہرہ ہونا بہت زیادہ ممکن و آسان ہے۔ جس کا انجام بالآخر نقصان و ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو ”نازک شیشیوں“ سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ مروی ہے کہ ”ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک سفر میں تشریف لے جا رہے تھے اور آپ کے مبارک قافلہ میں بعض مستورات و ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن شامل تھیں اور آپ کے ایک غلام حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خوش الحانی سے اشعار پڑھتے جاتے تھے لیکن حضور ﷺ نے اسے ناپسند فرماتے ہوئے انہیں اس سے روکتے ہوئے ارشاد فرمایا

رویدك يا انجشة لا تكسر القوارير یعنی ”اے انجشہ! رُک جاؤ! ان شیشیوں کو نہ توڑو“۔ (مشکوٰۃ شریف)

اسلام ذہنی آوارگی، دل کی کجی اور معاشرہ کی بے راہروی کی روک تھام کے لئے مرد و زن کے مابین جس قدر حد فاصل اور عورت کی حفاظت و اس کے بارہ میں احتیاط چاہتا ہے پیغمبر اسلام ﷺ کے مذکورہ فرمان مبارک سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ذرا اس منظر کا تصور فرمائیے کہ سفر مذکور میں اونٹوں کے آگے آگے

رسول اللہ ﷺ کے صحابی و غلام اشعار پڑھتے جا رہے ہیں جن کے فحش و مذموم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو مستورات ساتھ ہیں وہ کوئی عام عورتیں نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات و صحابیات ہیں۔ مزید برآں خود رسول اللہ ﷺ بھی ہمراہ ہیں اور ایسے مقدس ماحول و قافلہ میں کسی برائی و آوارہ مزاجی کا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن اس قدر مقدس ماحول کے باوجود رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی تعلیم و ہدایت کے لئے اپنے غلام کو اشعار پڑھنے سے روک دیتے ہیں اور عورتوں کی نفسیات کو واضح فرمانے کے لئے انہیں ”شیشیوں“ سے تعبیر فرماتے ہیں اور امت کو یہ سبق دیتے ہیں کہ جس طرح نازک شیشیوں کو حفاظت و احتیاط سے رکھا جاتا ہے کہ مبادا انہیں کوئی ٹھیس پہنچے یا ٹھوکہ لگے اور وہ ٹوٹ نہ جائیں اسی طرح عورتوں کی حفاظت و احتیاط بھی بہت ضروری ہے تاکہ انہیں کوئی برا خیال و غلط وسوسہ نہ آئے اور وہ اپنی ناقص العقلی نازک مزاجی و نرم دلی کے باعث اپنی پاک دامنی و عفت و ”عصمت“ کا آئینہ چکنا چور نہ کر دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حدیث مذکور میں عورتوں کی نفسیات کو جن الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ مغرب کے انگریز مفکرین بھی اس کی تائید و تصدیق پر مجبور ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر برن ہارڈے بار اپنی مشہور تصنیف ”خاتون اور محبت“ میں لکھتے ہیں۔

”گانا عورت کے اندر عشق کی امنگوں کو آگ کی شعلوں کی مثل بھڑکاتا ہے پھر چاہے گانے والا صاحب فن نہ بھی ہو لیکن اگر وہ حسین ہے تو عورت اس سے لازمی طور پر متاثر ہوتی ہے اور اس وقت تو خاص طور پر جب اس کے نعموں میں عشق کی کلفتوں اور مسرتوں کی داستان ہو۔ پھر تو اس کے جادو کے اثرات کا پیمانہ

ناقابل پیمائش ہے کیونکہ جب ایک عورت آنکھیں بند کر کے دل و دماغ کی یکسوئی کے ساتھ پرسوز نغموں کو سنتی ہے تو اسے اس حقیقت کا احساس ہی نہیں رہتا کہ اس کی نبض کی حرکت عشق کی جولا نگاہ میں کس قدر تیز ہو رہی ہے اور اس میں گانے والے کا حسن اور جمال بھی ایک نغمے کی صورت اختیار کر کے اس کے دل کی گہرائیوں میں کس طرح سما رہا ہے۔ مزید لکھتے ہیں کتنے ہی اعلیٰ خاندانوں کی عورتیں جو بڑی عزت و احترام اور احتشام سے اپنے خاندانوں میں مسرت اور شادمانی کی زندگی بسر کرتی تھیں ”گویوں“ کے عشق میں اپنے خاندانوں اور اولاد کو الوداع کر چکی ہیں۔ ساز اور باجے کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

”یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ساز کے اثرات شیطانی جذبات میں ایک طوفان برپا کر دیتے ہیں اور خاص کر جنسی رجحانات میں تو تلامطم واقع ہو جاتا ہے۔ مرد اور عورت دونوں بری طرح متاثر ہوتے ہیں لیکن جب میں نے اس کے اثرات کا ذرا گہرائی میں اتر کر جائزہ لیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کا اثر ”صنف نازک“ پر زیادہ تیز شدید اور دیر پا ہوتا ہے۔

اللہ اکبر! مغرب کے اہل قلم و مفکر جس چیز کو آج اتنی طویل و عریض عبارات و مفصل تصانیف میں اس شرح و بسط کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔ پیغمبر اسلام نبی امی ﷺ نے ان تمام حقائق کو کتنی جامعیت کے ساتھ آج سے صدیوں پہلے صرف ایک جملہ ”لا تکر القواریر میں بیان فرما کر دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

وہ گل ہیں لبہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت و مجددین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ مبارکہ ”مشعلۃ الارشاد“ میں مذکورہ بالا حدیث کے مطابق والدین کو اولاد کے متعلق کیا خوب نصیحتیں فرمائی ہیں کہ اولاد کو

زنہار زنہار بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بد تر ہے نہ ہرگز ہرگز بہار دانش، مینا بازار، مثنوی غنیمت وغیرہا کتب عشقیہ اور غزلیات فسقیہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورہ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرزناں کا ذکر فرمایا ہے پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہو سکتا ہے؟ دختروں کو بیگانوں کے گھروں میں جانے کی مطلقاً بندش کرے بلکہ اپنے گھر کو ان پر زنداں کر دے۔

شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کیونکہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشیوں کو تھوڑی ٹھیس بھی بہت ہے۔

کہاں ہیں وہ ناعاقبت اندیش و حیا باختہ نام نہاد مسلمان جن کی عورتیں اور لڑکیاں اسلام کی ان صاف و صریح ہدایات و پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے برعکس گھروں میں دن رات ریڈیو کے فحش گانے سنتی اور ان کی آواز پر ڈانس کرتی ہیں۔ مخلوط مجالس و موسیقی کی محافل اور سینماؤں میں جا کر انتہائی بیہودہ و واہیات فلمی گانے سنتی اور حیا سوز مناظر دیکھتی ہیں۔ سکولوں کالجوں میں انگریزی تعلیم وغیر اسلامی باتیں سیکھتی اور ڈراموں میں شریک ہوتی ہیں۔ اخبارات و رسائل اور ناول

و افسانوں میں نہایت ذلیل و اخلاق سوز تصاویر دیکھتی اور سفلی جذبات و شہوانی خیالات کو برا ہیچنتہ کرنے والی ناپاک تحریرات پڑھتی ہیں اور بازاروں میں دوکانداروں سے خرید و فروخت کرتی ہیں کیا یہ نازک شیشیاں اتنی شدید ٹھیس پہنچنے کھلم کھلا ٹھوکریں لگنے اور اتنا کچھ دیکھنے سننے کرنے اور پڑھنے کے بعد بھی صحیح سلامت رہ سکتی ہیں؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خود ہمراہ ہونے کے باوجود اپنے غلام کو شیشیاں توڑنے سے منع فرما دیا تھا۔

حالانکہ یہاں رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی صحابیات جیسی مستورات، انجھو جیسے صحابی غلام اور ان کے شریعت کے مطابق اشعار اور۔ کہاں۔ چودھویں صدی کا موجودہ مغرب زدہ دوز بے پردہ و حیا باختہ لڑکیاں سینما کے ایکٹروٹیدی لڑکے اور فحش و بیہودہ عشقیہ فلمی گانے

ع..... ہمیں تفاوت راہ از کجا تا کجا است

کاش! ان ناپاک شیشیوں کی حفاظت سے غفلت و لاپرواہی برتنے والوں کو معلوم ہو کہ گھر سے باہر نکل کر مختلف ٹھوکریں کھانے اور ٹھیسیں پہنچنے کے باعث بہت سی ”نازک شیشیاں“ چکنا چور ہو کر قتبہ خانوں اور چکلوں تک جا پہنچتی ہیں چنانچہ روزنامہ ”کوہستان لاہور“ لکھتا ہے۔

”طوائفوں کی بحالی کے سلسلہ میں معاشرتی بہبود سے وابستہ ماہرین نے جو رپورٹ تیار کی ہے اس کے بعض پہلو بہت چونکا دینے والے ہیں۔ مثال کے طور پر اس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی شامل ہے کہ لاہور اور دوسرے بڑے شہروں میں بعض ایسے قتبہ خانے بھی ہیں جنہیں غیر ملکی سرمایہ دار اور بااثر پاکستانی چلار

ہے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض طالبات، استانیوں، ٹیلیفون آپریٹروں اور خانہ دار عورتیں بھی اسے پارٹ ٹائم کاروبار کے طور پر چلا رہی ہیں۔

”جن طالبات استانیوں ٹیلیفون آپریٹروں اور خانہ دار خواتین نے عصمت فروشی کو پارٹ ٹائم کاروبار کا درجہ دے رکھا ہے۔ یہ طائفہ مادر پدر آزاد ثقافت اور اونچے معیار زندگی کے جنون نے تخلیق کیا ہے، سب سے پہلے بے حجابی اور غیر مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول نے ان سے ان کی حیا چھینی اور پھر زرق برق لباس پہنے آرائش جمال کا سامان حاصل کرنے اور اونچے طبقے کی نسل کی ریس کرنے کے جنون نے انہیں ناپاک سے ناپاک ذرائع سے پیسہ کمانے کی راہ پر ڈال دیا اور اگر ہم اپنی ثقافت سے اسی طرح دور ہٹتے گئے تو یہ المیہ اور زیادہ سنگین صورت بھی اختیار کر سکتا ہے۔“

وما علینا الا البلاغ المبین

عالمی تحریک تحفظ ناموس رسالت کے اہم کردار عاشق احمد مختار، فخر نوجوانان اسلام غازی محمد عامر چیمہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات پر مشتمل کتاب مسکلی بہ حیات محمد عامر چیمہ شہید رحمۃ اللہ علیہ

از: الحاج صاحبزادہ ابوالرضا محمد داؤد رضوی

اس خوبصورت کتاب میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غازی محمد عامر چیمہ پر خصوصی نگاہ عنایت، محمد عامر چیمہ کی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و محبت، انگوٹھے چومنا اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر تیس ہزار ماہانہ نوکری کو ٹھکرانا، نماز جنازہ و ختم چہلم کے روح پرور مناظر اور بد عقیدہ لوگوں کی ناکامی و رسوائی، مزار شہید پر معمولات اہلسنت اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارو کی میں فیضان عام و دیگر اہم واقعات صفحات ۲۸ ہدیہ مع ڈاک خرچ ۲۵ روپے۔ ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله
وعلى آلك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

باطنی عیوب و روحانی امراض کی

اصلاح کا بیان

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

.....

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک ہونا تجھے
شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آ نَكْهَ كَانٍ اَوْرَدَلْ: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۗ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝

اور جس بات کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ، بے شک کان، آنکھ اور دل
سب سے سوال ہوتا ہے۔“ (پ ۱۵ رکوع ۴، سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۶)

اصلاح: کان، آنکھ اور دل کے اعمال کے متعلق کل قیامت کو احکم الحاکمین کی
عدالت میں حساب و سوال ہوگا اس لیے دل کو برے عقائد اور برے ارادہ سے۔
کان کو کسی کی غیبت اور برائی جھوٹی و بے حیائی کی بات، لغو گفتگو، گپ شپ اور
گانے بجانے کی آواز سے اور آنکھ کو بے حیائی و برائی کے مناظر، فلم و تماشہ، سینما و
ٹیلیوژن اور غیر محارم و کسی چیز کو بری نظر کے ساتھ دیکھنے سے محفوظ اور پاک رکھنا
ضروری ہے اور کسی دعویٰ اور کسی الزام سے پہلے اپنے کان، دل اور آنکھ سے علم و
تحقیق حاصل کرنا لازم ہے۔ بغیر علم اور تحقیق بلا سوچے سمجھے بدگمانی و خیالی اور سنی
سنائی باتوں پر کوئی دعویٰ کرنا، الزام لگانا، جھوٹی شہادت دینا، قسم کھانا، کسی
مسلمان کے پیچھے پڑنا، اس کی جان، مال، آبرو کو نقصان پہنچانا اور اس سے بغض و
عناد رکھنا ناجائز اور قیامت میں عذاب و مواخذہ کا باعث ہے۔ والعیاذ باللہ

زبان و بیان: اذیتلقی المتلقین عن الیمین و عن الشمال قعیڈ ۝

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ۝

جب (انسان سے) لیتے ہیں دو لینے والے۔ ایک دائیں بیٹھا اور ایک

بائیں۔ کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔“ (پ ۲۶ رکوع ۱۶، سورہ ق، آیت ۱۷، ۱۸)

اصلاح: ہر انسان کے پاس دائیں بائیں دو لکھنے والے فرشتے ہیں۔ دایاں نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں گناہ۔ اس لیے جھوٹ، غیبت، گانا، گالی، بدزبانی، زبان درازی، ٹھٹھا مذاق وغیرہ۔ واہیات و خرافات سے زبان کو پاک رکھنا چاہیے اور بات کرتے وقت اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ہماری ہر بات لکھی جا رہی ہے اس لیے کوئی ظلم و گناہ کی بات نہ ہو جائے۔ جو ہمارے لیے عذاب و مواخذہ کا باعث ہو۔

مسئلہ: پیشاب، پاخانہ و ہمبستری کے مخصوص وقت فرشتے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ان مواقع میں بات کرنی منع ہے۔ تاکہ اس کے لکھنے والے فرشتوں کو قریب آنے کی تکلیف نہ ہو۔ حدیث میں فرمایا ”برہنہ ہونے سے بچو۔ تحقیق تمہارے پاس وہ فرشتے ہیں جو قضائے حاجت و ہم بستری کے بغیر جدا نہیں ہوتے۔ پس ان سے حیا کرو۔“

دل کی سیاہی: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○

بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔“

(پ ۳۰ رکوع ۸، سورہ المطففین، آیت ۱۳)

حدیث میں فرمایا جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے۔ ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ کر لی تو مٹ جاتا ہے۔ ورنہ جوں جوں گناہ کرتا جائے گا وہ نقطہ بڑھتا اور پھیلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ دل اتنا سخت و سیاہ ہو جائے گا کہ نہ اسے حق و باطل میں امتیاز رہے گا۔ (نہ کسی نصیحت کا اس پر اثر ہوگا)

اصلاح: ناجائز کمائی، حرام کاروبار، بد عملی و گنہ گاری سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اس پر زنگ چڑھ جاتا ہے۔ اس لیے دل کو زنگ آلود و سیاہ کرنے والی کمائی و بد عملی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اگر اس میں اصلاح ہے تو سارے جسم کی اصلاح ہوگی اور اگر اس میں فساد ہے تو سارا جسم فاسد ہوگا۔ "أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ" سن لو وہ دل ہے (برے عقیدوں، ناپاک ارادوں اور حرام و خبیث چیزوں سے اس کی حفاظت کرو اور اس کی سلامتی و پاکیزگی کی فکر کرو)

دل کی صفائی: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے اسی طرح (غفلت اور گناہ سے) دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ دلوں کا زنگ اتارنے کے لیے کون سی چیز ہے؟ فرمایا موت، کاکثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔"

☆ ہر چیز کی صفائی کے لیے کوئی چیز ہے اور دلوں کی صفائی کے لیے اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی اور کوئی چیز نہیں۔ الحدیث (مشکوٰۃ شریف، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، تیسری فصل)

نفاق اور ایمان: "گانا (بجانا) اور کھیل کود دل میں اس طرح منافقت اگاتا ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ قرآن اور ذکر دلوں میں اس طرح ایمان اگاتے ہیں جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔" (دیلمی، کتاب الزواجر)

اصلاح: دل کی صفائی و ایمان کی حفاظت کے لیے تلاوت قرآن و ذکر الہی کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے اور موت کو زیادہ یاد کرنا چاہیے اور دنیا کی عیاشی و رنگینی گانے بجانے کھیل کود اور نفس و شیطان کی مکاریوں سے دامن بچانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ واللہ الہادی والموفق

ریاء و نمائش: ”مجھے اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا خطرہ ہے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کے بعد آپ کی امت مشرک ہو جائے گی۔ فرمایا ہاں لیکن وہ چاند سورج پتھر اور بت کی پوجا نہیں کریں گے۔ بلکہ (ان کا شرک یہ ہوگا کہ اللہ کی رضا کی بجائے) لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کریں گے اور شہوت خفیہ یہ ہے کہ ایک شخص صبح روزہ دار ہوگا پھر اس کے لیے شہوت ظاہر ہوگی اور وہ روزہ چھوڑ کر شہوت میں مبتلا ہوگا۔ (طبرانی، بیہقی، فی شعب الایمان وغیرہما، مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب الریاء والسمعہ، تیسری فصل)

اصلاح: رضائے الہی محبت نبوی اور خلوص نیت عمل کی بنیاد ہونی چاہیے۔ ریاء و نمائش ایسا حرام و شدید کبیرہ گناہ ہے کہ اسے شرک اصغر قرار دیا گیا ہے۔ ریاء کی طرح شہوت خفیہ سے بھی ایمان و عمل کی حفاظت ضروری ہے۔

علاماتِ منافق: ”جس میں یہ چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک پائی جائے۔ اس میں نفاق کی ایک عادت ہے۔ جو امانت میں خیانت کرنے، بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو پورا نہ کرنے، جھگڑتے وقت بدزبانی کرے۔ (بخاری و مسلم)

ذوالوجہین: ”دومونہہ والا شخص قیامت کے دن (مناقنہ روش، چغل خوری و دوغلہ پن کے باعث) بدترین آدمی پاؤ گے جو ایک طرف ایک مونہہ کے ساتھ اور دوسری طرف دوسرے مونہہ کے ساتھ آتا ہے۔“

(متفق علیہ، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب حفظ اللسان پہلی فصل)

☆ ”جو شخص دنیا میں دومونہہ والا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کی آگ کی زبان ہوگی۔“ (دارمی، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب حفظ اللسان، دوسری فصل)

گناہ کی اصل: ”تمام گناہوں کی اصل (جڑ اور بنیاد) دنیا کی محبت ہے اور تمام فتنوں کی اصل پیداوار کا عشر اور مال کی زکوٰۃ نہ دینا ہے“ (مشکوٰۃ شریف، منہیات) نم اور فرج: ”جانتے ہو لوگوں کو جنت میں زیادہ داخل کرنے والی کون سی چیز ہے؟ خوفِ خدا اور حسنِ اخلاق۔ جانتے ہو لوگوں کو دوزخ میں زیادہ داخل کرنے والی کون سی چیز ہے؟ منہ اور شرمگاہ (یعنی حلال و حرام کا امتیاز کیے بغیر منہ کا چسکہ اور بغیر نکاح شرمگاہ کی بے احتیاطی اور جنسی لذت و شہوت رانی لوگوں کو کثرت سے جہنم میں لے جائے گی) استغفر اللہ

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب حفظ اللسان، دوسری فصل)

تبدیلی نسب: ”جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ شخص اس کا باپ نہیں ہے ایسے شخص پر جنت حرام ہے۔“

☆ ”ایسا شخص جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا“ حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے سونگھی جائے گی“

☆ ”ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ بروز قیامت اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل“ (بخاری و مسلم وغیرہ) معلوم ہوا کہ اپنی ولدیت و نسب کو تبدیل کرنا اور اپنے باپ دادا کے خلاف سید قریشی، پٹھان، شیخ وغیرہ کہلوانا اور دوسروں کی طرف منسوب ہونا سخت کبیرہ گناہ ہے۔

نصیحت بغیر عمل: ”شب معراج ایک قوم پر میرا گذر ہوا جس کے ہونٹ آگ کی قینچی سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے کہا۔ اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ (خطیب، واعظ، مقرر، عالم، لیڈر، حاکم وغیرہم) ہیں جو اپنے بیان پر خود عمل نہیں کرتے۔“

(ترمذی، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب البیان والشعر، دوسری فصل)

تحقیر نعمت: (دُنیاوی امور، بیماری، غریبی، پریشان حالی میں) ”اپنے سے ادنیٰ شخص کو دیکھو، اپنے سے اعلیٰ کو نہ دیکھو تا کہ (تم میں جذبہ شکر پیدا ہو اور) تم اپنے پر اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ سمجھو۔“ (مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الرقاق باب فضل الفقراء، پہلی فصل)

☆ ”جس میں دو خصلتیں پاتی جائیں وہ اللہ کے ہاں شاکر و صابر لکھا جائے گا۔ دین کے معاملہ میں اپنے سے اعلیٰ کو دیکھے اور نیکی میں اس کی پیروی کرے اور دنیا کے معاملہ میں اپنے سے ادنیٰ کو دیکھے اور اللہ نے اس پر اسے جو فضیلت بخشی ہے اس پر اللہ کی حمد بجالائے۔“

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ، کتاب الرقاق باب فضل الفقراء، دوسری فصل)

نظر شہوت: (غیر محرم کی طرف) ”نظر کرنا ابلیس کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے“ (جو شدید ہلاکت کا باعث ہے)

☆ ”جو اجنبی عورت کے محاسن کو شہوت سے دیکھے قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔“ (مشکوٰۃ شریف، طبرانی، ہدایہ)

نظرِ خوف: ”جس نے اپنے بھائی کی طرف خوفناک نظر سے دیکھا۔ قیامت کے دن اللہ سے خوف میں مبتلا فرمائے گا۔“ (بیہقی، مشکوٰۃ شریف)

سماعِ نغمہ: ”جو گانے والی کا گانا سننے کے لیے بیٹھا۔ قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔“

☆ ”جو گانے کی آواز کی طرف متوجہ ہو اوہ جنت میں رُوحانین کی آواز سے محروم ہوگا۔“ (ابن عساکر، حکیم ترمذی)

جھوٹ: ”جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اس سے ایسی بدبو ظاہر ہوتی ہے جس کے باعث فرشتہ ایک میل اس سے دور ہو جاتا ہے۔“

(ترمذی، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب حفظ اللسان، دوسری فصل)

غیبت: ”شبِ معراج ایک قوم پر گزر رہا جس کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہرہ و سینہ کو نوچ رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی غیبت و بے آبروئی کرتے تھے۔“ (ابوداؤد، مشکوٰۃ، کتاب الآداب، باب ما نہی عنہ من التماجر، دوسری فصل)

بہتان: ”جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ عرض کیا گیا۔ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جاننے والے ہیں۔ فرمایا تیرا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جو اسے

ناپسند ہو غیبت ہے۔ عرض کیا گیا اگر وہ بات واقعی اس میں ہو؟ فرمایا اگر وہ بات واقعی اس میں ہو (جو تو اس کی پس پشت کہہ رہا ہے) تو پھر تو نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا ہے۔“ (جو غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے)

(مسلم شریف، مشکوٰۃ کتاب الآداب، باب حفظ اللسان، پہلی فصل)

گالی اور قتل: ”مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ و سرکشی) اور اس کا قتل کرنا کفر ہے“

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب الآداب، باب حفظ اللسان، پہلی فصل)

والدین کو بد زبانی: ”آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں سے

ہے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے۔

فرمایا۔ ہاں۔ آدمی کسی کے باپ کو گالی دے اور وہ اس کے باپ کو گالی دے۔ یہ

اس کی ماں کو گالی دے اور وہ اس کی ماں کو گالی دے“ (اس طرح والدین کو گالی

دلانے کا سبب بننا خود والدین کو گالی دینا ہے) والعیاذ باللہ تعالیٰ

(مسلم، بخاری، مشکوٰۃ کتاب الآداب، باب البر والصلۃ، پہلی فصل)

عصبیت: ”جو شخص عصبیت کی طرف بلائے (یعنی بغیر اوصاف و دیانت اپنی قوم

برادری اور علاقہ کا تعصب کرے) وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کے لیے جھگڑا

کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ جو عصبیت پر مر جائے وہ ہم میں سے نہیں۔“

(ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ کتاب الآداب، باب المفاخرۃ والعصبیۃ، دوسری فصل)

کبر و غرور: ”جس کے دل میں ذرہ برابر کبر ہو اور وہ جنت میں داخل نہ ہو گا کبر

(غرورِ نفس کے باعث) حق کے سامنے سرکشی کرنا اور لوگوں کو اپنے سے حقیر جاننا ہے۔“ (مسلم، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الغضب والکبر)

☆ ”بے شک اللہ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تواضع کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر بھی وزیادتی نہ کرے۔“

(مسلم شریف، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب المفاخرۃ والعصبیۃ، پہلی فصل)

حسد: ”خبردار حسد سے بچو۔ بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔“

(ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب ما ینھی عنہ من التہاجر دوسری فصل)

☆ ”حسد کرنے والا چغل خور کا ہن نہ وہ میرے ہیں نہ میں ان کا ہوں۔“ (طبرانی، ابوداؤد)

بغض: ”مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے (کہ اپنی دنیاوی و ذاتی رنجش کے لیے)

اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔ جس نے تین دن سے زیادہ

(ناراضگی کے باعث) اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑ دیا گویا اس نے بھائی کو قتل کر دیا۔“

(ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب ما ینھی عنہ من التہاجر)

لعن طعن: ”مومن (مومن پر) نہ طعنہ بازی کرتا ہے نہ لعنت کرتا ہے۔

نہ بے حیائی کا بول بولتا ہے۔ نہ بے مقصد بات کرتا ہے۔“

(بیہقی، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب حفظ اللسان، دوسری فصل)

حرص و ہوس: ”ابن آدم کا جسم بوڑھا ہوتا ہے اور دو چیزیں جوان ہوتی ہیں۔ مال

کی ہوس اور عمر کی حرص۔“ (یعنی دنیا کی محبت اور لمبی اُمید)

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب الاطل والحرص، پہلی فصل)

ٹھٹھا بازی: تحقیق جو شخص لوگوں کو ہنسانے کے لیے باتیں بنائے وہ زمین و آسمان کی مسافت کی بہ نسبت زیادہ مسافت سے (جہنم میں) پھینکا جائے گا۔ زبان کا پھسلنا قدم کے پھسلنے سے زیادہ سخت ہے۔“

(بیہقی، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب حفظ اللسان، دوسری فصل)

زیادہ ہنسی: ”زیادہ نہ ہنسو۔ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔“

(مشکوٰۃ شریف، کتاب الآداب باب حفظ اللسان، تیسری فصل)

☆ ”جس کا ہنسا زیادہ ہوگا اس کا دل مرجائے گا۔ چہرہ کی نورانیت جاتی رہے گی۔ شیطان اس سے راضی ہوگا۔ رحمان ناراض ہوگا۔ روز قیامت حساب کتاب سخت ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے محروم ہوگا۔ ملائکہ کی اس پر لعنت ہوگی۔ آسمان و زمین والوں کی دشمنی ہوگی۔ بھلائی کی چیزیں بھول جائے گا۔ قیامت کے دن رسوا ہوگا۔“

﴿﴾ ”جب بندہ زمین پر ہنستا ہے تو زمین ندا کرتی ہے کہ آج میرے اوپر تو ہنس رہا ہے اور کل میرے اندر (قبر میں) تو روتا ہوگا۔“ (منہیات ابن حجر)

غیظ و غضب: ”بے شک غصہ شیطان سے ہے اور شیطان کی پیدائش آگ سے ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اسے چاہیے کہ وضو کر لے۔“ (ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الغضب والکبر، دوسری فصل)

☆ ”جسے غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے۔ پس اگر غصہ اتر جائے تو بہتر ورنہ اسے چاہیے کہ لیٹ جائے۔“

(احمد ترمذی، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الغضب والکبر، دوسری فصل)

☆ ”جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ اعود باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے۔ اس کا غصہ اتر جائے گا۔“ (ابوداؤد طبرانی، ترمذی)

ظلم و ستم: ”جانتے ہو مفلس کون ہے؟ عرض کیا گیا جس کے پاس درہم اور سامان نہ ہو۔ فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ لے کر آئے گا لیکن حالت یہ ہوگی کہ کسی کو گالی دی ہے، کسی کو بہتان لگایا ہے، کسی کا مال کھایا ہے، کسی کا خون بہایا ہے، کسی کو مارا پٹپٹا ہے، پس اس ظالم کی نیکیاں ان مظلوموں پر تقسیم ہوں گی۔ اگر نیکیاں ان میں تقسیم ہونے سے پہلے ختم ہو گئیں تو ظالم کے ظلم کی مقدار مظلوموں کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔“ (جو ظالم و عیاش ہو اور نماز، روزہ وغیرہ اعمالِ حسنہ سے بھی محروم ہو اس کا کیا حال ہوگا)

(مسلم، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الظلم، پہلی فصل)

☆ ”جو ظالم کو ظالم جانتے ہوئے اس کے ساتھ نکلا وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔“ (بیہقی، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الظلم، تیسری فصل)

بخل: ”بخیل (کنجوس آدمی) خدا سے دُور، جنت سے دُور، لوگوں سے دُور اور دوزخ سے نزدیک ہے۔“

(مشکوٰۃ باب الانفاق و کراہیۃ الامساک، دوسری فصل)

☆ ”حق تعالیٰ نے اپنی عزت و عظمت کی قسم ارشاد فرمائی کہ وہ بخیل کو جنت میں نہ جانے دے گا۔“

☆ ”کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بخیل نہ بتاؤں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے؟ فرمایا جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ سب سے زیادہ بخیل ہے۔“ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(کتاب الزواجر، کیمیائے سعادت، ترمذی، احمد، مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلہا، تیسری فصل)
طمع: ”طمع سے اللہ کی پناہ مانگو“

☆ ”جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے ناامید ہو جاؤ (اس کا لالچ نہ کرو) اور طمع سے بچو۔ پس تحقیق طمع حاضر محتاجی ہے۔“ (طبرانی، حاکم)
قطع رحم:

”جنت میں داخل نہ ہوگا جو قطع رحم کرے“

(عزیزوں، رشتہ داروں کے حقوق کی پامالی اور ان کے ساتھ بدسلوکی کرے)
(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب البر والصلۃ، پہلی فصل)
مکر و ضرر:

”جس نے مومن کو نقصان پہنچایا یا اس کے ساتھ مکر کیا وہ ملعون ہے۔“
(ترمذی شریف، مشکوٰۃ، کتاب الآداب، باب ما نہی عنہ من التھاجر، دوسری فصل)

=====

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله
وعلى آلك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

موجودہ جرائم کا ہولناک انجام

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ
وَالْأَشْمُومَ الْبَغْيَ بغيرِ الْحَقِّ

”تم فرماؤ! میرے رب نے تو یہ حیثیاتِ حرام فرمائی ہیں جو ان میں
کھلی ہیں اور چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی۔“

(پارہ ۸، رکوع ۱۱، سورہ الاعراف)

سود و جوا، شراب، قتل و زنا، فساد
کیا رنگ لا رہا ہے ہمارا معاشرہ

سے جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قتل: وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَ لَعْنَةُ وَاعَدَلَّهُ عَذَابًا عَظِيمًا ○

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں

اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار

رکھا ہے بڑا عذاب۔ (پ ۵، رکوع ۱۰، سورہ النساء آیت ۹۳)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حقوق العباد میں) ”سب سے

پہلے خون کا حساب ہوگا“ (بخاری و مسلم)

☆ ”اگر بالفرض آسمان والے اور زمین والے ایک مسلمان کے قتل میں

شامل ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں ڈال دے“ (ترمذی شریف)

☆ جس شخص نے مسلمان کے قتل میں ایک لفظ کہہ کر بھی اعانت کی۔ اللہ کے

پاس پیش ہونے کی حالت میں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان رحمت

سے ناامید لکھا ہوگا۔ (ابن ماجہ طبرانی)

☆ ”دنیا کی تباہی ایک مسلمان کے قتل سے کمتر چیز ہے۔“

(ابن ماجہ ترمذی نسائی)

☆ ”مسلمان کو گالی دینا فسق و گناہ اور قتل کرنا کفر ہے۔“ (بخاری، مسلم)

یاد رہے: کہ اسلامی حکومت میں اسلامی قانون کے تحت قتل کی سزا قتل ہے۔ قاتل مرد

ہو یا عورت۔ ایسے شخص کے لیے حکومت کو معافی دینے یا عمر قید یا چند سال کی سزا دینے

کا کوئی اختیار نہیں۔ ایسا اقدام اغیار کی نقالی باطل قانون کی پیروی اور قاتلوں کی حوصلہ افزائی ہے۔

خودکشی: وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

”اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو“۔ (پ ۲، رکوع ۸، سورہ البقرہ، آیت ۱۹۵)

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ○ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ

عَدُوًّا وَإِنَّا وَظَلْمًا فَسَوْفَ نُصَلِّيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ○

”اور اپنی جانیں قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے اور جو زیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔“

(پ ۵، رکوع ۲۴، سورہ النساء، آیت ۲۹، ۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس شخص نے اپنے کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی

کی وہ دوزخ میں مدتوں خود کو گراتا رہے گا۔ جس نے زہر پی کر خودکشی کی وہ دوزخ میں مدتوں زہر نوشی کی سزا میں مبتلا رہے گا۔ جس نے ہتھیار مار کر خودکشی کی وہ دوزخ میں مدتوں خود پر وہ ہتھیار استعمال کرتا رہے گا۔“

”جس نے جس چیز کے ساتھ خودکشی کی قیامت کو اسی چیز کے ساتھ

عذاب دیا جائے گا“۔ (بخاری و مسلم)

”ایک شخص کے جسم پر زخم تھا جسے برداشت نہ کرتے ہوئے اس نے خود

کشی کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے میرا حکم پہنچنے سے پہلے خودکشی کر

لی میں نے اس پر جنت حرام فرمادی“ (مسلم، بخاری)

۔ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

یاد رہے: کہ بھوک ہڑتال بھی خلاف شریعت و کفار کی پیروی اور خودکشی ہی کی ایک صورت ہے۔

زنا: وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجِيَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ط و سَاءَ سَبِيْلًا ۝

”اور بدکاری کے پاس بھی نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری

راہ“ (پ ۱۵، رکوع ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ کے نزدیک شرک کے بعد سب سے بڑا

گناہ غیر عورت سے بدکاری کرنا ہے۔ عورت مسلمان ہو یا کافر باندی ہو یا آزاد“

(باب الحدیث سیوطی، الزواجر ابن حجر مکی)

”زانیوں کے چہروں پر آگ کے شعلے بھڑکتے ہوں گے۔“ (طبرانی)

”زانیوں کی شرمگاہوں میں آگ سلگتی ہوگی اور ان سے ایسی بدبو نکلے گی

جو اہل محشر اور اہل جہنم کو پریشان کر دے گی۔“ (ابن ابی الدنیا، زواجر)

یاد رہے کہ اسلامی حکومت میں اسلامی قانون کے تحت شادی شدہ زانی

مرد و عورت کو سنگسار کرنے یعنی پتھر مار مار کر ہلاک کر دینے کا حکم ہے اور غیر شادی

شدہ زانی مرد و عورت کو سو کوڑے مارنے کا حکم ہے اور زانیوں، بدکاروں سے رعایت

کرنا، زنا بالرضا کو قابل مواخذہ نہ سمجھنا، زانی کو کچھ عرصہ کے لیے قید کر دینا، اغوا و

فرار و زنا میں عورت کا مواخذہ نہ کرنا۔ اغیار کی نقالی، باطل قوانین کی پیروی اور

زانیوں کی حوصلہ افزائی ہے۔

ہم جنسی: فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً
مِّنْ سِجِّيلٍ مَّنصُودٍ ○

”پس جب ہمارا حکم آیا۔ ہم نے (قوم لوط کی) اس بستی کے اوپر کو
اس کا نیچا کر دیا (تختہ الٹ دیا) اور اس پر لگاتار پتھر برسائے۔“

(پ ۱۲، رکوع ۷، سورہ ہود، آیت ۸۲)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ
قوم لوط کے عمل کا ہے“ (ترمذی، ابن ماجہ)

☆ تین مرتبہ فرمایا ”جس نے قوم لوط کا عمل کیا وہ ملعون ہے“

(طبرانی، حاکم)

☆ ”جس نے مرد کے ساتھ بد فعلی کی یا عورت کے ساتھ اس کے پیچھے کے
مقام میں بد فعلی کی۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا“

(ترمذی، نسائی)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”بغیر توبہ مرنے والا لوطی قبر میں

خنزیر بن جائے گا۔“ (لباب الحدیث، الزواجر)

یاد رہے کہ اسلامی حکومت میں اسلامی قانون کے تحت اس فعل کی یہ سزا

بیان کی گئی ہے کہ ایسا کرنے والوں کے اوپر دیوار گرا دیں یا اس کو اوندھا کر کے

گرائیں اور اس پر پتھر برسائیں یا قید میں رکھیں یہاں تک کہ مر جائے۔ چند بار ایسا

کیا ہو تو حاکم اسلام اسے قتل کر ڈالے (کتب فقہ) یاد رہے کہ مرد کی مرد کے ساتھ

بد فعلی کی طرح اس کی جانور کے ساتھ بد فعلی اور عورت کی عورت کے ساتھ بد فعلی بھی کبیرہ گناہ ہے۔ (کافی الاحادیث) (والعیاذ باللہ)

گَانَا بَجَانَا: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَتَتَّخِذَ هَاهُنَا وَهَاهُنَا لَهْوَ لَيْسَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ

”اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکا

دیں۔ بے سمجھے اور اسے ہنسی بنا دیں۔ ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔“

(پ ۲۱، رکوع ۱۰، سورہ لقمان، آیت ۶)

اس آیت کے تحت مفسرین نے فرمایا کہ ”لہو الحدیث“ سے مراد ”گانا

ہے“ اور یہ آیت نصر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جو عورتوں کا گانا سنوا کر

لوگوں کو ایمان لانے سے روکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”باجے اور

گانا سننے سے بچو۔ جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے اسی طرح گانا بجانا دل میں

مناقت اگاتا ہے“۔ (امالی و زواجر) بزرگان دین نے فرمایا ”گانا زنا کا منتر

ہے“۔ (اشعۃ اللمعات)

اعضاء کا زنا: ”آنکھوں کا زنا (بنظر شہوت) دیکھنا ہے۔ کانوں کا زنا (شہوت

کے ساتھ باتیں اور گانا) سننا ہے۔ زبان کا زنا (شہوت سے) کلام کرنا ہے۔ ہاتھ

کا زنا (بری نیت سے) پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (برائی کی طرف) چلنا ہے اور دل

کا زنا (بدکاری کی) خواہش رکھنا اور تمنا کرنا ہے۔“ (مسلم شریف)

معلوم ہوا: کہ جس طرح شرمگاہ بڑے گناہ کی مرتکب ہوتی ہے اسی طرح باقی

اعضاء بھی اپنی اپنی حیثیت کے چھوٹے چھوٹے زنا کار نکاب کرتے ہیں۔ گویا زنا کا سبب بننا بھی زنا کا مرتکب ہوتا ہے۔ چونکہ ان اعضاء ہی کے ذریعے زنا لواطت اور دیگر غیر اخلاقی حرکات تک نوبت پہنچتی ہے اس لیے اللہ کی ناراضگی اور آخرت کے عذاب سے بچنے کے لیے ان اعضاء کو زنا کے اثرات و اسباب سے بچانا۔ گانے، بجانے، ریڈیو، ریکارڈنگ کے شہوت انگیز نعومات اور سینما و ٹیلیویشن تصاویر، فحش لٹریچر اور غیر محارم کے شہوت انگیز مناظر سے آنکھ اور کان کی حفاظت کرنا اور بے پردگی، عیاشی، ناچ گانے کی مجالس و تقریبات میں جانے سے اپنے آپ کو روکنا بہت ضروری ہے۔

تہمت: جس طرح بدکاری و زنا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح بغیر ثبوت و تحقیق کسی پر زنا کی تہمت لگانا بھی سخت جرم و کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن پاک میں ہے ”جو لوگ پارسا عورتوں کو تہمت لگائیں۔ پھر چار گواہ نہ لائیں۔ ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ وہ لوگ فاسق ہیں“۔ (پارہ ۸، رکوع ۷، سورہ النور، آیت ۴)

تاخیر نکاح: اسلام نے زنا، لواطت (مردوں کی باہمی غلط کاری) مساحقت (عورتوں کی باہمی غلط کاری) جیسی حیا سوز، غیر اخلاقی حرکات میں جتنی سختی کی ہے۔ نکاح میں اتنی ہی آسانی فرمادی ہے کہ دو گواہ ہوں، حسب حیثیت مہر ہو، مرد عورت کا ایجاب و قبول ہو، بس نکاح ہو گیا مگر نام نہاد دور ترقی میں اسلام سے بیگانگی کے باعث مختلف رسوم و فیشن، جہیز اور بارات کے تکلفات، کھانے پینے کے اخراجات، برادری کی پابندی اور سکولوں کالجوں کی نام نہاد تعلیم کے حصول نے نکاح

کو اتنا مشکل بنا دیا ہے کہ عموماً اس میں تاخیر ہو جاتی ہے اور بعض کے نکاح کی نوبت ہی نہیں آتی۔

اعتبار: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلہ میں والدین کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ ”تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو جب نماز آ جائے، جنازہ حاضر ہو جائے، اور لڑکی کا رشتہ مل جائے۔“ (ترمذی)

”اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز پڑھاؤ۔ نو برس کی عمر میں بستر الگ کر دو اور سترہ برس کی عمر میں نکاح کر دو“ (الحسن الحسین)

”جس کی اولاد ہو اس کا اچھا نام رکھے۔ اسے آداب سکھائے اور جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے۔ جس نے اپنی بالغ اولاد کا نکاح نہ کیا اور وہ گناہ میں مبتلا ہوئے تو باپ بھی ان کے ساتھ گنہگار ہے۔“

(بیہقی، مشکوٰۃ، کتاب النکاح باب الولی فی النکاح، تیسری فصل)

نوجوانوں کو ارشاد فرمایا:

”اے جوانوں کے گروہ جسے (حق مہر اور بیوی کے نان نفقہ کی) استطاعت ہو۔ وہ نکاح کرے۔ اس کے سبب آنکھ اور شرمگاہ برائی سے محفوظ ہوتی ہے اور جسے نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے۔ روزہ شہوت کو دباتا ہے۔“

(مشکوٰۃ، کتاب النکاح، پہلی فصل)

”اے نوجوانو۔ بدکاری سے بچو۔ جس نے اپنی جوانی کو برائی سے بچایا وہ

جنت میں داخل ہوا۔“ (بیہقی)

نکاحِ ثانی: تاخیر نکاح کی طرح عورت کے نکاحِ ثانی کے متعلق بھی بڑی غفلت و کوتاہی پائی جاتی ہے۔ بلکہ بعض جاہل مرد و عورت معاذ اللہ اسے ذلت و عار کا موجب سمجھتے ہیں اور بسا اوقات بعد میں اس کا نتیجہ حرام کاری و بربادی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس لیے اس مسئلہ میں جھوٹی شرم کی آڑ نہیں لینی چاہیے اور خدا نخواستہ کوئی عورت کوئی عزیزہ نوجوانی میں بیوہ ہو جائے یا اسے طلاق مل جائے تو ایسی بیوہ و مطلقہ اور اس کے وارثوں کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے مناسب رشتہ کی کوشش کر کے دوسرے نکاح کا جلد اہتمام کریں اور نکاحِ ثانی کو معیوب سمجھنے کی باطل رسم کو توڑیں اور قانونِ شرعی کو اجاگر کریں۔

قرآن مجید میں ہے۔

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ

”تم میں سے جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کرو۔“

(پ ۱۸، رکوع ۱۰، سورہ النور آیت ۳۲)

معیارِ نکاح: ”عورت چار چیزوں پر نکاح میں لائی جاتی ہے۔ مالدار پر (جیسا کہ یہود میں ہے) برادری پر (جیسا کہ مشرکین میں ہے) خوبصورتی پر (جیسا کہ انگریزوں میں ہے) اور دینداری پر (جیسا کہ مسلمانوں کا اصول ہے) پس اے مسلمان! تو دیندار عورت کے نکاح میں کامیاب ہو۔“

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب النکاح، پہلی فصل)

ملاوٹ: ”بیچنے کے لیے جو دودھ ہو اس میں پانی نہ ملاؤ۔“ (بیہقی)

☆ ”جس نے عیب (ملاوٹ) والی چیز کی فروخت کی اور اس عیب کو ظاہر نہ کیا وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہے۔ یا فرمایا فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے ہیں۔“

ذخیرہ اندوزی: ”باہر سے غلہ لانے والا مرزوق ہے اور احتکار کرنے (غلہ روکنے) والا ملعون ہے۔“ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب الاحتکار دوسری فصل)

☆ ”جس نے چالیس روز غلہ روکا (کہ جب زیادہ مہنگا ہو فروخت کرے) پھر وہ سب خیرات کر دیا تو بھی کفارہ ادا نہ ہوا“

(رزین، مشکوٰۃ باب الاحتکار تیسری فصل)

☆ ”غلہ روکنے والا برا بندہ ہے کہ اللہ نرغ ستا کرے تو غمگین ہوتا ہے اور گراں کرے تو خوش ہوتا ہے۔“ (بیہقی و طبرانی، مشکوٰۃ باب الاحتکار تیسری فصل)

شراب و جوا:

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۝

”شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے اندر بغض اور عداوت ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ تو کیا تم ہو باز آنے والے۔“ (پ نے رکوع ۲۷، سورہ المائدہ، آیت ۹۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جتنی چیزوں سے آدمی کھیلتا ہے سب باطل ہیں۔ مگر تیر اندازی، گھوڑے کی تادیب اور بیوی سے ملاعبت (ترمذی، ابوداؤد)

☆ ”جس نے نزد شیر کھیلا گویا سور کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔“ (مسلم، ابوداؤد)

☆ ”اصحابِ شاہِ شطرنج کھیلنے والے جہنم میں ہیں“۔ (ویلہی)

☆ شراب سے بچو بے شک یہ تمام برائیوں کی ماں ہے“ (ابنِ زواجر)

☆ ”شراب سے بچو بے شک یہ برائی کی کنجی ہے۔“ (حاکم)

☆ ”جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ لائے وہ تھوڑی بھی حرام ہے۔“

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ کتاب الحد و ذباب بیان الاخر، دوسری فصل)

☆ ”دس شخصوں پر لعنت ہے۔ شراب بنانے والا، بنوانے والا، پینے والا،

پلانے والا، اٹھانے والا، منگوانے والا، بیچنے والا، خریدنے والا، اس کے دام

کھانے والا، جس کے لیے خریدی گئی۔“

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ کتاب البیوع باب الکسب و طلب الحلال، دوسری فصل)

☆ ”بے شک جو چیز اللہ نے تم پر حرام کی ہے اس میں تمہاری شفا نہیں

ہے۔“ (بیہقی، ابن حبان)

یاد رہے کہ اسلامی حکومت میں اسلامی قانون کے تحت شراب پینے والے

پر حد قائم کی جائے گی اور اس کو اسی کوڑے مارنے جائیں گے۔ (کتب فقہ)

معلوم ہوا:

کہ شراب و جوا شدید حرام و کبیرہ گناہ اور شیطانی عمل ہے اور اسلامی

حکومت پر اس کی روک تھام ضروری ہے۔ جوئے بازوں، شراب خوروں سے

رعایت ”جائز و ناجائز“ شراب کی خود ساختہ قانونی تقسیم، بیماری، مہمان نوازی،

کاروبار اور تفریح کے نام پر ہسپتالوں، ہوٹلوں، کلبوں میں اس کے استعمال کی

اجازتِ اغیار کی نقالی، باطل قانون کی پیروی اور عیاشی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہے۔ جس کے باعث دن بدن جرائم کی بھرمار ہے۔

جادو: وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرُوا وَيَعْلَمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ
”اور سلیمان نے کفر نہ کیا۔ ہاں شیطان کافر ہوئے جو لوگوں کو جادو سکھاتے
ہیں“ (پ ۱، رکوع ۱۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۰۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سات مہلک چیزوں سے بچو ”شُرک، جادو، ناحق قتل، سودِ مال، یتیم، جہاد سے
فراز پا کد امن خواتین پر تہمت“

(بخاری و مسلم وغیرہما، مشکوٰۃ کتاب الایمان، باب الکبائر وعلامات الخفاق، پہلی فصل)
☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ ”ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل
کردو۔ پس تین جادوگر قتل کیے گئے۔“ (الزواج)

چوری اور ہزنی: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا
نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

”چوری کرنے والے مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ ان کے
فصل کی جزا۔ اللہ کی طرف سے سزا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔“

(پ ۶، رکوع ۱۰، سورہ المائدہ، آیت ۳۸)

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ
فَسَادًا أَنْ يُقْتَلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ

الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

”جو لوگ اللہ ورسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ قتل کر ڈالے جائیں یا انہیں سولی دی جائے یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں یا جلا وطن کر دیے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔“ (پ ۶، رکوع ۹، سورہ المائدہ آیت ۳۳)

معلوم ہوا:

چوری اور رہزنی شدید جرم اور کبیرہ گناہ ہے اور چوری کرنے والے مرد و عورت اور ڈاکو پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے اور دنیا و آخرت میں ان کے لیے سخت سزا ہے اور حکومت پر لازم ہے کہ وہ انہیں حکم قرآنی و قانون اسلامی کے مطابق پوری سزا دے۔ قانون اسلامی کے مطابق مجرموں کو صحیح سزا دینے کی بجائے انہیں کچھ عرصہ کے لیے جیل میں ”سرکاری مہمان“ بنا لینا اغیار کی نقالی باطل قانون کی پیروی اور چوروں اور ڈاکوؤں کی حوصلہ افزائی ہے جو کثرت جرائم کا باعث ہے۔

ظالم حاکم وقاضی: وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

”جو لوگ خدا کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔“

(قرآن مجید آیت ۴۵: سورہ المائدہ)

☆ ”عادل و ظالم حکام کو پلصراط پر روکا جائے گا۔ پھر جس حاکم نے فیصلہ میں ظلم کیا ہوگا اور رشوت لی ہوگی۔ صرف ایک فریق کی بات توجہ سے سنی ہوگی۔ وہ جہنم

کی اتنی گہرائی میں ڈالا جائے گا جس کی مسافت ستر سال ہے۔“ (ابو یعلیٰ)
سفارش: ”جو کسی کے لیے سفارش کرے اور وہ اس کے لیے کچھ ہدیہ دے اور یہ
قبول کر لے وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ پر آ گیا۔“

(ابوداؤد مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء باب رزق الولاۃ وهدلیا ہم تیسری فصل)

جھوٹی شہادت: ”اللہ کے ساتھ شریک کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا کسی کو
ناحق قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہ ہیں۔“

☆ ”جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے
جہنم واجب کر دے گا۔“

☆ ”جو گواہی کے لیے بلایا گیا اور اس نے (صحیح) گواہی چھپائی وہ بھی ایسا ہی
ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔“ (طبرانی)

وکالت: ”آج کل کچھریوں میں گواہی دینے کی جو صورت ہے وہ اہل معاملہ پر مخفی
نہیں۔ وکیل مدعی جھوٹ بولنے پر زور دیتے ہیں اور وکیل مدعا علیہ جھوٹا بنانے کی
کوشش کرتے ہیں۔ پیشہ ور وکیل جان بوجھ کر جھوٹ کو سچ کرنا چاہتے ہیں بلکہ گواہوں
کو جھوٹ بولنے کی تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔ ایسی گواہی ووکالت سے خدا بچائے۔“
(بہار شریعت ملخصاً)

سود اور رشوت:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

”اے ایمان والو! سود نہ کھاؤ اور نہ دوناؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم قلاح پاؤ“

(پ ۲، رکوع ۵، سورہ آل عمران، آیت ۱۳۰)

☆ ”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ لوگوں کا کچھ مال جان

بوجھ کر ناجائز طور پر کھانے کے لیے (بطریق رشوت) مال حاکموں کے

پاس پہنچاؤ۔ (پ ۲، رکوع ۸، سورہ البقرہ، آیت ۱۸۸)

☆ ”حرام غذا کھانے والا جسم جنت میں داخل نہ ہوگا۔“

(نیہتی، مشکوٰۃ کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال، دوسری فصل)

☆ ”سود لینے والے سود دینے والے سود کی تحریر لکھنے والے اور گواہی دینے

والے پر لعنت ہے اور یہ سب برابر ہیں۔“ (مسلم، مشکوٰۃ باب الربو، پہلی فصل)

☆ ”رشوت لینے والے اور رشوت دلانے والے پر لعنت ہے۔“

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء باب رزق الولاة وهدایا، دوسری فصل)

☆ ”رشوت لینے دینے والے دونوں جہنمی ہیں۔“ (طبرانی)

وراثت:

”جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں

اور عنقریب داخل ہوں گے آگ میں۔“ (پ ۲، رکوع ۱۲، سورہ النساء، آیت ۱۰)

معلوم ہوا کہ یتیموں کا مال ہضم کر جانا سخت عذاب کا باعث ہے۔ یتیموں

میں سے بالخصوص یتیم لڑکیوں پر بہت ظلم ہوتا ہے۔ عام طور پر بھائی اپنی یتیم

بہنوں کو جہیز وغیرہ پر ٹال دیتے ہیں اور والدین کی وراثت میں لڑکی کا جو شرعی حصہ

مقرر ہے وہ باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے اور سب کچھ خود ہی ہضم کر جاتے ہیں۔

اسی طرح بیوہ نکاح ثانی کرے تو اس کا حق مار لیتے ہیں حالانکہ خاوند کی وراثت میں بیوہ کا جو شرعی حصہ مقرر ہے وہ بہر حال اس کی حقدار ہے۔ اگرچہ وہ نکاح کر لے۔ الغرض یتیموں، یتیم بچیوں اور بیوہ عورتوں پر ظلم کر کے ان کا حق مارنے والوں کو اس آیت سے سبق لینا چاہیے اور سب کو اپنے گناہوں سے جلد توبہ کرنی چاہیے تاکہ موت، قبر، آخرت اور جہنم کے عذاب سے چھٹکارا ہو۔



نوٹ: اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے ترجمہ قرآن کنز الایمان اور علماء اہلسنت کی تصانیف کا مطالعہ کریں۔ نیز اپنی دینی و مسلکی معلومات کیلئے اہلسنت کے بین الاقوامی محبوب ترجمان ماہنامہ رضائے مصطفیٰ (گوجرانوالہ) کا سالانہ خریدار بننے کی کوشش کریں۔



توجہ فرمائیں

کتاب کی پروف ریڈنگ بھی بہت مسئلہ ہوتا ہے۔ اپنی طرف سے احباب نے اچھے طریقے سے پروف ریڈنگ کی۔ پھر بھی اگر کمپوزنگ میں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے صدقے ہم سب کی لغزشیں معاف فرمائے۔ آمین۔ (محمد حفیظ نیازی)

دعوت و پیام

اللہ کی نبی کی اطاعت قبول کر! ایمان اور دین کی دولت قبول کر!
 معمور دل کو عشقِ خدا و نبی سے رکھ نعمت یہ بے بہا ہے یہ نعمت قبول کر!
 ناموس مصطفیٰ کی حفاظت کے واسطے کر جان و دل نثار شہادت قبول کر!
 رسم و رواج و بدعت خود ساختہ کو چھوڑ سنی ہے تو تو مسلک سنت قبول کر!
 رکھ دل میں شوقِ راسخہ خلقِ مصطفیٰ اپنے مشامِ جاں میں یہ نکبت قبول کر!
 کر اتباعِ ہادیٰ دین ہر عمل میں تو چل اُن کی راہ اُن کی ہدایت قبول کر!
 ”آئین وضع کردہ مغرب“ سے کر گریز محبوب کبریا کی شریعت قبول کر!
 دنیا کا ذرہ ذرہ تری اقتدا کرے ”اخلاص بے ریا“ کی امامت قبول کر!
 آخر کو جو بنے تری تذلیل کا سبب ہر گز نہ ایسی عزت و عظمت قبول کر!
 الفاظِ خوشنما سے کسی کے نہ کھا فریب جو دل میں گھر کرے وہ محبت قبول کر!
 رسم و ریا کے ساتھ کیا جائے جس کو پیش ہر گز نہ وہ خراجِ عقیدت قبول کر!
 ہیں آزمائشوں ہی میں آسائشیں نہاں راحت کی آرزو ہے تو کلفت قبول کر!
 میں از رہِ خلوص ہوں اک ناصح شفیق سن میری بات میری نصیحت قبول کر!
 کرتا ہوں یہ ”جواہر منظوم“ تیری نذر یہ ”تحفہٴ خلوص و محبت“ قبول کر!

لبیک کہہ کر بڑھ سوئے آواز حق عزیز

مرد خدا! جہاد کی دعوت قبول کر!

(از: حضرت عزیز حاصل پوری ملتان)

”پیغام صادق“ پنجابی تبلیغی ترانہ

یاری رب دے حبیب نال لالے
 تے کیہڑا تیرا مُل لگدا
 گل پٹہ غلامی دا پا لے
 تے کیہڑا تیرا مُل لگدا
 داڑھی نال منہ اپنا سجا لے
 تے کیہڑا تیرا مُل لگدا
 مشغل اپنا نماز بنا لے
 تے کیہڑا تیرا مُل لگدا
 بیوی اپنی بازاروں توں ہٹا لے
 تے کیہڑا تیرا مُل لگدا
 لڑکی اپنی سکولوں توں اٹھا لے
 تے کیہڑا تیرا مُل لگدا
 کھانا فرش تے بیٹھ کے کھا لے
 تے کیہڑا تیرا مُل لگدا
 اُنکلی اپنی دا چچج بنا لے
 تے کیہڑا تیرا مُل لگدا

تمباکو کولوں جند اپنی چھڑا لے
 تے کیہڑا تیرا مثل لگدا
 گالاں کولوں منہ اپنا بچا لے
 تے کیہڑا تیرا مثل لگدا
 گلیاں وچوں توں کاغذ اٹھا لے
 تے کیہڑا تیرا مثل لگدا
 کسے جاہل نوں توں مسئلہ سمجھا لے
 تے کیہڑا تیرا مثل لگدا
 تلاوت اپنا منعمول بنا لے
 تے کیہڑا تیرا مثل لگدا
 گانے چھڈ تے نعتاں سن سنا لے
 تے کیہڑا تیرا مثل لگدا
 گھر اپنا تصویراں توں بچا لے
 تے کیہڑا تیرا مثل لگدا
 ٹی وی کولوں توں جان چھڑا لے
 تے کیہڑا تیرا مثل لگدا
 پیغام صادق دا ایہہ سب نوں سنا لے
 تے کیہڑا تیرا مثل لگدا

بکھرے موتی

از: سلطان الوداعین علامہ ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

عمل کیوں ضروری؟

ایک شخص ریلوے ٹکٹ خرید کر گھر بیٹھا رہے تو وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا تا وقتیکہ ریل پر سوار نہ ہو۔ کلمہ پڑھ لینے کے بعد عمل نہ کرنا اور ارکانِ اسلام کو نہ اپنانا بالکل ایسا ہی ہے جیسے ٹکٹ خرید کر بیٹھے رہنا اور جس طرح ٹکٹ اپنی تاریخ پر کارآمد ہے اسی طرح عمل بھی آج ہی مفید ہے، کل نہیں۔

دل کی نماز:

بعض لوگ نماز نہیں پڑھتے اور اگر کہا جائے کہ نماز پڑھو تو کہتے ہیں کہ ”ہم دل کی نماز پڑھتے ہیں“۔ ایسے لوگوں کو کہئے کہ ”تم روٹی بھی ”نور“ کی کھایا کرو، تنور کی نہ کھایا کرو اور اگر روٹی ”نور“ کی تمہیں منظور نہیں تو دل کی نماز خدا کو منظور نہیں“۔

یورپ کی تقلید:

داڑھی منڈانا اور اصل انگریزوں کی تقلید ہے۔ انگریزوں میں یہ رواج دیکھ کر نوجوان اس کو پسند کرنے لگتے ہیں مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یورپ ہی کی تقلید کرنی ہے تو پھر اس یورپ کی کریں جو داڑھی والا یورپ ہے تاکہ شریعت پر بھی عمل رہے اور فیشن بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ انگلستان کے شاہی خاندان کو دیکھئے بڑے بڑے بادشاہوں کے منہ پر داڑھی تھی۔ فرانس میں اکثر لوگ داڑھی رکھتے ہیں بلکہ

فرانسیسی فیشن کی داڑھی مشہور ہے۔ جرمن کے بڑے بڑے پروفیسر اور فلاسفر اکثر کے منہ پر بڑی بڑی داڑھیاں ہیں۔ ڈارون کے منہ پر بہت بڑی داڑھی تھی۔ الغرض یورپ میں معزز اور مقتدر لوگ داڑھیاں بھی رکھتے ہیں۔ دیکھ لیجئے بڑے بڑے پادری سب داڑھی رکھتے ہیں اور اچھی بھی لگتی ہے اور ایک تازہ خبر بھی ملاحظہ کر لیجئے جو کہ ہستان ۱۳ ستمبر میں آئی ہے:

”جارج ٹاؤن ۱۲ ستمبر ۱۹۶۲ء برٹش گیانا کی۔ رضا کار فوج کے ایک سپاہی ایرک لازور کو ملازمت سے محض اس لئے برطرف کر دیا گیا کہ اس نے داڑھی منڈوانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس پر فوجی قانون کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ اس کو کئی بار داڑھی منڈوانے کا حکم دیا گیا تھا لیکن وہ ہمیشہ احکام کی تعمیل کئے بغیر پریڈ میں شریک ہوتا رہا۔ ایرک کا بیان ہے کہ ”وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے نقش قدم پر چل رہا ہے اور دنیا کا کوئی شخص اس کو اس ارادے سے باز نہیں رکھ سکتا۔“

اے کاش! مسلمانوں میں بھی اپنے رسول ﷺ اور حضور کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلتے کا شوق پیدا ہو جائے۔

(ایک آدمی سے یہ بات سن کر بہت دکھ ہوا کہ ”برطانیہ میں کسی مقام پر کسی فیکٹری میں چند کاریگروں کی ضرورت پیش آئی تو فیکٹری کے انگریز مالک نے لوگوں کو انٹرویو کیلئے بلایا تو وہاں پر مقیم کئی مسلمان ہندو سکھ وغیرہ بھی پہنچ گئے۔ فیکٹری کے انگریز مالک نے مسلمانوں اور سکھوں کو کہا کہ ”پہلے اپنے منہ سے بال اتروا کر آؤ پھر تمہیں فیکٹری میں رکھا جائے گا۔“ افسوس کہ مسلمانوں نے نوکری کے لالچ میں اپنی داڑھیاں منڈوا

ڈالیں جبکہ سکھ اسی حالت میں دوبارہ انگریز کے پاس پہنچ گئے تو انگریز نے کہا کہ ”سکھوں کو میں اپنی ملازمت کیلئے قبول کرتا ہوں جبکہ مسلمان واپس چلے جائیں“ یہ جواب سن کر نام نہاد مغرب زدہ مسلمان انگریز سے کہنے لگے ”ہم نے آپ کے کہنے پر داڑھیاں بھی منڈوائیں پھر بھی آپ ہمیں قبول نہیں کر رہے“ تو انگریز نے کہا ”مسلمانو! داڑھی رکھنے کا حکم تمہیں تمہارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیا ہے جب تم نے اپنے پیغمبر سے وفا نہیں کی تو میرے ساتھ کیسے وفا کرو گے؟ سکھ جو بھی ہیں انہوں نے اپنے گرو کا کہنا تو نہیں ٹالا) والعیاذ باللہ تعالیٰ (از: ابوالرضا محمد داؤد رضوی)

اسلامی بال اور انگریزی بال:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ”انگریزی بال ہوں یا بقول آپ کے اسلامی۔ ان باتوں میں کیا رکھا ہے؟ وضع و ہیئت کوئی سی بھی ہو کچھ فرق نہیں پڑتا“۔ ہماری گزارش ہے ”تو پھر کوئی صاحب عورتوں کی طرح چوٹی رکھ کر بھی دکھائیں اور کبھی کانوں میں کانٹے پہن کر بھی باہر نکلیں پھر اگر چاروں طرف سے ”زنانہ“ ”زنانہ“ کی پھبتیاں کسی جائیں تو وہاں بھی یہی فلسفہ چھانٹیں کہ بال زنانہ ہوں یا مردانہ ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔ وضع و ہیئت کوئی سی بھی ہو کچھ فرق نہیں پڑتا۔

مردوں عورتوں کا اختلاط:

ع..... ڈرو! اس سے جو وقت ہے آنے والا

مردوں عورتوں کا اختلاط اور دعویٰ مساوات کیا رنگ لائے گا؟

اس رنگ کی تمہید ملاحظہ فرمائیے:

”بہاولپور ۲۳ دسمبر مقامی چڑیا گھر نے ایک ایسا مرغی حاصل کیا ہے جو اٹھ دیتا ہے۔ اس مرغی کی شکل و صورت عام مرغیوں جیسی ہے مگر وہ ہر روز باقاعدگی سے ایک اٹھ دیتا ہے۔ یہ مرغی بانگ بھی دیتا ہے مگر اٹھ دینے کے بعد مرغیوں جیسی آوازیں نکالتا ہے۔ چڑیا گھر نے یہ مرغی حاصل پور کے ایک گاؤں کے حاصل کیا ہے۔ (کوہستان ۲۳ دسمبر ۱۹۶۳ء)“

خلاف سنت کھانے کی سزا:

نئی تہذیب نے اپنے پرستار کو کھانا کھاتے وقت فرش سے اٹھایا اور کرسی پر بٹھا دیا۔ دسترخوان ہٹایا اور میز بچھا دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد کرسی پر سے بھی اٹھا دیا اور کھڑا کر دیا اور میز پر سے پلیٹ اٹھا کر ہاتھ میں دے دی اور اب کھڑا بھی نہیں رہنے دیا بلکہ کھانا کھاتے وقت اپنے عاشق کو کھانا شروع کر دیا۔ کوئی تعجب کی بات نہیں اگر کچھ عرصہ کے بعد یہ تہذیب انہیں دوڑانا بھی شروع کر دے اور بجائے پلیٹوں کے کھانا ان کی جیبوں میں بھر دے۔

سچ فرمایا اعلیٰ حضرت قاضی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے:

ٹھو کریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو

ایک بزرگ نے ایک نوجوان سے پوچھا ”بیٹا! تم کھڑے ہو کر کیوں کھاتے ہو؟“ اس نے جواب دیا ”بزرگو! آج کل یہ ترقی کی علامت ہے۔“ بزرگ فرمانے لگے ”تم نے تو یہ ترقی چند سال سے کی ہے گدھے شروع سے ہی کھڑے ہو کر کھاتے ہیں۔“

زندگی کس لئے؟ کھانا پینا ہے زندگی کے لئے

اور

زندگی ہے خدا کی بندگی کے لئے

مگر

آج کل کھانا پینا ہے جینے کے لئے

اور جینا ہے کھانے پینے کے لئے

اسی لئے

اکبرالہ آبادی نے لکھا ہے کہ:

۔ کیا کہوں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے!

بی۔ اے ہوئے، نوکر ہوئے، پنشن ملی، پھر مر گئے

خوب یاد رکھئے کہ

زندگی با بندگی تا بندگی

زندگی بے بندگی، شرمندگی

مسلمان کی شان:

مسلمان وہ مسلمان تھے کہ میدان میں نکل آئے

تو کسریٰ اور اس کے ساتھ قیصر کو کچل آئے

جہاں پہنچے زمیں کو آسماں سے کر دیا اونچا

جہاں ٹھہرے در و دیوار کا نقشہ بدل آئے

سمندر میں بھی ان کی دوڑ کی راہیں نکل آئیں
پہاڑوں پر بھی ان کے فیض کے چشمے اُبل آئے

نئی تہذیب:

نئی تہذیب کی موٹر پہ عورت کا تسلط ہے
میاں تو ہے کلیئر اُس کا اور بیوی ڈرائیور ہے
نئی تہذیب کی اسٹیج نے وہ سین دکھلایا
جسے پردے میں رہنا تھا وہ اب پردے سے باہر ہے

ترقی کی نئی راہیں:

ترقی کی نئی راہیں چو زبر آسماں نکلیں
میاں مسجد سے نکلے اور حرم سے پیبیاں نکلیں

فیشن کی ہوا:

چل پڑی فیشن کی کچھ ایسی ہوا
عورتوں کے رخ سے پردہ اڑ گیا

فیشن پرست مرد اور پیبیاں:

انقلاب دہر کی اللہ رے نیرتکیاں
مرد ہیں پردے میں اور پردے سے باہر پیبیاں
بورے ہیں کانٹے اپنے حق میں یہ فیشن پرست
ٹھوکریں ماریں گی ان کو فول کہہ کر پیبیاں

باگ آزادی نہ روکو گے اگر اے شوہروں!
دم یہ لیں گی ناچ گنگنی کا نچا کر پیبیاں

بے باک پیبیاں:

کیا بتاؤں کیا کریں گی علم پڑھ کر پیبیاں
پیبیاں شوہر بنیں گی اور شوہر پیبیاں
ہوں گی سب ڈپٹی سے لے کر تا گورنر پیبیاں
دفتری شوہر بنیں گے اہل دفتر پیبیاں
ان کے فکر و کام سے بچنا ابھی دشوار ہے
اور آفت ڈھائیں گی سائنس پڑھ کر پیبیاں



بے شمار وظائف اور روحانی تسکین کے حصول کیلئے پڑھیے

روحانی حقائق

از: شیخ طریقت نباض قوم علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان

صفحات ۶۴، ہدیہ مع ڈاک خرچ ۳۰ روپے۔

ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

مصنف ”دعوتِ عمل“ کے مختصر حالات زندگی

مصنف ”دعوتِ عمل“ مشہور علمی و روحانی شخصیت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب جمادی الاخریٰ ۱۳۲۸ھ / دسمبر ۱۹۲۹ء میں محلہ رنگپورہ (نزد جامع مسجد صدیقیہ) سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ وطن اصلی کوٹلی لوہاراں مشرقی ضلع سیالکوٹ ہے۔ کوٹلی لوہاراں ہی میں ابتدائی تعلیم ناظرہ قرآن پاک اور سکول کی ابتدائی چند جماعتوں تک ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار شاہ محمد مرحوم کا ملازمت کے دوران ۱۹۳۵ء میں بریلی شریف تبادلہ ہوا تو مولانا موصوف بھی اپنے والدین مرحومین کے ساتھ بریلی شریف پہنچ گئے اور وہاں دوران قیام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حرارہ انوار اور مسجد مبارک کے بالکل متصل جامعہ رضویہ منظر اسلام کے شعبہ حفظ میں داخل ہو گئے اور حافظ محمد یوسف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے چند پارے حفظ کئے۔ کچھ عرصہ بعد سیالکوٹ واپسی ہوئی تو دو تین جگہ کسی کسب و ہنر کیلئے داخل کرایا گیا مگر خوش قسمتی سے بریلی شریف میں جو دینی ماحول میسر آیا دل میں وہی لگن تازہ رہی اور بالآخر باقاعدہ تعلیم کے حصول کیلئے کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ میں سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر صاحب (مدیر ماہنامہ ماہ طیبہ) کے والد ماجد خلیفہ اعلیٰ حضرت، فقیہ اعظم مولانا محمد شریف صاحب محدث کوٹلوی (رحمۃ اللہ علیہم) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت فقیہ اعظم نے صرف کے ابتدائی چند اسباق پڑھا کر جب المرجب ۱۳۶۲ھ میں بنفس نفیس مولانا ابوداؤد محمد صادق کو ساتھ لے کر حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر مدرسہ نقشبندیہ میں داخل کرادیا۔ وہاں مولانا ابوداؤد نے حضرت علامہ آل حسن سنہلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدائی اسباق اور حضرت علامہ محمد عبدالرشید تھنگوی مدظلہ العالی (فاضل جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف) سے عربی

فارسی کی چھوٹی بڑی کتابیں پڑھیں۔ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے شوال المکرم ۱۳۶۸ھ / اگست ۱۹۴۹ء میں مستقل طور پر لائل پور تشریف لانے کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام قائم فرمایا تو ابتدائی دنوں میں ہی مولانا ابوداؤد محمد صادق نے بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دورہ حدیث شریف میں داخلہ لیا اور ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۶۹ھ / ۲ جون ۱۹۵۰ء میں پہلے سالانہ جلسہ دستار فضیلت پر دستار و سند سے مشرف ہوئے۔ دستار فضیلت کے بعد حضرت محدث اعظم کے حکم سے لائل پور ہی میں ایک مسجد میں امامت، ایک میں خطابت اور جامعہ رضویہ میں شوال المکرم ۱۳۶۹ھ میں تدریس کی خدمت سپرد ہوئی پھر ایک سال بعد حضرت محدث اعظم پاکستان کے حکم پر ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ / یکم ستمبر ۱۹۵۱ء گوجرانوالہ تشریف لے آئے اور مرکزی جامع زینت المساجد گوجرانوالہ میں خطابت کے فرائض سنبھالے۔ الحمد للہ ۵۹ سال مکمل ہو گئے ہیں اور یکم ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ سے ۶۰ واں سال شروع ہے اور خدمت دین کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے صحت و عافیت کے ساتھ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور خدمت دین کا یہ سلسلہ تادیر جاری و ساری رہے۔ آمین

۱۳۶۴ھ / ۱۹۵۳ء میں والدہ محترمہ اور ہمشیرہ صاحبہ کے ہمراہ آپ کوچ و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ پورا مہینہ بدینہ شریف میں حاضری کا موقع ملا۔ آپ کی کوشش سے ۱۴ شوال المکرم ۱۳۶۴ھ کو بدست محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ میں اہلسنت کی اولین معیاری درسگاہ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کا قیام عمل میں آیا جہاں سے شہید اہلسنت مولانا محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ سمیت ہزار ہا علماء و حفاظ فیض یاب ہوئے۔ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء میں آپ کی زیر نگرانی جماعت رضائے مصطفیٰ کا قیام عمل میں آیا اور اس کے تحت ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ بمطابق ۱۵ اپریل ۱۹۵۶ء بروز جمعہ المبارک ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ کا اجراء ہوا۔ جو پانچ سال

ہفت روزہ پانچ سال پندرہ روزہ اور اب ماشاء اللہ ماہنامہ کی صورت میں باقاعدگی و پابندی وقت کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

آپ نے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفیٰ میں اپنا علیحدہ مسلکی تشخص قائم رکھتے ہوئے بھرپور شرکت کی اور اس سلسلہ میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ دسمبر ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جانشینِ قطبِ مدینہ مولانا محمد فضل الرحمن مدنی رحمۃ اللہ علیہ، نبیرۃ امیر ملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے آپ کو قومی اسمبلی کا امیدوار کھڑا کیا گیا اس انتخاب میں ”جمعیت الہدیت“ کے امیدوار کو ۶۳۲۲ ”دیوبندی امیدوار کو ۷۳۱۸ جماعتِ اہللامی کے امیدوار کو ۸۶۸۰ اور مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کو ۷۴۷۱ ووٹ حاصل ہوئے اور الحمد للہ اہلسنت کی اکثریت کا خوب چرچا و مظاہرہ ہوا۔

الغرض مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کے گوجرانوالہ میں تشریف لانے سے اہلسنت کا خوب بول بالا ہوا۔ گوجرانوالہ میں آپ کی آمد سے پہلے گنتی کی دو چار مساجد تھیں۔ اب ماشاء اللہ اہلسنت و جماعت (حنفی بریلوی) کی تمام دیگر مکاتب فکر کی مجموعی تعداد سے زیادہ قومی اخبار روزنامہ جناح لاہور (۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء) کے مطابق ۱۰۶۴ مساجد ہیں۔ مولانا موصوف کے ایک صاحبزادے بچپن ہی میں انتقال کر گئے اور دو صاحبزادے الحاج محمد داؤد رضوی، الحاج محمد رؤف رضوی بھی حسب توفیق خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ صاحبزادگان کو اپنے عظیم والد محترم کے زیر سایہ ان کے عظیم مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

(مزید تفصیل کیلئے کتاب روحانی حقائق، احوال صادق از: الحاج رشید احمد چغتائی (مرحوم) و مولانا پروفیسر محمد عطاء الرحمن رضوی ایم اے لاہور اور ماہنامہ سوائے حجاز لاہور از: ملک محبوب الرسول قادری، محرم الحرام، صفر المظفر ۱۴۳۰ھ / جنوری، فروری ۲۰۰۹ء کا مطالعہ فرمائیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۔ زینتِ صدق و صفا سے کر مجھے آراستہ..... مرشدی صادق محمد با صفا کے واسطے

۱۳۷۰ھ تا ۱۴۳۰ھ

ہم ساٹھ (۶۰) سالہ مجاہدانہ دینی، مسلکی و ملکی خدمات پر

عالم اسلام کی عظیم علمی و عملی شخصیت، نامور بزرگ عالم با عمل و روحانی پیشوا..... عاشق مصطفیٰ، فدائے غوث الوری، پیکرِ صدق و صفا، فخر ملت اسلامیہ، پاسبانِ مسلک امام احمد رضا، خلیفہ مجاز مفتی اعظم عالم اسلام، استاذ العلماء، حامی سنت، ماحی بدعت، جبل استقامت، فیض یافتہ امیر ملت محدث علی پوری، پروردہ نگاہ فقیہ اعظم محدث کوٹلوی، نائب محدث اعظم پاکستان، نباض قوم، یادگار اسلاف، صادق الاقوال و الاحوال، مخزن محاسن الاخلاق، فضیلۃ الشیخ حضرت العلام قبلہ

مولانا الحاج پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی (رحمۃ اللہ علیہ)

کو مبارک پیش کرتے ہیں۔

آپ کی دینی خدمات کا اجمالی خاکہ:

(۱) آپ جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کے بانی ہیں۔ (۲) گوجرانوالہ شہر جو کسی زمانہ میں نجدیت کا گڑھ تھا مگر آج بفضلہ تعالیٰ آپ کی بے مثال کاوشوں سے سنیت و رضویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا مثالی مرکز ہے۔ (۳) ماشاء اللہ آپ مسلسل ۶۰ سال سے گوجرانوالہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے مرکزی جلوس کی قیادت فرما رہے ہیں۔ (۴) ۶۰ سال سے گوجرانوالہ کی قدیم ترین مشہور زمانہ اسم باسکلی تاریخی مرکزی جامع مسجد زینت المساجد کی امامت و خطابت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ (۵) آپ اہلسنت کے بین الاقوامی شہرت یافتہ مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کے بانی و مہتمم اور جمید علما و مشائخ کے استاذ ہیں اور اندرون

پاکستان کے علاوہ آپ کے سینکڑوں مریدین اور تلامذہ ٹڈل ایسٹ عرب ممالک اور یورپ و امریکہ وغیرہ میں بھی اشاعت و تبلیغ دین میں مصروف ہیں، فالحمداً للہ علی ذالک۔ (۶) آپ اہلسنت کے ۵۰ سالہ انٹرنیشنل محبوب و مقبول ترجمان ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ (۷) آپ مسلسل شب و روز وعظ و تبلیغ میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ (۸) آپ کے لکھے ہوئے تبلیغی اشتہارات لاکھوں کی تعداد میں پورے عالم اسلام میں مقبول ہیں۔ (۹) آپ درجنوں کتب کے مصنف ہیں۔ (۱۰) سلسلہ بیعت و ارشاد میں بھی ماشاء اللہ آپ کا فیضان وسیع پیمانہ پر جاری و ساری ہے۔ (۱۱) خدمت دین اور حق گوئی کی پاداش میں گوجرانوالہ، بہاولپور اور میانوالی وغیرہ کی جیلوں میں آپ کو ۶ مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں پیش آئیں، پھانسی کو ٹھڑی میں بند رکھا گیا اور جھکڑی لگا کر بہاولپور تا میانوالی قیدی بنا کر طویل سفر بھی کرایا گیا لیکن مسلک حق کی ترویج و اشاعت میں بحمد اللہ آپ کے پائے استقلال میں کبھی بغزش نہ آئی۔ (۱۲) آپ کے دروس قرآن و حدیث سے ماشاء اللہ لاکھوں حضرات مستفیض ہوئے اور مسلسل ہو رہے ہیں۔ (۱۳) آپ نے سینکڑوں فتاویٰ مبارکہ تحریر فرمائے۔ (۱۴) آپ نے آج تک شناختی کارڈ نہیں بنوایا بلکہ حج شریف بھی بغیر تصویر کے کیا اور شناختی کارڈ میں تصویر کے لزوم کے خلاف آپ نے شریعت کورٹ، ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں قانونی جدوجہد فرمائی..... نہ شناختی کارڈ بنوایا اور نہ ہی پاسپورٹ۔ (۱۵) آپ نے ہر دور میں ہر حال میں کلمہ حق بلند فرمایا اور بحمد اللہ کبھی بھی کسی جابر سے مرعوب نہ ہوئے.....

المختصر حضرت کی نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط تبلیغی دینی، مسلکی، تعمیری اور تقریری زبردست مجاہدانہ عملی خدمات کے اپنے اور بیگانے سب ہی معترف ہیں۔
(ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء)

وہا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے آپ کو سلامت باکرامت تا قیامت صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین (منجانب: اہلیان گوجرانوالہ)

فہرست کتب

خلیفہ مجاز مفتی اعظم عالم اسلام عاشق مدینہ پاسبان مسلک رضا مجاہد ملت

عالم باعمل الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی

(امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان)

- ۱۔ نورانی حقائق (میلا دشریف کے موضوع پر تاریخی شاہکار)
- ۲۔ تبصرہ رضوی برہنوات لکھنوی مسیحیہ: دیوبندی حقائق (جلد اول)
- ۳۔ دیوبندی حقائق (جلد دوم) معروفیہ دورنگی توحید
- ۴۔ تاریخی حقائق (اسلام دشمن قوتوں کی نقاب کشائی)
- ۵۔ پروفیسر طاہر القادری علماء اہلسنت کی نظر میں مسیحیہ خطرہ کی گھنٹی
- ۶۔ تحقیق اہلحدیث (دہائیوں کے اعتراضات کے مسکت جوابات)
- ۷۔ علماء دیوبند کا دوغلہ کردار بالخصوص سپاہ صحابہ کی نقاب کشائی
- ۸۔ مسلک اہلسنت کا پیغام فرقہ گوہریہ کے نام معروفیہ خطرہ کا الارم
- ۹۔ رضوی تعاقب بجواب تحقیقی تعاقب مسیحیہ خطرہ کا سائرن
- ۱۰۔ الدعوة کو دعوت صدق و انصاف مسیحیہ الدعوة کی نقاب کشائی
- ۱۱۔ محمد پناہ اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء
- ۱۲۔ جشن میلاد النبی ﷺ ہمارا جائز کیوں؟ اور جلوس اہلحدیث و جشن دیوبند کا جواز کیوں؟
- ۱۳۔ روحانی حقائق
- ۱۴۔ تحفہ معراج و حقانیت اہلسنت
- ۱۵۔ مختصر سوانح حیات محدث اعظم پاکستان ﷺ
- ۱۶۔ سوانح شہید اہلسنت (مولانا الحاج محمد اکرم رضوی ﷺ)

- ۱۷۔ مسلک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مع جوابات اعتراضات وہابیہ
- ۱۸۔ مسلک شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۔ مسلک شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۔ غوث الاعظم اور گیارہویں شریف
- ۲۱۔ محبوبانِ خدا کی برزخی زندگی
- ۲۲۔ شانِ محمدی ﷺ نجدی عقائد اور عیسائی چیلنج
- ۲۳۔ مسئلہ ختم نبوت اور علماء اہلحدیث و دیوبند مسکنی یہ قادیان تھانہ بھون میں
- ۲۴۔ رسالہ نور
- ۲۵۔ مختصر حیاتِ اعلیٰ حضرت مع تعارف کنز الایمان
- اور عقائد علماء نجد و دیوبند
- ۲۶۔ مودودی حقائق
- ۲۷۔ علماء دیوبند کی دورنگی توحید
- ۲۸۔ مکتوب مولانا ابوداؤد بنام مولانا ابوالبلال امیر دعوتِ اسلامی
- ۲۹۔ دو جماعتیں (تبلیغی جماعت اور جماعتِ اسلامی کا اصل پس منظر)

=====

الحاج محمد حبیب الرحمن نیازی قادری رضوی کی مرتبہ کتب

- ۱۔ نماز نبوی
- ۲۔ عقائد اہلسنت (قرآن و حدیث کی روشنی میں)
- ۳۔ آدابِ مرشد
- ۴۔ فیضانِ الحرمین (حج و عمرہ کے ضروری مسائل)
- ۵۔ رضوی مجموعہ نعت

خطرہ کی گھنٹی

یہ خوبصورت کتاب حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کی مدلل و مفصل تالیف ہے۔ جس میں پروفیسر طاہر القادری کے ”فرقہ طاہریہ و پروفیسری مسلک“ کے فتنہ عظیمہ سے برادران اہلسنت و سنی بریلوی احباب کو خبردار کیا گیا ہے ﴿﴾ اور شیعہ دیابنہ و ہابیہ کے عقائد باطلہ کے باوجود پروفیسر صاحب کے ان سے تعلقات و صلح کلیت و بھائی چارہ بلکہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے اور بد مذہبوں گستاخوں کو پرفریب انداز میں سنیوں کیلئے قابل قبول بنانے کی خطرناک سازش کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ ﴿﴾ اور قرآن و حدیث و مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں بے ادب گستاخ بد عقیدہ لوگوں سے تعلقات کی ممانعت و بائیکاٹ کا حکم شرعی بیان کیا گیا ہے ﴿﴾ نیز پروفیسر صاحب کی مزید گمراہی و عورتوں کی نصف دیت کے مسئلہ پر ان کی اجماع امت سے بغاوت و علماء اہلسنت کے ساتھ محاذ آرائی کا تاریخی پس منظر اور علماء اہلسنت کے پروفیسر صاحب کے خلاف بیانات و ان کے اہلسنت و جماعت سے خارج ہونے کے فتاویٰ مبارکہ کو جمع کیا گیا ہے۔ ﴿﴾ طاہر القادری کے جھوٹے دعوے اور تمام بزرگان دین سے ہمسری و برابری اور ہائیکورٹ کی زبانی طاہر القادری کی کذب بیانی کا تاریخی فیصلہ بھی شائع کیا گیا ہے اور شیعہ کے امام خمینی کے متعلق طاہر القادری کے اس گستاخانہ بیان کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ ﴿﴾ جس میں طاہر القادری نے کہا تھا کہ ”امام خمینی ان مردان حق میں سے ہیں جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے“ ﴿﴾ اور خمینی سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے۔ ﴿﴾ علاوہ ازیں طاہر القادری کے تضادات و دوغلوں کو رد اور اخلاقی پستی کو بھی اخبارات و رسائل کے حوالہ جات و حقائق کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب ”خطرہ کی گھنٹی“ دسویں مرتبہ شائع ہوئی ہے جو مجبان اہلسنت و متلاشیان حق کیلئے ایک عظیم دستاویز ہے۔ صفحات ۲۹۶ ہدیہ ۱۶۰ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

۔ دنیا میں شہرہ ہو گیا ”کنز الایمان“ کا
 اک بہترین ترجمہ ہے یہ قرآن کا
 اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۳۰ھ میں

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

تحریر فرمایا اور اب سال ۱۳۳۰ھ شروع ہے اور اہل محبت امسال صد سالہ جشن کنز الایمان
 منا رہے ہیں۔ لہذا آپ بھی کنز الایمان کی خوب اشاعت و تشہیر کریں۔

(کتاب) ترجمہ اعلیٰ حضرت کے خلاف پروپیگنڈا کا محاسبہ اور غلط فہمیوں کا ازالہ

مسئلہ پاسبان کنز الایمان

☆ از: مجاہد ملت مولانا الحاج محمد عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمۃ

☆ حضرت خواجہ غلام حمید الدین سیالوی سجادہ نشین سیال شریف

☆ حضرت مولانا علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی

=====

الحاج صاحبزادہ ابوالرضا محمد داؤد رضوی کی مرتبہ کتب

۱- یادگار غلیل و ذبیح (قربانی کے فضائل و مسائل)

۲- تحفہ معراج و حقانیت اہلسنت

۳- حیات عامر چیمہ شہید رحمۃ اللہ علیہ

۴- جب زلزلہ آیا

۵- رحمت کی برسات (ماہ رمضان ذیشان کے فضائل و مسائل)

ناشر: ادارہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

قابل مطالعہ ایمان افروز کتابیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رحمتِ خدادادی

۲۷ قرآنی سورتیں، مجموعہ درود و سلام، پیارے نبی ﷺ کی پیاری دعائیں، فوت شدہ کو ایصالِ ثواب کرنے کے طریقے، دنیا و آخرت کی کامیابی کا راز اور خیر و برکت کے وظائف پر مشتمل بہترین کتاب

روحانی حقائق

ذکر الہی، نعت مصطفیٰ، مسائل تصوف و شریعت، شجرہ قادریہ رضویہ، اوراد و وظائف پر مشتمل بہترین کتاب

ہر لاپرواہی کا صاف جواب

تقریباً پچاس موضوعات پر مشتمل بہترین کتاب خوبصورت جلد میں

اعمالِ حسنہ

روزمرہ کی نقلی عبادت، فضیلت والی راتوں کے خاص نوافل، بارہ ماہ کی نقلی عبادت اور نفل نمازوں پر مشتمل

عقائد اہلسنت

قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کی روشنی میں سچے عقائد کا روشن بیان اور بد مذہبوں کے اعتراضات کا بحوالہ دندان شکن جواب۔

عظمت و شان اہل بیت
 اللہ تعالیٰ
 رضی عنہم

مسبب اللہ
 صدیق اکبر
 سیدنا یحییٰ

فیضان
 الحرمین

جشن میلادِ مبارک
 جوارس احمد شاہ
 جشن میلادِ مبارک کا جواز کیوں

تحفہ معراج

یادگار خلیل و نوح

بہار عقیدت

انوار عقیدت

نعمات رضا

تعلیمات اسلامی

آدابِ مرشد

شُرک و بدعت کی حقیقت

مقام والدین

محمد عالم شہید

مجازین نوٹو بازی کا تحقیقی جواب

جب زلزلہ آیا

خطرہ کی گھنٹی

خطرہ کا ساڑھن

ادارہ رضائے مصطفیٰ

HASSAN NIAZI 2000 055 4217986 0333-8159523
 © YAHOO.COM